

Classic Urdu Material

اسلام علیکم !!!

ہماری ویب سائٹ پر شائع ہونے والے تمام ناولز اور مواد بمعہ مصنف / مصنف کے نام سے محفوظ ہیں۔
بغیر اجازت کوئی بھی شخص ان تمام ناولز یا مواد سے متعلق مسودہ ویب سائٹ یا مصنف / مصنف کی اجازت کے بغیر نقل نہیں کر سکتا۔

نقل شدہ مواد پکڑے جانے کی صورت میں متعلقہ فرد / بلاگ / ویب سائٹ کو درپیش آنے والے مسائل کا وہ خود ذمہ دار ہوگا۔
نوٹ:

ہمیں اپنی ویب سائٹ کلاسیک اردو میٹیریل کے لیے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب سائٹ پر اپنا
ناول / ناولٹ / افسانہ / کالم / آرٹیکل / شاعری شائع کروانا چاہتے ہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال
کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

Email Address

bestreadingmaterial@gmail.com

Classicnovels04@gmail.com

Facebook Group: Classic Urdu Material

Facebook Page: <https://www.facebook.com/ClassicUrduMaterial/>

ان شاء اللہ آپ کی تحریر ایک ہفتہ کے اندر اندر ویب سائٹ پر شائع کر دی جائے گی۔

مزید تفصیلات کے لیے اوپر دیے گئے ای میل ایڈریس پر رابطہ کریں۔

شکریہ

انتظامیہ کلاسیک اردو میٹیریل

تو جو ہمدرد ہوا میرا

از قلم ایمان خان

مکمل ناول

آسمان پہ یکدم سیاہ بادلوں نے قبضہ جمایا تھا اور تھوڑی ہی دیر بعد-----بینہ ٹپ ٹپ کسی پھوار کی طرح-----اس سبزہ زار پہ برسے لگی تھی-----ساتھ ہی میٹھی میٹھی ہلکی ہلکی ہواؤں نے-----موسم کی خنکی کو کم کر دیا تھا-----

وادی سوات کے اس چھوٹے سے گاؤں میں یہ-----صبح بہت خوشگوار سی اتری تھی-----

گلاس ونڈو کے اس پار-----پتھروں سے بنی اس عالیشان حویلی کے بڑے سے کمرے
میں-----جہاں ہر چیز سلیقے سے سیٹ کی گئی تھی-----بڑا سا پلنگ-----ایک
طرف-----نیچھے میڑرس بچھا تھا-----جس پہ تکیے پڑے تھے-----بائیں طرف-----چھوٹی سی
شیلف-----جس پہ-----مختلف کتابیں سیٹ کی گئی تھی وہ الگ بات تھی اس کمرے میں
رہنے والی کا ان کتابوں سے دور دور تک کوئی ی تعلق نہ تھا-----

"بس باجی کل اسی لیے نہیں آسکی میں-----قسم خدا کی ام کو کل بہت مارا اس
نے-----"اٹھنے-----بھی نہیں اورہاتا ہم سے-----"

اس انیس بیس سال کی لڑکی نے دوپٹے کے پلو سے-----آنکھوں کے نکلیں گوشے پونچھتے
ہوئے-----دبی دبی سے دہائی دی تھی-----

"خدا غارت کرے اسے-----"

وہ یکدم چھلانگ مار کے بیڈ سے اتری تھی-----اور اس کے مقابل میڑرس پہ آ کے بیٹھ گئی
تھی-----

ساتھ ہی ایک ادھ بد دعا بھی جڑ دی تھی-----

”تم نے نہیں مارا اس کو-----“؟

اس دفعہ ذرا رازداری سے پوچھا گیا تھا۔۔۔۔۔

”استغفار کرو-----باجی-----امارا شوہر ہے وہ-----اس کا حق ہے-----ام کیوں اس پہ ہاتھ اٹھائی ہیں-----“

اس نے دہل کے اسے دیکھا تھا۔۔۔۔۔ پھر کانوں کو ایسے ہاتھ لگایا تھا جیسے وہ کسی گناہ کی مرتکب ہو چکی ہو۔۔۔۔۔

”خدا اس کے بجائے تماری جیسی عورت کو غارت کرے۔۔۔۔۔“ جو روز اس کے ہاتھوں ذلیل ہوتی ہے ”اگر اتنا ہی اس کے ہاتھوں مرنے کی شوق ہے تو امارے سامنے۔۔۔۔۔ زیادہ۔۔۔۔۔ مظلوم بننے کی کیا تک بنتی ہے۔۔۔۔۔“

اسے بڑا ناگوار گزرا تھا اس لیے اسے ایک دھومکا جڑھ کے ناگواری سے کہتے ہوئے پیچھے تکیے کے ساتھ ٹیک لگالی تھی۔۔۔۔۔

”یوں بھی مت بولو باجی۔۔۔۔۔ امارہ تمہارے علاوہ ہے ہی کون۔۔۔۔۔۔۔“

اس نے مظلومیت چہرے پہ سجا کے اس کی طرف دیکھا تھا۔۔۔

جو مزے سے بازو تکیے کے گرد پھیلائے لیٹی تھی۔۔۔۔۔

”ستا ہی دے۔۔۔۔۔ ظالم خاوند۔۔۔۔۔ چچی کُم رز کی لَس زلا ستا دھلائی گئی۔۔۔۔۔۔۔“

(تمہارا ہے نا وہ ظالم شوہر جو دن میں دس دفعہ تمہاری دھلائی می کرتا ہے۔۔۔۔۔۔۔)

اس نے اپنی مخصوص پشتو زبان میں استہزائی یہ ہنسی کے ساتھ اسے شرم دلانے کی کوشش کی

تو وہ شرمندہ ہونے کے بجائے الٹا شرمگئی

”ناں باجی اغا ما سرا مینہ ہُم ڈیرا گئی۔۔۔۔۔۔۔“

(نا باجی ام سے پیار بھی بہت کرتا ہے۔۔۔۔۔۔۔)

اس نے سر پہ کیے دوپٹے کے پلو کو منہ میں دباتے ہوئے-----شرماتے ہوئے کہا تھا

تو اس نے آنکھیں پھیلا کے دیکھا تھا

مار کا شئی بہ تک نہ تھا اب ایسے بلش کر رہی تھی جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو-----

اسے اور تاؤ آگیا تھا-----

"لغت دے پہ داسی مینہ-----"

("لغت ہو بہن ایسے پیار پہ-----")

تاسف بھری نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے اس پہ دو حروف بھیج کے

اب ڈرینگ ٹیبل کے سامنے جا کے کھڑی ہو گئی تھی

براؤن رنگ کے گھنگریالے بالوں میں بلاوجہ ہی-----کنگھی کرنے لگی تھی-----

سفید رنگت-----بڑی بڑی گہری سبز رنگ کی آنکھیں-----گال اور ناک انار کے دانوں
جیسے-----لال تھے کچھ وہ پیدائی شی ایسی تھی کچھ یہاں کا موسم بھی ایسا تھا-----کہ اس کی تیکھی
ناک زیادہ تر لال ہی رہتی تھی-----بڑی بڑی آنکھوں پہ لمبی پلکوں کا پہرہ تھا-----بھرے
بھرے ہونٹ-----اور ہونٹ کے اوپر-----کالے رنگ کا تل-----گھنگریالے بال شانوں تک
آتے تھے-----چھوٹا سا قد اور بھرے ہوئے جسم کے ساتھ وہ چھوٹی سی گریٹا لگتی تھی-----

”ابھی ابھی کالے رنگ کی سادہ فراک پہنے ناک چڑھائے اپنا تنقیدی جائزہ لے رہی تھی-----

”اگر تم کا سوگ ختم ہو گیا تو-----جاؤ-----دیکھو لالا گھر پہ ہے کہ چلا گیا-----“

اس نے اسی طرح ناک چڑائے اس کی طرف پلٹ کے دیکھنے کے ساتھ ساتھ اگلا حکم صادر کیا تھا

تو-----زرعونے-----میکانکی انداز میں اٹھ کھڑی ہوئی-----

دروازے تک گئی پھر پلٹ کے ایک مشکوک نگاہ-----ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے ناک پھلا کے
کھڑی المظ پہ ڈالی

اسی لمحے المظ نے ایک ناگوار نگاہ اس پہ ڈالی-----

"ام تصویر دے دیں گے تم کو۔۔۔۔۔۔" ابھی جاؤ دیکھ کے آؤ لالا کو۔۔۔۔۔۔"

اس نے اکتا کے اسے کہا تھا۔۔۔۔۔۔

"کیوں تم آج پھر وہاں جانے کا ارادہ رکھتی ہو باجی۔۔۔۔۔۔؟"

وہ جھٹ سے اس کے قریب آئی تھی پھر کھوجنے والے انداز میں پوچھا تھا۔۔۔۔۔۔

"تم کو امرود کانا ہے کہ نہیں۔۔۔۔۔۔؟"

اس نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے دھمکی آمیز لہجہ اپنایا تھا۔۔۔۔۔۔"

اور امارے وہ ستاروں والے کپڑے جو تم مانگ رہے تھے ام سے۔۔۔۔۔۔

اس نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے فوراً لالچ کی مقدار بڑھائی۔۔۔۔۔۔

تو امید کے عین مطابق۔۔۔۔۔۔ اس کی آنکھیں چمک اٹھی تھی۔۔۔۔۔۔

”ارے باجی تم تو برا مان گئے او۔۔۔۔۔“ ام ابھی دیکھ کے آتا ہے۔۔۔۔۔ ”للا کو۔۔۔۔۔“

اس نے فوراً خوشامدانہ روش اپنائی

وہ بھی فخریہ مسکرائی

وہ المظ سے تین سال بڑی تھی اور اس کی خاص ملازمہ تھی اس لحاظ سے وہ المظ کو باجی کہتی تھی

وہ ایک دفعہ پھر آئی نے کی طرف متوجہ ہو گئی۔۔۔۔۔

تھوڑی دیر بعد وہ مشکوک سے انداز میں دوبارہ اندر داخل ہوئی تھی۔۔۔۔۔

”للا نہیں ہے گھر پہ۔۔۔۔۔“ او کسی کام سے جا رہا ہے۔۔۔۔۔ ”شام تک واپس آئے گا۔۔۔۔۔“

اس نے اس کے قریب آ کے رازداری سے کہا تو وہ پرچوش ہوئی

پھر ایک سوچ کے آتی ہی اس کی خوشی ذرا معدوم ہوئی

”مورے اور گل مینے کدھر ہیں۔۔۔۔۔“؟

اس نے بھی رازداری سے اپنی ماں اور چچا زاد بہن کے متعلق پوچھا تھا

وہ دونوں اپنی خواب گاہ میں ہیں۔۔۔۔۔“

اس نے اطلاع دی تھی

میدان صاف تھا۔۔۔۔۔

وہ کیوں موقع سے فائدہ نہ اٹھاتی۔۔۔۔۔

اس نے بیڈ پہ پڑا۔۔۔۔۔ اپنا شیفون کے کالے رنگ کا دوپٹہ گلے میں لٹکایا تھا

پھر بیڈ پہ بیٹھ کے اپنی جوتیوں کے اسٹرپس بند کیے۔۔۔۔۔

اور اٹھ کھڑی ہوئی

"المظ-----دھیان سے وہ اپنے دشمنوں کی حویلی ہے ام
نے سنا ہے مختیار سے-----"

زرعونے نے پیچھے سے ہانک لگائی تھی

"اچھا ہو گا اسی بہانے امارہ دشمنوں سے بھی آمننا سامنا ہو جائے گا

وہ ایک آنکھ دبا کے شرارت بھرے انداز میں بولی تھی

اور فوراً سے کمرے سے باہر نکل گئی تھی

زرعونے وہی بیٹھ کے خود کو ستاروں والے لباس میں تصور کر رہی تھی

نیلے پانی کی بہتی ہوئی می جھیل جس کے اوپر لکڑی کے پل کا پھرہ تھا-----اس کے دائیں طرف
بنی-----اونچی سی پہاڑی جس کے اردگرد-----سبز رنگ کی نرم و ملائم گھاس اگی ہوئی می

تھی۔۔۔۔۔رنگ برنگے سنگِ مرمر کے پتھروں کو تراش کے بنائے گئی یہ تین پورشنز پہ
مشتعل حویلی۔۔ جس کے تمام ستون قیمتی لکڑی کے بنے ہوئے تھے داخلی دروازہ بھی قیمتی لکڑی کا تھا
راہداری میں پڑے خوبصورت گملے اس حویلی کی خوبصورتی کس چار چاند لگا رہے تھے کھڑکیاں بھی لکڑی کی
ہی تھی۔۔۔۔۔حویلی کے پیچھے۔۔۔۔۔آسمان پہ بادلوں کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے۔۔۔۔۔سفید رنگ کے
دھویں کے حصار میں تھے۔۔۔۔۔یہ منظر دور سے ہی دیکھنے پہ دل کو بہت بہاتا تھا۔۔۔۔۔

اس سے اندر جاؤ تو ایک طرف چھوٹی سی لان نما جگہ تھی جہاں مختلف پھول کھلے ہوئے تھے اور مالی ان
پودوں کو پانی دے رہا تھا۔۔۔۔۔

اس کی بالکل سیدھ میں ایک برآمدہ ناکھلی سی جگہ تھی جہاں ایک طرف چارپائیاں پڑھی تھی اور
تھوڑے فاصلے پہ ایک ہی سیدھ میں کرسیاں۔۔۔۔۔یہ جگہ حجرے کے طور پہ استعمال ہوتی
تھی۔۔۔۔۔

کاکا۔۔۔۔۔"درب۔۔۔۔۔خان کو بلا کے لاؤ۔۔۔۔۔"

انہوں نے۔۔۔۔۔منہ سے دھواں نکالتے ہوئے ملازم کو حکم دیا تھا۔۔۔۔۔

ملازم نے فوراً حکم کی طرف لبیک کہا تھا اور اندر زنانہ حصے کی طرف چلا گیا تھا۔۔۔۔۔

تھوڑی ہی دیر بعد-----وہ ان کے بالکل سامنے موجود تھا

بال بکھرے ہوئے تھے-----آنکھیں لال تھی اور سوئی سوئی م بھی یوں جیسے انہیں ابھی ہی نیند سے اٹھا کے لایا گیا ہے-----

وہ ہاتھ سے اپنی آنکھیں مسلتے ہوئے کرسی کھینچ کے وہی بیٹھ گئے تھے-----

انہوں نے ایک نظر اپنے بھائی کو دیکھا تھا-----

پھر حقہ ایک طرف رکھا تھا اور ان کی طرف متوجہ ہوئے تھے جو منتظر سی نظروں سے ان کی طرف دیکھ رہے تھے-----

"لگتا ہے تم آج کل بہت مصروف رہتا ہے-----"؟

انہوں نے سر تا پیر انہیں دیکھتے ہوئے-----بظاہر عام سے لہجے میں کہا تھا لیکن ان کے لہجے میں طنز محسوس کر کے انہوں نے چونک کے سر اٹھایا تھا-----

”نہیں لالا ایسا بات بھی نہیں ہے اب۔۔۔۔۔“

اس نے سر جھٹک کے صفائی دی تھی

وہ بہت عرصہ شہر میں رہے تھے۔۔۔۔۔ وہی پڑھا بھی تھا اب ان کی زبان اور لہجہ کافی بدل گیا تھا لیکن لالا سے وہ اسی لہجے میں بات کرتے تھے۔۔۔۔۔

”تو پھر باغ کو وقت کیوں نہیں دیتا تم۔۔۔۔۔؟“

انہوں نے اس دفعہ بھی سابقہ لہجہ ہی اپنایا تھا

انہوں نے بھی الجھی ہوئی نظروں سے اپنے بھائی کو دیکھا تھا

وہ اپنے بھائی کی بہت عزت کرتے تھے

کچھ عمر میں بھی بیس سال کا فرق تھا اور کچھ ان کی شخصیت بھی رعب دار تھی

جس کی وجہ سے بات کرتے ہوئے وہ سر بھی کم ہی اٹھاتے تھے۔۔۔۔۔

ابھی بھی ان کے لہجے میں احترام واضح تھا۔۔۔۔۔

”کیا بات ہے لالا۔۔۔۔۔ کوئی می مسئی لہ ہو گیا ہے کیا۔۔۔۔۔“

انہوں نے گھٹنوں پر کہنیاں ٹکا کے ذرا فکر مندی سے پوچھا تھا۔۔۔۔۔

”ہاں تم نے حالت دیکھا ہے باغ کا روز کوئی می لڑکیوں کی ٹولی آتا ہے سارے پھل خراب کر کے چلا جاتا ہے۔۔۔۔۔ مالی بوڑھا آدمی ہے اس سے کہاں قابو آتا ہے ایسا شیطان لڑکی۔۔۔۔۔“

انہوں نے اس دفعہ۔۔۔۔۔ ذرا خفگی سے اس کی طرف دیکھ کے اسے آگاہ کیا تھا

جواب میں وہ ہنکارا بھر کے رہ گئے تھے۔۔۔۔۔

وہ واقعی ہی پچھلے کچھ دن بہت مصروف رہے تھے جس وجہ سے وہ باغ کو وقت نہیں دے پائے تھے۔۔۔۔۔ لیکن انہیں یہ امید بھی ہرگز نہیں تھی کہ باغ میں گھس کے کوئی می باغ خراب کر جائے۔۔۔۔۔ اتنی کس کی مجال ہو سکتی تھی وہ سوچ کے رہ گئے۔۔۔۔۔

”دراب خانے-----آج امارے ساتھ چلو باغ ذرا دیکھو کون ہے وہ شیطان لڑکیاں-----“؟

حکم دے کے وہ اٹھ کھڑے ہوئے تھے انہوں نے محض سر ہلا دیا-----

وہ خود بھی اسی متعلق سوچ رہے تھے-----

اس نے دریا کے کنارے پہنچتے ہی-----اپنی کچھ مخصوص سہیلیوں کو لایا اور بھاگم بھاگم باغ کی طرف بڑھی-----موسم بھی آنکھ مچولی کھیل رہا تھا کبھی بادل چھا جاتے تھے کبھی دھوپ-----وہ ان چھوٹے موٹے درختوں کو چیرتے ہوئے آگے بڑھتی ہی جا رہے تھی-----مطلوبہ جگہ پہ پہنچ کے اس نے شاطر نظروں سے اردگرد کا جائزہ لیا تھا ایک اونچے قد آور-----درخت کے نیچے وہ بوڑھا سا مرد چارپائی پہ اونگھ رہا تھا-----

لبے اونچے خوبانی کے درخت آم کے درخت-----امرد کے درخت-----

امردو کے درخت کو دیکھ کے اس کے منہ میں پانی آگیا تھا-----

اس نے ایک دفعہ پھر اطراف کا جائزہ لیا۔۔۔۔۔

اور سر کو تھوڑا جنبش دے کے پیچھے آنے والی ٹیم کو بھی یہاں وہاں پھیلایا

اس بات سے بے خبر کہ آج یہاں کوئی می اور بھی موجود ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ بس آگے بڑھتی ہی جا رہی تھی۔۔۔۔۔

اس نے پاؤں جیسے ہی اس موٹے سے درخت کی لکڑی پہ رکھے۔۔۔۔۔ اس کی کمر میں زور سے کوئی می چیز آکے لگی وہ کراخ کے یکدم پیچھے مڑی۔۔۔۔۔

"رک جا خرام خور۔۔۔۔۔۔۔"

اس سفید بالوں والے اونچے لمبے۔۔۔۔۔ مرد نے قدرے چیخ کے اسے لکڑا تھا۔۔۔۔۔

ایک منٹ میں اسے احساس ہو گیا تھا کہ یہ بندہ یقیناً مالک ہے اور وہ بہت بری طرح سے پکڑی جا چکی تھی۔۔۔۔۔

اس نے بھی پلٹ کے ناآؤ دیکھا تھا ناتاؤ زمین پہ پڑا ایک نوکیلا پتھر اٹھا کے رکھ کے نشانہ باندھا تھا پتھر
سیدھا اس کے سر کے پاس سے گزر گیا تھا

لیکن ساتھ ہی ماتھے پہ ایک خراش چھوڑ گیا تھا جس سے خون رسنے لگا تھا۔۔۔۔

”تیرا باپ خرام خور۔۔۔۔۔“

وہ جو زمین پہ سر پکڑ کے بیٹھ گئے تھے ان کی حالت سے مزا لیتے ہوئے اس نے ذور کا قہقہہ لگا
کے۔۔۔۔۔ ان کا مزاق اڑایا تھا

اس بات سے بے خبر کے یہاں کوئی ی اور بھی موجود ہے۔۔۔۔۔

”دراب خانے۔۔۔۔۔“

اور دراب خانے۔۔۔۔۔“

انہوں نے زمین پہ بیٹھ کے دہائی دینی شروع کی تو۔۔۔۔۔ اس کی رنگت ایک دم زرد پڑھ گئی

مطلب یہ بندہ اکیلا نہیں تھا

”نہیں سوچ کے وہ پلٹی تو کسی کے چوڑے سینے کے ساتھ ٹکرا کے گھبرا کے دو قدم پیچھے ہٹی۔۔۔۔۔“

سامنے موجود بندے کو دیکھ کے اس کی رنگت فق ہوئی

وہ ایک انتیس تیس سال کا اونچا لمبا قد آور شخص تھا۔۔۔۔۔ جس کی چھوٹی چھوٹی آنکھوں میں غم و غصہ واضح تھا۔۔۔۔۔ ناک کے نچھے پھلائے وہ مونچھوں کے نیچے عنابی ہونٹ کو دبائے۔۔۔۔۔ گہری سنجیگی سے کھڑے اس لڑکی کو دیکھ رہے تھے جو قد میں اتنی چھوٹی تھی کہ با مشکل ان کے سینے تک آتی تھی۔۔۔۔۔

چہرے پہ معصومیت تھی لیکن کس قدر تیز دماغ کی تھی

مالی بابا فوراً پہنچے تھے اور سہارا دے کے واجد لالا کو کھڑا کیا تھا اب مرہم پٹی کی غرض سے دوسری طرف لے کے جا رہے تھے۔۔۔۔۔

لیکن وہ پلٹ پلٹ کے اس لڑکی کو برا بھلا کہہ رہے تھے اور ساتھ ہی ساتھ دراب کو ہدایت دے رہے تھے کہ اسی یہاں سے یوں نا جانے دے

لیکن-----درب خان آگ اگلتی آنکھوں سے-----بس اس چھوٹی سی عمر کی لڑکی کو دیکھ رہے
تھے-----

وہ شرمندہ سی نظر آرہی تھی

اس نے فرار ہونے کی کوشش کی تو وہ ایک دفعہ پھر اس کے سامنے-----آ کے کھڑے ہو
گئی-----

نظریں ابھی تک اس کے چہرے پہ جما رہی تھی-----

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی ی-----مارے-----لالا پہ ہاتھ اٹھانے کی-----"

انہوں نے سختی سے پوچھا تھا-----

"ہمت کی تو بات ہی مت کرو تم-----"ام میں بہت بہت ہے-----"

اس نے کوئی می لحاظ کیے بغیر-----ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے کہا تھا-----

اس کے لہجے سے ان کو پتہ چلا تھا کہ وہ بھی یہی کی رہائی شی ہے۔۔۔۔۔

”تم کو کسی نے سیکھایا نہیں بات کس طرح کرتے ہیں بڑوں سے۔۔۔۔۔“

انہوں نے اسے دونوں شانوں سے اس قدر زور سے پکڑا کے وہ اندر تک دہل کے رہ گئی آنکھیں ابل کے باہر کی طرف آگئی۔۔۔۔۔

ہٹو پیچھے تمہیں کسی نے نہیں سیکھایا لڑکیوں کے ساتھ بات کیسے کرتے ہیں۔۔۔۔۔“

اس نے خود کو چھڑانے کی کوشش کرتے ہوئے اس دفعہ ذرا غصے سے کہا تھا۔۔۔۔۔

”خبردار۔۔۔۔۔“

جواب تم نے ایک بات بھی نکالی منہ سے زبان کاٹ کے یہی دفنا دوں گا تمہیں۔۔۔۔۔“

انہوں نے ابھی تک اسے شانوں سے تھام رکھا تھا

اس دفعہ اسے ڈرانے کی کوشش کی گئی تھی۔۔۔۔۔

"ہٹو پیچھے دفنانا آسان ہے۔۔۔۔۔ جانتا نہیں ہے ابھی ہم کو۔۔۔۔۔ شہزاد خان یوسفزئی کی اکلوتی بہن ہے ہم۔۔۔۔۔"

اس نے دھمکی کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے فخریہ اپنا تعارف کروایا تھا۔۔۔۔۔

تو انہوں نے آنکھیں چھوٹی کر کے اس لڑکی کو یوں دیکھا تھا۔۔۔۔۔ جیسے اس کو پہچاننے کی کوشش کر رہے ہوں

پھر ہونٹ سکڑے تھے۔۔۔۔۔

"شہزاد خان یوسفزئی کی خاندان کی عورتیں اس قدر آوارہ ہیں مجھے بالکل بھی اندازہ نہیں تھا

بظاہر سنجیدگی سے کہے گئے جملے میں طنز واضح تھا۔۔۔۔۔

باتھ البتہ کندھوں سے ہٹا دیئے تھے۔۔۔۔۔

اس نے قدرے ناگواری سے دیکھا تھا۔۔۔۔۔

”ہاں جانتا ہے دشمنی ہے تمہاری لالا کے ساتھ۔۔۔۔۔“

شیفون کے فراک پہ بوجھ پڑنے کی وجہ سے وہ کندھے سے ذرا پھٹ گیا تھا۔۔۔۔۔ جس پہ دوپٹہ
درست کر کے اسے چھپانے کی کوشش کرتے ہوئے اس نے کسی بڑی اماں کی طرح کہا تھا۔۔۔۔۔

اور اگر تمہیں پتہ تھا تو یہاں کیوں آ گئے ہو منہ اٹھا کہ۔۔۔۔۔“

انہوں نے تاسف سے اس چھوٹی لڑکی کو دیکھا تھا

جسے اپنے کیے پہ ذرا بھی شرمندگی نہیں تھی۔۔۔۔۔

”تم نے میرے لالا پہ ہاتھ کیوں اٹھایا۔۔۔۔۔“

انہوں نے ایک دفعہ پھر اس کے بازو سے پکڑ کے اس کا رخ اپنی طرف موڑتے ہوئے۔۔۔۔۔ سختی
سے پوچھا تھا۔۔۔۔۔

اس کی تمام سہیلیاں شاید ڈر کے بھاگ گئی تھیں۔۔۔۔۔

”اس نے مجھ کو حرام خور کیوں بولا۔۔۔۔۔“

اس نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے دو بدو جواب دیا۔۔۔۔۔

”تو مطلب تم عمر کا لحاظ کیے بغیر پتھر اٹھا کے کسی کے بھی سر میں پتھر اٹھا مارو گی۔۔۔۔۔“ ”تمہاری بات تو جا کے اب تمہارے لالا کے سامنے ہی ہو گا۔۔۔۔۔“

اس کو بھی تو پتہ چلے ناکہ اس کے خاندان کی لڑکیاں کیا کرتے پھر رہی ہیں۔۔۔۔۔“

اس نے دھمکی دینے والا انداز اپنایا تھا

اس کی رنگت ایک لمحے میں بدلی تھی۔۔۔۔۔

”اپنے باپ کی عمر کے انسان پہ ہاتھ اٹھاتے ہوئے شرم نہیں آئی تمہیں۔۔۔۔۔“

انہوں نے اس چھوٹی عمر کی بچی کو شرم دلانے کی کوشش کی۔۔۔۔۔

"ان کا یہ خیال تھا کہ معذرت کرے گی تو وہ اسے جانے دیں گے اور یوں یہ معاملہ رفع دفع ہو جائے گا جرگوں سے ویسے بھی انہیں چرٹ تھی

لیکن وہ یہ بھول گئے تھے کہ سامنے کھڑی لڑکی کوئی عام لڑکی نہیں ہے بلکہ۔۔۔۔۔المظ خان پوسفزئی می ہے۔۔۔۔۔"

"میرا باپ اتنا بدتمیز نہیں ہے۔۔۔۔"

توقع کے برعکس اس نے شرمندہ ہوئے بغیر

ناک چڑا کے کہا تھا

وہ مزید تب گئے تھے یہ لڑکی تو ان کی سوچ سے بڑھ کے بدتمیز تھی

"دل چاہتا ہے تم کو ایک کھینچ کے لگاؤں کس قدر بدتمیز ہو تم۔۔۔۔۔"

انہوں نے جھنجھلا کے کہا تھا

یہ چھٹاک بھر لڑکی۔۔۔۔۔ کیسے انہیں تگنی کا ناچ نچا رہی تھی۔۔۔۔۔

وہ پیٹ پہ ہاتھ رکھ کے ہنس رہی تھی۔۔۔۔۔

”کیا کہہ رہا تھا تم۔۔۔۔۔ میرے لالا کو شکایت کرے گا تم۔۔۔۔۔ شکایت تو ام کرے گا لالا کو تمہاری۔۔۔۔۔
کہ تم نے بدتمیزی کی امارے ساتھ۔۔۔۔۔“ ہم تم کو بتائے گا اب بڑی عمر کے انکل۔۔۔۔۔“

اس نے چہرے کے زاویے بگاڑ کے ابتداء میں ان کی نقل اتاری تھی اور پھر چہرے پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے مزا چکھانے والا انداز اپنایا تھا

انہوں نے ناگواری سے اس لڑکی کو دیکھا جس کی عمر بامشکل سولہا سترہ سال تھی لیکن وہ کس قدر شاطر تھی اور بدتمیز بھی۔۔۔۔۔

”تم تیار رہنا جرگے میں تو تم کو لالا بلائے گا امارہ۔۔۔۔۔“

وہ بڑبڑاتے ہوئے اب ان سے دور جا رہی تھی

وہ وہی ہاتھ باندھ کے کھڑے سپاٹ چہرے سے اسے دیکھ رہے تھے

وہ کیا کرے گی وہ نہیں جانتے تھے لیکن وہ اتنا ضرور جانتے تھے کہ وہ کافی تیز ہے وہ اس سے کسی اچھے کی امید نہیں رکھ رہے تھے

یہ لڑکی مستقبل میں ان کے لیے بہت بڑی خطرہ ثابت ہو گی وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔۔۔۔۔

شام کے گہرے سائے ہر چیز کو اپنے حصار میں مقید کر چکے تھے۔۔۔۔۔ آسمان پہ بادلوں کے ننھے ننھے ٹکڑوں کا بسیرا تھا۔۔۔۔۔ بارش برسنے کے لیے بے تاب تھی۔۔۔۔۔ سوات کا موسم اسی طرح رنگ بدلنے کا عادی تھا اس لیے یہاں کے لوگوں کے لیے یہ کوئی می نئی بات نہیں تھی۔۔۔۔۔ اس سنگ مرمر کے تراشے ہوئے پتھروں سے بنے اس حویلی ناگھر میں اس کی آنکھیں چھم چھم برس رہی تھی۔۔۔۔۔ دیکھنے والوں کو یہ آنسو۔۔۔۔۔ اصلی لگ رہے تھے لیکن بہانے والی کو ان آنسوؤں کی حقیقت کا اندازہ تھا۔۔۔۔۔

ایک طرف۔۔۔۔۔ بڑے سے قیمتی گلدان کے قریب۔۔۔۔۔ سفید قمیض شلوار اوپر کالے رنگ کی واسکوٹ پہنے ضرار لالا ہونٹ بھیجنے کھڑے تھے۔۔۔۔۔ گردن تنی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ جبرے بھیجنے وہ اس کی دہائیوں سن رہے تھے۔۔۔۔۔

ایک طرف صوفے پہ-----آغا جان-----پریشان سی نظروں سے اپنی لاڈلی پوتی کو دیکھ رہے تھے جو ہتھیلیوں سے اپنی لال آنکھوں کو رگڑ رہی تھی

گل مینے نے ایک اچنی نگاہ اپنی کزن پہ ڈالی پھر دل ہی دل میں کانوں کو ہاتھ لگایا

”کس قدر ڈرامہ باز لڑکی ہے یہ-----“

وہ سوچ کے رہ گئی

مورے نے چور نظروں سے اپنے بیٹے کو دیکھا تھا جس کی نظروں میں غصے کے آثار واضح تھے-----

”لالا-----ام تو صنم کے گھر گیا تھا اس حرام حور نے امارا راستہ روکا۔-----دوپٹہ کھینچا کتا ہے

کہ-----تم شہزاد خان کی بہن ہو ہم تم کو اس طرح نہیں جانے دے گا۔-----“

اس نے امارے ساتھ بہت بدتمیزی کیا لالا

ایک نظر اپنے بھائی می کے چہرے کو دیکھ کے اس نے پھر زاروقطار رونا شروع کر دیا تھا۔-----

”ام اس کی جان لے لے گا۔۔۔۔۔ اس کی ہمت کیسے ہوا ہماری بہن کا راستہ روکنے کی۔۔۔۔۔ اب تو ساری بات جرگے میں ہی ہو گا اس کو۔۔۔۔۔ جواب دینا ہو گا اس بدتمیزی کا تم غم نہ کرو تمہارا بھائی زندہ ہے ابھی۔۔۔۔۔“

شروع میں جو بات نہایت غصے میں کہی گئی تھی اختتام کے جملے جذباتی لہجے میں ادا کیے گئے تھے

اس کا خیال تھا کہ گھر میں اپنے بڑے بھائی کے سامنے یہ ڈرامہ رچائے گی وہ جھٹ دراب خان کو گرمیوں سے پکڑ کے اس کے سامنے لے آئی گی لیکن یہاں آ کے اسے سخت مایوسی کا سامنا کرنا پڑا کیونکہ اس کے دونوں بھائی اپنی بیویوں کے ہمراہ گھر پہ موجود نہیں تھے صرف ”ضرار خان“ موجود تھا جو اس کی اجڑی سی حالت بھی دیکھ چکا تھا۔۔۔۔۔ اور اپنے دونوں بھائیوں کی نسبت جذباتی بھی بہت تھا۔۔۔۔۔

اس نے اطمینان سے آنکھیں پونچھی اور لالا کے گلے لگ گئی۔۔۔۔۔

آغا جان نے کچھ ناگواری سے اپنے پوتے اور پوتی کو دیکھا تھا۔۔۔۔۔

جو بھی تھا وہ دشمن تھا ان کا لیکن۔۔۔۔۔ یہ گھر کی لڑکیوں کی باتیں جرگوں میں اچھالنا انہیں پسند نہیں

تھا

یوں بھی المظ کی بے وقوفیوں سے وہ واقف تھے۔۔۔۔۔

”گل مینے۔۔۔۔۔ تم اس کو کمرے میں لے چلو یہ کتنا ڈرا ہوا ہے۔۔۔۔۔ اس کو پانی وغیرہ پلاؤ“

ضرار خان نے گل مینے کو حکم دیا تو وہ فوراً کسی روبورٹ کی طرح کھڑی ہو گئی

ضرار خان نے اس کے سر پہ شفقت سے ہاتھ رکھ کے اسے تسلی دی

اور وہ فاتحانہ انداز میں مسکراتی ہوئی می گل مینے کے ہمراہ اندر کمرے میں چلی گئی۔۔۔۔۔

تو ضرار خان اطمینان سے آغا جان کے قریب صوفے پہ بیٹھ گیا۔۔۔۔۔

”یہ کیا بات کہہ دیا تم نے ضرار خان اب گھر کی لڑکیوں کی بات جرگے میں جائے گا۔۔۔۔۔ پورے

گاؤں میں کتنی بدنامی ہو گا ہمارا۔۔۔۔۔؟“

انہوں نے ذرا سخت لہجے میں اسے لٹکا تھا۔۔۔۔۔

"نا آغا جان ہم نامرد نہیں ہے کہ بدنامی کی وجہ سے چپ رہیں دشمنی امارا تھا تو اماری بہن کو کیوں بچ میں لایا۔۔۔۔۔ یا تو ام بات جرگے میں لے کے جائیں گے یا ام اس کو گولی مار دے گا۔۔۔۔۔"

اس نے مونچھوں کو تآؤ دیتے ہوئے شعلہ بار نظروں سے آغا جان کو دیکھتے ہوئے اپنی بات پہ ذور دیا۔۔۔۔۔

"ہم کو یہ بات پسند نہیں کہ المظ کا نام جرگوں میں لیا جائے یوں المظ اور دراب خان کا نام آپس میں جڑ جائے گا ہوش سے کام لو ضرار خانے۔۔۔۔۔"

انہوں نے لہجے میں نرمی سموتے ہوئے اسے رسان سے سمجھایا تھا۔۔۔۔۔

تو وہ ہنستے سے اکھڑ گیا تھا

"بس آغا جان۔۔۔۔۔ ام اس کے بعد خاموش نہیں رہے گا بات وہ گھر کی عورتوں تک لایا ہے اب بات اس کے گھر کی عورتوں تک بھی جائے گا۔۔۔۔۔"

اس نے ٹھوس لہجے میں اپنا موقف بیان کیا تھا پھر۔۔۔۔۔ گھر سے نکل گیا تھا

ان کا یہ سب سے چھوٹا پوتا بہت جذباتی تھا۔۔۔۔۔

انہوں نے ایک نظر اپنی بہو کو دیکھا تو وہ سر جھکا کے وہاں سے چلی گئی۔۔۔۔۔

اب انہیں اپنے بڑے بیٹوں سے بات کرنی چاہیے تھی۔۔۔۔۔

اس سے پہلے کے پانی سر سے اوپر چلا جائے۔۔۔۔۔

لیکن پانی سر سے اوپر جا چکا تھا۔۔۔۔۔

رات کے گہرے سیاہ اندھیرے نے اس خوبصورت وادی کو اپنے حصار میں لینا شروع کر دیا تھا۔۔۔۔۔

وہ اپنے کمرے کے بیڈ پہ پاؤں اوپر کیے آرام سے بیٹھی ہوئی تھی

پاس ہی زرعوں نے مشکوک سی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی

نیچے میٹرس پہ گل مینے گود میں باداموں کی پلیٹ رکھے بیٹھی تھی

کیا تم واقعی ہی سچ بول رہی ہو المظ-----؟

گل مینے نے کھوجتی نظریں المظ کے چہرے پہ جماتے ہوئے اس سے پوچھا تھا

تو وہ یکدم سیدھی ہو کے بیٹھی تھی----- پھر استزائی یہ نظروں سے اسے دیکھا تھا-----

”تم کو کیا لگتا ام جھوٹ بول رہے اپنے بارے میں اتنی غلط بات کون بولتا ہے-----“

اس نے شکوہ کناں نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے معصومیت سے کہا تو وہ گر بڑا گئی

”نا ایسی بات نہیں ہے تم ضرار خان کو جانتا ہو وہ تمہارے معاملے میں کس قدر جذباتی ہے

اس نے صفائی دی-----

وہ چہرے سے پریشان لگتی تھی-----

المظ اور سب ہی جانتے تھے کہ وہ ضرار خان کو پسند کرتی ہے۔۔۔۔۔

جب سے المظ کے چچا کا اور چچی کا قتل ہوا تھا تب سے وہ ان کے ساتھ ہی رہتی تھی

المظ کو وہ بالکل بہنوں کی طرح سمجھتی تھی

اور جب تک المظ کے والد حیات تھے تب تک انہوں نے۔۔۔۔۔ المظ اور گل بیٹے میں کوئی فرق نہیں رکھا تھا

وہ ضرار خان کو پسند کرتی تھی پتہ نہیں یہ بات ضرار خان جانتا تھا یا نہیں لیکن المظ ضرور جانتی تھی۔۔۔۔۔

”تم اس کی فکر نہ کرو وہ ہمارا محافظ ہے وہ صحیح سبق سیکھائے گا اسے۔۔۔۔۔“

اس نے تفاخر سے کہا۔۔۔۔۔

زرعونے تو بس اسے تاسف سے دیکھ کے رہ گئی۔۔۔۔۔

ساری بات سے وہ باخبر تھی لیکن اس نے المظ کا نمک کھایا تھا نمک حرامی کیسے کرتی۔۔۔۔۔

المظ اب مطمئن سی نظر آرہی تھی

لیکن وہ سب ہی آنے والے وقت کے ہنگامے سے بے خبر تھے۔۔۔۔۔

وہ جس وقت سکول سے باہر نکلی اس وقت باہر دھوپ کے سائے گہرے تھے اس نے نظر اٹھا کے صاف آسمان پہ چمکتے سورج کو دیکھا اور ایک دفعہ پھر کچے پکے راستوں پر چلنے لگی۔۔۔۔۔ آج اسے لالا نے لینے آنا تھا لیکن۔۔۔۔۔ وہ شاید کسی وجہ سے لیٹ ہو گئے تھے اس لیے وہ خود ہی نکل آئی تھی۔۔۔۔۔ وہ اس وقت سفید رنگ کے یونیفارم میں تھی۔۔۔۔۔ سفید چہرہ دھوپ کی تمازت کی وجہ سے دھک رہا تھا۔۔۔۔۔ شہد رنگ آنکھوں میں سنجیگی تھی سر پہ دوپٹہ اوڑکھا تھا لیکن اس کے باوجود سامنے کی دو لٹھے چہرے کا طواف کر رہی تھی۔۔۔۔۔ سفید رنگت گول چہرہ متناسب نقوش کے ساتھ وہ لمبی پتلی سولہا سترہ سال کی عمر کی لڑکی تھی۔۔۔۔۔

وہ اونچی سی پہاڑی پہ بنے راستے پہ چلنے لگی جب اسے اپنے پیچھے کسی کی موجودگی کا احساس ہوا۔۔۔۔۔

وہ گھبرا کے پیچھے پلٹی اس سے پہلے وہ کچھ سمجھتی اس کی کمر کے گرد بازو حمائل کر کے اس کے منہ پہ ہاتھ رکھ کے کس نے اس کی آواز کا گلا گھونٹ دیا تھا

خوف اور دہشت کے مارے اس کی شد رنگ آنکھیں باہر کی طرف ابل پڑی تھی

وہ اس چہرے سے اچھی طرح واقف تھی-----

اکثر اس کے گھر میں ذکر ہوا کرتا تھا بہت سی تقریبات پہ اس نے اس چہرے کو دیکھا تھا

لیکن اتنے قریب سے پہلی بار دیکھا تھا-----

وہ اونچے لمبے قد والی یس چوبیس سال کا ایک شخص تھا

گول چہرہ چوڑی پیشانی-----متناسب نقوش-----خوبصورت کالے رنگ کی گہری
آنکھیں-----مغرور ناک-----گہنی مونچھوں کے نیچے دبے عنابی ہونٹ-----اور سب سے بڑھ کے
اس کے گالوں پہ پڑتے ڈمپل اس کی خوبصورتی اور وجاہت میں اضافہ کرتے تھے-----

لیکن اس وقت اس کی آنکھوں میں عجیب سی سفاکیت رقصاں تھی

لیکن گرفت اتنی سخت تھی کہ۔۔۔ وہ کچھ بھی کرنے سے قاصر تھی

وہ یونہی بلاوجہ ہاتھ پیر مارنے لگی

لیکن مقابل کی آنکھوں میں بے رحمی تھی۔۔۔۔۔

”تمہارے لالا کی ہمت کیسے ہوئی می امارے بہن کے ساتھ بدتمیزی کرنے کی۔۔۔۔۔؟“

لجے میں سفاکیت واضح تھی

اس کی آنکھوں میں گھبراہٹ اور واضح ہوئی۔۔۔۔۔

”اگر اس گاؤں میں امارے بہن محفوظ نہیں تو اس کی بہن کیسے محفوظ رہ سکتے ہیں۔۔۔۔۔؟“

اس نے سپاٹ لجے میں کہتے ہوئے

اس کے ہونٹوں پر سے اپنا ہاتھ ہٹا دیا تھا

اس کا تو جیسے رکا ہوا سانس بحال ہو گیا تھا

وہ لمبے لمبے سانس لے کے اپنی سانس بحال کرنے لگی

وہ فطرتاً اتنی ڈرپوک لڑکی تھی کہ اپنے سامنے ایک لڑکے کو دیکھ کے اس کی روح فنا ہو گئی تھی۔۔۔۔۔

اس نے خود کو چھڑوانے کی کوشش کی۔۔۔۔۔

لیکن بے سود وہ ابھی تک اس کی گرفت تھی۔۔۔۔۔

”ام کو جانے دو ضرار خان ہم نہیں جانتے تمہارا اور لالا کا کیا چکر ہے۔۔۔۔۔“

اس نے آہستہ سی آواز میں التجا کی تھی۔۔۔۔۔

مقابل کھلکھلا کے ہنسا تھا گال پہ گرٹھا گہرا ہوا تھا

تو زرشاہ کی ایک بیٹ مس ہوئی ی تھی

مقابل سفاک سی لیکن خوبصورت بلا کا تھا وہ سوچ کے رہ گئی۔۔۔۔۔

”اچھا ٹھیک ہے چھوڑ دیا۔۔۔۔۔“

اس نے ایک دم اسے خود سے دور کیا۔۔۔۔۔

”لیکن گھر میں جا کے اپنے دراب لالا کو بتانا کے ضرار خان نے میرے ساتھ بدتمیزی کی۔۔۔۔۔“ اگر تم نے زبان نہ کھولا نا تو میں روز تمہیں اس سے زیادہ پریشان کرونگا

اس نے اپنی گھنی مونچھوں کو تاؤ دیتے ہوئے دل جلا دینے والی مسکراہٹ کے ساتھ۔۔۔۔۔ اس کے سامنے کی لٹھ کو چھوتے ہوئے جیسے اسے سمجھایا تھا

لجہ بظاہر نارمل تھا۔۔۔۔۔ لیکن اندر چھپی کاٹ کو وہ محسوس کر کے اور گھبرا گئی تھی

اسے نہیں پتہ تھا یہ سب کیا ہو رہا ہے۔۔۔۔۔ لیکن جو بھی ہو رہا تھا ٹھیک نہیں تھا۔۔۔۔۔ اسے لالا کو تو آگاہ کرنا تھا نا۔۔۔۔۔

وہ اب پہاڑی اتر رہا تھا۔۔۔۔۔

وہ کالے رنگ کا سوٹ پہنے پاؤں میں پشاوری جوتی پہن رکھی تھی۔۔۔۔۔چمکدار بال جو دھوپ کی وجہ سے چمک رہے تھے۔۔۔۔۔وہ مغرور سا شخص۔۔۔۔۔سیدھا دل میں اترنے کی صلاحیت رکھا تھا۔۔۔۔۔

وہ کھوئی می نظروں سے اس کی پیٹھ دیکھ کے رہ گئی۔۔۔۔

وہ پہاڑی اتر کے پلٹا تھا۔۔۔۔۔

گھنی مونچھوں تلے دبائے عنابی ہونٹ مسکرانے کے سے انداز میں پھیلائے تھے۔۔۔

"عجیب استزائی یہ سی مسکراہٹ

دل جلانے والی تیا دینے والی مسکراہٹ۔۔۔۔۔

اور آگے بڑھ گیا تھا۔۔۔۔۔

لیکن وہ کہیں الجھ کے ہی رہ گئی تھی۔۔۔۔۔

"لیکن" زرشاہ خان یوسفزئی نے ارادہ کر لیا تھا کہ وہ اپنے لالا کو ضرور آگاہ کرے گی۔۔۔۔۔ "جو بھی ہو وہ اپنے بھائیوں کی عزت پہ حرف نہیں آنے دے گی

وہ نتائیج سے بے خبر ایک دفعہ پھر سر جھٹک کے چلنے لگی۔۔۔۔۔

اونچے پہاڑوں کی اس وادی میں یہ صبح۔۔۔۔۔ معمول سے ذرا ہٹ کے اتری تھی۔۔۔۔۔ دونوں حویلی میں عجیب سی خاموشی تھی۔۔۔۔۔ جیسے ہی جرگے کی اطلاع ملی تھی۔۔۔۔۔ آغا جان کی حویلی میں زرشاہ سے ضرار کی بدتمیزی کی خبر بھی پھیل گئی تھی۔۔۔۔۔ مورے سب سے نظریں چرائے پھر رہی تھی۔۔۔۔۔ آغا جان اور ان کے دونوں بڑے پوتے ضرار خان سے سخت ناراضگی کے طور پہ بات چیت نہیں کر رہے تھے ان کے نزدیک عورتوں کو بیچ میں گھسیٹ کے بد سلوکی کرنا مردانگی کا تقاضہ

نہیں تھا۔۔۔۔۔۔ گھر کی دونوں بڑی بھوئی میں عجیب کھوجتی نظروں سے سب کو دیکھتی بات کی تہہ تک پہنچنے کی کوشش کر رہی تھی گل مینے کی آنکھیں آج کل یونہی بات بے بات نم ہو جاتی تھی۔۔۔۔۔۔

ساتھ ہی شکوہ کنناہ نظروں سے مطمئن یں سے ضرار خان کو بھی دیکھتی تھی

جو عجیب بے خبر بنے یوں بیٹھا تھا جیسے اس معاملے میں اس کا کوئی قصور ہی نہیں۔۔۔۔۔۔

یا وہ گل مینے کے جذبات سے بے خبر ہو

اس وقت اس کی ساری توجہ اس شخص سے انتقام پہ تھی جس نے اس کی بہن کے ساتھ بد تمیزی کی تھی

اس کے نزدیک یہ سب کچھ ٹھیک کیا تھا اس نے۔۔۔۔۔۔

اس سب معاملے میں سب سے مطمئن یں اور خوش المظ خان یوسفزئی ہی تھی۔۔۔۔۔۔

جو دل ہی دل میں دراب خان کی حالت سے مزے لے رہے تھے

لیکن اب بات بڑھ کے جرگے تک پہنچ گئی تھی۔۔۔۔۔

دوسری طرف واجد خان کی حویلی میں تو سب کا غصے سے برا حال تھا

ان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ شہزاد خان کی جان لے لیں اس نے کس بنیاد پہ ان کی بہن کے ساتھ بدتمیزی کی تھی۔۔۔۔۔

درا ب خان تو اس کی جان کے درپے تھا

لیکن واجد خان نے فلحال اسے سمجھا بجھا کے مطمئن کرنے کی کوشش کی تھی کہ جرگے میں فیصلہ انہی کے حق میں ہو گا وہ بے قصور ہے خون خرابے سے بات بڑھ جائے گی

لیکن دراب خان کی سوئی می کہیں اور ہی اٹکی ہوئی تھی۔۔۔۔۔

پتہ نہیں کیوں ان کو اس سب کے پیچھے اس لڑکی کا ہاتھ لگ رہا تھا۔۔۔۔۔

ابھی بھی اس وسیع میدان نما کچی زمین پہ جیپ آکے رکی تھی۔۔۔۔۔ جس کا فرنٹ ڈور کھول کے۔۔۔۔۔ اندر سے واجد خان یوسفزئی می باہر نکلے تھے۔۔۔۔۔ آسمانی رنگ کی قمیض شلوار اوپر

واسکوٹ پہنے چہرے پہ سنجیگی تھی سامنے کے سفید بال ان کی وجاہت میں اضافہ کر رہے
تھے-----ساتھ دراب خان ان کے ہمراہ تھے جنہوں نے سرمئی رنگ کی قمیض شلوار پہن رکھی
تھی-----چہرے پہ غیض و غضب واضح تھا-----

وہ دونوں مغرور چال چلتے اس جگہ بڑھے جہاں چارپائیوں پہ پہلے ہی گاؤں کے معتبر لوگ بیٹھے جیسے
انہیں کا انتظار کر رہے تھے-----

ایک طرف-----آغا جان اپنے تینوں پوتوں کے ہمراہ بیٹھے تھے-----

دراب خان نے ایک سرد نگاہ-----ضرار خان پہ ڈالی جو لاپرواہی سے بیٹھا تھا

انہیں دیکھ کے جھٹ سے مسکرایا تھا-----

باقی اسفندیار اور-----شہزاد خان کے تاثرات سپاٹ سے تھے-----

بڑی سی کرسی پہ بیٹھے اس ادھیڑ عمر مغرز آدمی جس نے سر پہ پگڑی باندھ رکھی تھی-----

گفتگو کا آغاز کیا تھا-----

”ضرار خان تم نے-----درب خان کی بہن کے ساتھ بدتمیزی کی تھی-----“؟

اس ادھیڑ عمر شخص نے گردن لاپرواہ سے بیٹھے ضرار خان کی طرف موڑی پھر کرخت لہجے میں پوچھا
تھا-----

”ہاں ہم نے کیا“

جواب لاپرواہی سے ہی آیا تھا-----

آغا جان کا سر مزید جھک گیا تھا

درب خان نے ہونٹ بھینچ کے اسے دیکھا تھا-----

واجد خان نے اس کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کے گویا اسے ٹھنڈا رہنے کا اشارہ کیا تھا-----

وہ ہونٹ بھینچے وہی بیٹھ گئے

"ہم وجہ پوچھ سکتے ہیں۔۔۔۔۔؟"

اگلا سوال پوچھا گیا تھا۔۔۔۔۔

"کیونکہ دراب خان نے پہلے اماری بہن کے ساتھ بدتمیزی کیا تھا۔۔۔۔۔"

اس نے اس دفعہ۔۔۔۔۔ ذرا سرد لہجے میں کہا تھا

تو دراب خان کا دماغ بھک سے اڑا تھا۔۔۔۔۔

یعنی ان کے اندازے درست تھے۔۔۔۔۔ اس سب تماشے کے پیچھے اس لڑکی کا ہاتھ تھا۔۔۔۔۔

واجد خان نے نا سمجھی سے۔۔۔۔۔ دراب خان کی طرف دیکھا تھا۔۔۔۔۔

جو اس الزام پہ تڑپ اٹھے تھے

ایک ساتھ کئی نظریں ان کی طرف اٹھی تھی۔۔۔۔۔

سب جانتے تھے کہ ----درب خان ایسا آدمی نہیں ہے سب کی نظروں میں تعجب تھا جس کی وجہ سے درب خان مزید شرمندہ ہو گئے تھے

اس لیے اپنی جگہ سے فوراً اٹھ کھڑے ہوئے تھے

"یہ ام پہ الزام ہے ----ام اس کی بہن کو جانتا تک نہیں ہے وہ چھوٹی سی لڑکی اس قدر بد تمیز ہے کہ روز ہمارا باغ خراب کر دیتا تھا ہم نے اسے روکنے کی کوشش کی تو ہم پہ الزام لگا دیا۔۔۔۔۔"

انہوں نے جھنجھلاہٹ بھرے انداز میں دبا دبا سا احتجاج کیا

تو اپنی بہن کے بارے میں یہ الفاظ سن کے اسفند خان یوسفزئی می اور شہزاد خان یوسفزئی می بھی کھڑے ہو گئے۔۔۔۔۔

"ام نے تمہاری بہن کے بارے میں کچھ غلط نہیں بولا۔۔۔۔۔ بہتر ہے تم بھی اماری بہن کے متعلق کچھ غلط مت بولو۔۔۔۔۔"

وارن کرنے والا اسفند خان یوسفزئی می تھا۔۔۔۔۔

”اماری بہن کو ہم نے اتنی آزادی نہیں دے رکھا کہ وہ لوگوں کے باغات میں گھس کے آوارہ گردی کرتی رہے پکڑے جانے کے بعد الزام لگا دے۔۔۔۔۔“

واجد خان یوسفزئی می بھی اٹھ کھڑے ہوئے تھے پھر جتا کے بولے تھے۔۔۔۔۔

تو شہزاد خان نے آگے بڑھ کے واجد خان کا گریبان پکڑ لیا تھا

دراب خان نے چھڑانے کی کوشش کی تو انہوں نے ایک مکا اس کے ناک پہ جڑ دیا جس سے خون رسنے لگا

صورت حال سنگین ہونے لگی تھی۔۔۔۔۔

واجد خان نے رکھ کے ایک تھپڑ ان کے منہ پہ رسید کیا تھا بڑی مشکل سے اس صورت حال پہ قابو پا کے فیصلہ سنا دیا گیا تھا جو کسی کے لیے بھی قابل قبول نہیں تھا۔۔۔۔۔

اس فیصلے سے سب سے زیادہ ناخوش۔۔۔ دراب خان یوسفزئی می ہی تھے۔۔۔۔۔

وہ بیڈ پہ بیٹھی اطمینان سے ٹی وی دیکھنے میں مشغول تھی جب دروازہ دھڑام سے کھول کے زر عونے اندر داخل ہوئی می تھی اس کے چہرے کی ہوائیاں اڑی ہوئی می تھی۔۔۔۔۔

”اللہ کیا مصیبت ہو تم لڑکی۔۔۔۔۔ ہر وقت دھماکے کرتا رہتا ہے۔۔۔۔۔“

اس نے ناگواری سے کہتے ہوئے زر عونے کے دھواں دھواں چہرے کو دیکھا تو چونک گئی۔۔۔۔۔

”المنظ باجی اچھا خبر نہیں ہے۔۔۔۔۔ ام کو ابھی فون آیا تھا مختیار کا۔۔۔۔۔ وہ ام کو کہہ رہا تھا کہ جرگے میں فیصلے سنا دیا گیا ہے۔۔۔۔۔“

اس نے اس کے قریب بیٹھ کے پھولے ہوئے سانس کے ساتھ گفتگو کے لیے تمہید باندھی تھی۔۔۔۔۔

”اچھا سا ذلیل ہوا ہو گا دراب خان یوسفزئی می۔۔۔۔۔؟“

اس نے بے تابی سے سوال پوچھا تھا۔۔۔۔۔

"ہاں باجی-----وہ تو بدنام ہوا ہی ہوا تمہارے ساتھ بھی کچھ اچھا نہیں ہوا-----" جرگے میں یہ فیصلہ ہوا کہ دونوں لڑکیاں-----اچھی خاصی بدنام ہو گئی ہیں اب اس معاملے کا ایک ہی حل ہے کہ تمہارا دراب خان کے ساتھ نکاح کروا دیا جائے اور زرشاہ کا ضرار خان کے ساتھ-----"

اس نے رک رک کے اپنی بات مکمل کرنے کے بعد اس کے تاثرات جاننے کی کوشش کی

اس کی رنگت فق ہوئی ی تھی

اسے لگا اس کمرے کا چھت اس کے سر پہ گر گیا ہے-----

یہ ایڈونچر اس کے ساتھ ساتھ گل مینہ کو بھی بہت مہنگا پڑا تھا-----

"یہ کیا کہہ رہا ہو تم زرعونے-----"؟

وہ ایک دم بوکھلا گئی تھی-----اسے سمجھ نہیں آرہی تھا کہ وہ اب کیا بولے-----

”قسم لے لو باجی جرگے میں یہی فیصلہ ہوا ہے۔۔۔۔۔۔ مختیار نے اپنے کانوں سے سنا ہے۔۔۔۔۔۔“

اس نے قریب آکے قدرے رازداری سے کہا تھا۔۔۔۔۔۔

”تو احتجاج نہیں کیا کسی نے آغا جان نے۔۔۔۔۔۔“؟ ضرار لالا نے۔۔۔۔۔۔؟

اس نے کسی امید کے تحت قدرے فکرمندی سے پوچھا تھا

صورتحال اس حد تک بگڑ جائے گی اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔۔۔۔۔۔

”نہ باجی ضرار لالا تو جگہ پہ ہی خاموش ہو گیا آغا جان نے رضامندی دے دی۔۔۔۔۔۔“

اس نے بھی تیزی سے جواب دیا تھا۔۔۔۔۔۔

وہ بے بس نظروں سے زرعونے کو دیکھ کے رہ گئی۔۔۔۔۔۔

وہ اس دراب خان نے بھی کچھ نہیں کہا۔۔۔۔۔۔؟

اس نے کچھ یاد آتے ہی فوراً اگلا سوال پوچھا تھا۔۔۔۔۔

"مختیار کہہ رہا تھا کہ اس نے بہت احتجاج کیا لیکن اس کا وہ بڑا بھائی می ہے نا واجد لالا اس نے زبان دے دیا اور اسے سمجھا کے واپس لے گیا باجی یہ بہت غلط ہو گیا ہے تم نہیں جانتا جرگے میں ایک دفعہ جو فیصلہ ہو جائے اسے کوئی می نہیں بدل سکتا۔۔۔۔۔"

زرعونے نے اس کے قریب بیڈ پہ بیٹھ کے دیدے باہر نکال کے ہاتھ نچا نچا کے اسے خبردار کرنے کے ساتھ اسے اچھا خاصا ڈرا بھی دیا تھا۔۔۔۔۔

اس کے تو رہے سے اوسان بھی خطا ہو گئے تھے۔۔۔۔۔

اسی لمحے دھڑام سے دروازہ کھلا تو المظ نے سر اٹھا کے دیکھا

سامنے دروازے پہ سفید انارکلی پیر کو چھوتے ہوئے فراک میں گل مینے کھڑی لب کچل کے جیسے آنسو ضبط کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔۔۔

چٹیا میں بندھے بال عجیب سے بکھرے ہوئے تھے سفید چہرے پہ آنسوؤں کے نشان واضح تھے آنکھیں سوجی ہوئی می اور متورم تھی جیسے وہ کافی دیر روتی رہی ہو۔۔۔۔۔

اس کی ایسے حالت دیکھ کے المظ کو ندامت کا ہلکا سا احساس ہوا تھا اس نے سر جھکا لیا تھا

اس سے زیادہ تو گل مینے کے ساتھ برا ہوا تھا

"پڑ گیا تمہارے کلیجے میں ٹھنڈ۔۔۔۔۔ یہی چاہتا تھا نا تم۔۔۔۔۔؟"

وہ اندر آ کے بغیر کسی لحاظ کے پھٹ پڑی تھی۔۔۔۔۔

اس کی آنکھوں سے نکلتے شرارے المظ کو بھسم کر رہے تھے

اس سے سر ہی نہیں اٹھایا جا رہا تھا۔۔۔۔۔

"تم نے تو ام کو برباد کر دیا المظ۔۔۔۔۔" ام سے ہمارا محبت چھین لیا تم نے۔۔۔۔۔"

وہ وہی بیڈ پہ سر تھام کے بیٹھ کے ایک دفعہ پھر رونے لگی تھی اپنی محبت کو کھو دینا آسان نہیں

ہوتا۔۔۔۔۔

المظانگلیوں کو مڑوڑتے ہوئے لب کچلتے ہوئے بے بس سی بیٹھی تھی

ایسا تو نہیں سوچا تھا اس نے ایسا تو نہیں چاہا تھا

یہ سب کیا ہو گیا تھا-----

”گل مینے۔۔۔“

اس نے ہمت کر کے پکارا تھا

اس نے سر نہیں اٹھایا تھا

وہ بیڈ سے اتر کے اس کے پاس گئی تھی پھر گھٹنوں کے بل اس کے پاس بیٹھی تھی اس کے دنوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیا تھا-----

”سب کچھ اماری وجہ سے ہوا ہے ام خود اسے ٹھیک کرے گا ام لالا سے بھی بات کرے گا آغا جان سے بھی بات کرے گا ہر ممکن کوشش کرے گا اس شادی کو روکنے کا۔۔۔۔۔“

وہ اس کی کانچ سی سنہری آنکھوں میں دیکھتے ہوئے ٹھوس لہجے میں کہہ رہی تھی۔۔۔۔۔

اس نے پہلی بار سر اٹھایا تھا

اس کی کانچ سی آنکھوں میں بہت سے اندیشے تھے۔۔۔۔۔ محبت چھن جانے کا۔۔۔۔۔ خوابوں کے
بکھرنے کا

المنظر نے آنکھوں ہی آنکھوں میں اسے تسلی دی تھی۔۔۔۔۔

اس کے آنسو صاف کیے تھے

اسی لمحے ایک تہیہ گل مینہ نے کیا تھا اور ایک المنظر نے

اس شادی کو دونوں نے روکنا تھا چاہے جیسے بھی۔۔۔۔۔

دوسری طرف جھیل کے کنارے بنی اس حویلی کے زنانہ حصے میں مورے کی آواز گونج رہی تھی۔۔۔۔۔

وہ مسلسل اپنی بات پہ باضد تھی۔۔۔۔۔

پاس ہی سکن رنگ کی سادہ سی شلوار قمیض پہنے زرشاہ سر جھکا کے بیٹھی تھی

اور دوسری طرف واجد لالا سنجیدہ سا چہرہ لیے کھڑے تھے

رخ کھڑکی کی طرف تھا نظریں بل کھاتی سرک پہ جمائے کسی گرمی سوچ میں گم تھے

صوفے پہ سابقہ لباس میں ماؤف دماغ کے ساتھ دراب خان بیٹھے تھے چہرہ سپاٹ تھا دونوں بازو گھٹنوں
پہ جمائے ذرا نیچے کی طرف جھکے ہوئے تھے نظریں نیچے زمین پہ جمارکھی تھی۔۔۔۔

”یہ امارہ آخری فیصلہ ہے واجد ام اپنی بیٹی کو ایسے کسی جرگے کی نظر نہیں کرے گا۔۔۔۔۔“

وہ دو ٹوک انداز اپنا کے اب رخ موڑ کے بیٹھ گئی تھی۔۔۔۔۔

”اب بات تمہارا مرضی سے نکل گیا ہے مورے جرگے میں زبان دے آیا ہے ام۔۔۔۔۔“

وہ پلٹے تھے پھر جھنجھلا کے بولے تھے۔۔۔۔۔

"تم تو ایسے کہہ رہا ہے خان جیسے یہ تمہاری بہن کا مسئی نہ نہیں کسی باہر کی لڑکی کا مسئی نہ ہے
تم جانتا ہے ضرار خان کو کس قدر خبیثی انسان ہے ام کس طرح اعتبار کر لیں۔۔۔۔۔"

انہوں نے بھی حیرت اور غصے سے اپنے سمجھدار بیٹے کی طرف دیکھا تھا۔۔۔۔۔

مورے وہ بھی دے رہا ہے اپنا لڑکی۔۔۔۔۔" تم ام کو شرمندہ مت کرواؤ ام نے انکار کیا نا پورا گاؤں
امارے خلاف ہو جائے گا ام اکیلا ہو جائے گا۔۔۔۔۔"

وہ التجائی یہ انداز میں کہتے ہوئے صوفے پہ بیٹھے تھے اور ایک مدد طلب نظر اپنے بھائی می پہ ڈالی تھی جو
۔۔۔۔۔ ابھی تک لا تعلق سے بیٹھے تھے۔۔۔۔۔

"واجد۔۔۔۔۔ ام کچھ نہیں جانتا۔۔۔۔۔ اگر زرشاہ اور دراب کی مرضی ہے ادھر تو ام کچھ نہیں بولے گا
اگر نہیں ہے تو۔۔۔۔۔ ام تمہیں زبردستی نہیں کرنے دے گا۔۔۔۔۔"

وہ کچھ نرم پڑ گئی تھی اس لیے ختمی لہجے میں کہتے ہوئے زرشاہ اور دراب کی طرف دیکھا تھا۔۔۔۔۔

زرشاہ نے پہلی بار سر اٹھایا تھا

آنکھوں کے سامنے ایک دفعہ پھر وہی چہرہ آیا تھا جس نے اس کا چین و سکون غارت کر دیا تھا

پھر ایک نظر واجد لالا کی طرف دیکھا تھا

جو آس بھری نظروں سے اسے دیکھ رہے تھے

”جیسے لالا کی مرضی امارے بارے میں غلط فیصلہ نہیں کرے گا وہ ام کو اس کا فیصلہ قبول ہے۔۔۔۔۔“

وہ سر جھکا کے آہستہ آواز میں اتنا ہی بولی تھی۔۔۔۔۔

مورے نے ایک گھوری سے اسے نوازا تھا۔۔۔۔۔

واجد لالا کے چہرے پہ خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی تھی جو دراب کا جواب سنتے ہی معدوم ہو کے غائب ہو گئی تھی۔۔۔۔۔

”ہمیں نہیں قبول۔۔۔۔۔“

انہوں نے پہلی دفعہ سر اٹھا کے تپش بھری نظروں سے لالا کو دیکھا تھا۔۔۔۔

”آغا جان تم کو ہمارا بات سمجھ نہیں آ رہا ہم کو وہ بندہ نہیں قبول۔۔۔۔۔“

آغا جان کے گھر میں قدم رکھتے ہی اس نے قدرے اونچی آواز میں اپنا موقوف بیان کیا تھا۔۔۔۔۔

”ہم کسی قیمت پہ اتنی بد تمیز لڑکی سے شادی نہیں کرے گا۔۔۔۔۔“

وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے تھے ساتھ ہی سرد لہجے میں بولے تھے۔۔۔۔۔

آغا جان ام کسی قیمت پہ اس پچاس سال کے بندے سے شادی نہیں کرے گا

الغظ نے برا سامنہ بنا کے ضدی لہجے میں کہا تھا۔۔۔۔۔

”ام زبان دے چکا ہے دراب خانے۔۔۔۔۔ اب نہیں پھر سکتا زبان سے۔۔۔۔۔“

واجد لالا نے بھی فوراً جتایا تھا۔۔۔۔۔

”ہم زبان دے چکا ہے المظ-----اب کچھ نہیں ہو سکتا۔۔۔۔۔“

آغا جان نے بھی نرمی سے بتایا تھا۔۔۔۔۔

زہ صرف ستاڑی لپارہ خپلہ او دہ زرشا زندگی نہ خرابہ ہوم

(”میں صرف تمہاری زبان کے لیے اپنی اور زرشاہ کی زندگی خراب نہیں ہونے دوں گا۔۔۔۔۔“)

اس نے جھنجھلا کے پشتو زبان میں اپنا مؤقف بیان کیا تھا۔۔۔۔۔

”آغا جان یہ فیصلہ تمہارا۔۔۔۔۔ ضرار لالا کو بھی منظور نہیں لالا تم بتاؤ نا تم کسی اور کو پسند کرتا ہے۔۔۔۔۔؟“

المظ نے فوراً سے بال اس کے کوٹ میں پھینکی تھی۔۔۔۔۔

وہ گڑبڑا گیا تھا۔۔۔۔۔

آغا جان سوالیہ نظروں سے اسے دیکھ رہے تھے

گل مینے کا دل دور دور سے دھڑکنے لگا تھا۔۔۔۔۔

”نہ اغا جانہ زہ چاسرہ مینہ نہ کوم مونگتہ خوشتا سو ژبہ لولو نہ وڑاندی دہ“

(”نہیں آغا جان میں کسی سے محبت نہیں کرتا ہم کو تو تمہاری زبان سب سے آگے ہے۔۔۔۔۔۔۔“)

اس نے فوراً سے جان چھڑا کے گل مینے سے نظریں چرائی تھی

گل مینے کے اندر چھن سے کچھ لٹٹا تھا

اور المظ تو منہ کھول کے اسے دیکھتی ہی رہ گئی تھی۔۔۔۔۔

یعنی گل مینے کے جذبات یک طرفہ تھے۔۔۔۔۔

اس نہ دی زندگی خرابگی یو ورز خوشا دہ کول اوستا خوشتا سو عمر تیرگی تہ خوشحالہ ہوسہ دمرہ زوانہ خزہ درتہ ملاوی گی

(”کوئی می نہیں زندگی برباد ہو رہی ایک دن تو شادی کرنی ہی تھی تم نے عمر گزر رہی ہے تمہاری تم تو خوش ہو اتنی جوان بیوی مل رہی تمہیں۔۔۔۔۔“)

انہوں نے پشتو میں ہی سختی سے جھڑک ڈالا تھا انہیں وہ وہی احترام سر جھکا کے رہ گئے تھے۔۔۔۔۔

اور دوسری طرف المظ بھی اپنا سامنہ لے کے رہ گئی تھی

ضرر تو اس سارے معاملے سے بالکل بھی پریشان نہیں لگ رہا تھا

پریشان تو وہ تھی تو حل بھی اسے ہی تلاش کرنا تھا

اور حل ایک ہی تھا۔۔۔۔۔

وہ کچھ سوچ کے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔۔۔

صبح کی ہلکی ہلکی سفیدی اس وادی میں پھیل رہی تھی ساری ساری کروٹیں بدلتے گزری تھی۔۔۔۔۔ اس لیے ونڈ اسکرین کے باہر ہلکی ہلکی روشنی دیکھ کے ہی وہ اٹھ کے بیٹھ گئی تھی

اس کے بعد سے اس کا گل مینے سے آنا سامنا نہیں ہوا تھا لیکن اسے یقین تھا اس نے بھی رات رو کے ہی گزاری ہو گی

اسے سب سے زیادہ غصے دراب پہ ہی آ رہا تھا

کیا تھا وہ اسے اس دن بے عزت نہ کرتا تو آج یہ سب نہ ہوتا۔۔۔۔۔

زرعونے جو نیچے میٹرس پہ سو رہی تھی کروٹ بدلی تھی پھر نیم وا آنکھیں کھول کے اسے دیکھا تھا۔۔۔۔۔

مختیار کی عادت تھی وہ ذرا کم ہی گھر آتا تھا اس میں آواگی ذرا زیادہ تھی جس کی وجہ سے آئے روز اس کے اور زرعونے کے جھگڑے رہتے تھے اور وہ اکثر ناراض ہو کے مکمل ہی المظ کے پاس رہائی ش اختیار کر لیتی تھی۔۔۔۔۔

"باجی تم جاگ کیوں رہا ہے۔۔۔۔۔؟"

اس نے حیرت سے پوچھا تھا

۔۔۔۔۔

”ایسی ٹینشن میں کسے نیند آتا ہے۔۔۔۔۔“؟

اس نے افسردگی سے کہا تھا۔۔۔۔۔

”نہ باجی تم غم نہ کرو وہ برا آدمی نہیں ہے ہمارا خالہ زاد ہے نا وہ اس کا خاص ملازم ہے ام نے پوچھا اس سے وہ کہتا ہے کہ بڑا اچھا آدمی ہے۔۔۔۔۔“

اس نے اپنے طور پہ اسے تسلی دی تھی۔۔۔۔۔

لیکن المظ کے ذہن میں کچھ اور ہی چل رہا تھا

”زرعونہ تم اسے کال کرو۔۔۔۔۔۔۔“

اس نے فوراً سے کہا

زرعونہ الجھن بھری نظروں سے اسے دیکھ رہ گئی۔۔۔۔۔

”کیا مطلب باجی۔۔۔۔۔؟“

اس نے نا سمجھی سے پوچھا۔۔۔۔۔

”تم اسے کال کرو اسے کہو۔۔۔۔۔ کہ دراب خان آج کس وقت اکیلا ہو گا۔۔۔۔۔؟“

وہ چھلانگ لگا کے اس کے قریب میٹرس پہ آ کے بیٹھی اور پرجوش سی اسے کہنے لگی۔۔۔۔۔

”نہ باجی ایسا نہ کرو اس کو بڑا غصہ ہو گا تم پہ۔۔۔۔۔“

وہ اس کے دماغ میں چلنے والی حکمت عملی سمجھ گئی تھی اس لیے اسے روکنا چاہا۔۔۔۔۔

زرعونہ ام تمہیں حکم دے رہے ہیں۔۔۔۔۔

اس نے اس دفعہ اسے گھور کے دیکھتے ہوئے ذرا سختی سے کہا۔۔۔۔۔

تو نا چارو نا چار اسے کال کرنی ہی پڑی۔۔۔۔۔

تیسری بیل پہ اس نے فون اٹھا لیا تھا اس طرف جلدی اٹھنے کا رواج ہے یوں بھی -----

اس نے ساری معلومات المظ کو دے دی تھی

کہ وہ شام کو چار بجے ڈیرے جانے گا۔۔۔۔۔

اس واقعے کے بعد اس پہ سختی زیادہ ہو گئی تھی

لیکن اب شام کو چار بجے وہ گھر سے نکلے گی کیسے؟
اب وہ یہ سوچ رہی تھی۔۔۔۔۔

جیسے ہی شام کے سائے گہرے ہوئے تھے۔۔۔۔۔ وہ بے چینی سے پورے کمرے کے چکر کاٹ رہی
تھی۔۔۔۔۔ گھر میں آغا جان ضرار لالا اسفندیار اور شیراز تینوں موجود تھے ان کی موجودگی میں نہیں نکل
سکتی تھی وقت تیزی سے گزر رہا تھا۔۔۔۔۔

کچھ سوچ کے وہ پلٹی تھی۔۔۔۔۔

زرعونے جو اس پہ نظریں ٹکا کے بیٹھی تھی۔۔۔۔۔

"زرعونے تم اماری واپسی تک یہ دروازہ مت کھولنا کوئی ی پوچھے امارا تو کچھ مت بولنا امارے بستر پہ۔۔۔۔۔ منہ تک کمبل اوڑ کے لیٹ جانا سب یہی سمجھے گا کہ ام سو رہا ہے۔۔۔۔۔"

وہ ہدایت دیتے ہوئے کھرکی کھولنے لگی جو باہر حجرے کی طرف کھلتی تھی۔۔۔۔۔

زرعونے گھبرا کے اس کی طرف بڑھی تھی۔۔۔۔۔

"باجی خدا کے لیے جلدی واپس آنا ام کو کسی مصیبت میں مت ڈالنا۔۔۔۔۔"

وہ ڈری ہوئی ی تھی اسی لیے اس سے درخواست کر رہی تھی

اس نے زرعونے کا پختونوں کے طرز پہ بنا عبا یہ پہنا۔۔۔۔۔ جس نے اس کے چہرے کے ساتھ ساتھ اس کے کپڑوں کو بھی چھپا دیا تھا اب جالی سے صرف اس کی آنکھیں نظر آرہی تھی

یہ سب اس لیے کیا جا رہا تھا

کہ باہر بیٹھے سیکیورٹی گارڈ کو لگے کہ----- یہ زر عونہ ہے-----

"باجی جلدی واپس آنا۔۔۔۔۔ باہر موسم بھی بہت خراب ہے۔۔۔۔۔"

کھڑکی سے چھلانگ لگانے تک زر عونہ یاد دہانی کروانا بھولی نہیں تھی

گھر سے وہ بہت آسانی سے نکل گئی تھی۔۔۔۔۔

وہ سوات کی ہر جگہ سے واقف تھی تھوڑی دیر بعد وہ اس کے ڈیرے پہ موجود تھی۔۔۔۔۔

دور سے ہی وہ اسے کچھ لوگوں کے ہمراہ چارپائی پہ بیٹھے نظر آ گئے تھے

وہ اکیلا نہیں تھا اسے اکیلے میں بات کرنی تھی۔۔۔۔۔

کچھ سوچ کے وہ اس کے پاس جا کے کھڑی ہو گئی۔۔۔۔۔

درباب نے چونک کے اس کی طرف دیکھا تھا

قرب بیٹھے دوسرے لوگوں کی بھی ایسی ہی حالت تھی۔۔۔۔۔

”ہم نے آپ سے بات کرنی ہے۔۔۔۔۔؟“

اس نے آواز کو ذرا موٹا کر کے اسے کہا تھا تو دراب نے پہلے نا سمجھی سے اس برقعہ پوش کو دیکھا تھا پھر آنکھ کے اشارے سے۔۔۔۔۔ ان لوگوں کو جانے کا کہا تھا وہ فوراً وہاں سے چلے گئے تھے

اس نے اسے بیٹھنے کا کہا تھا تو وہ فوراً سامنے والی چارپائی می پہ بیٹھ گئی تھی۔۔۔۔۔

”آپ کون ہیں میں نے پہچانا نہیں آپ کو؟“

اس کی خالص اردو کے جواب میں اس نے بھی اردو کا استعمال کیا تھا۔۔۔۔۔

”ام ہونے والا بیوی ہے تمہارا۔۔۔۔۔۔۔“

اس نے فوراً سے برقعہ اٹھا کے چبا چبا کے کہا تھا

تو ان کے اعصاب تن گئے تھے اسے اپنے سامنے دیکھ کے۔۔۔۔۔

”تم یہاں کیا کر رہی ہو۔۔۔۔۔ تمہاری ہمت کیسے ہوا دوبارہ امارے سامنے بھی آنے کا۔۔۔۔۔“

وہ اٹھ کھڑے ہوئے تھے پھر قدرے اونچی آواز میں غصے سے بولے تھے

تو اس نے ان کا ہاتھ پکڑ کے زبردستی انہیں دوبارہ چارپائی پر بیٹھایا تھا۔۔۔۔۔

اب ام آہی گیا ہے تو امارى بات سن لو“

وہ ناگواری سے بولی تھی ہاتھ ابھی تک پکڑ رکھا تھا

وہ کچھ ٹھنڈے پڑ گئے تھے۔۔۔۔۔

”ام تمہیں یہ کہنے آیا تھا کہ ام یہ شادی نہیں کرنا چاہتا یقیناً تم بھی نہیں کرنا چاہتے ہو گے کوئی

حل نکالو ورنہ بہت برا ہو گا۔۔۔۔۔“

وہ سنجیگی سے بول رہی تھی

”برا ہو گا بھی تو تمہاری وجہ سے ہی ہو گا تم نے کس قدر گھٹیا الزام لگایا ام پہ دل چاہتا تمہاری جان
لے لیں ام-----“

انہوں نے غصے سے کہتے ہوئے اپنا ہاتھ چھڑایا تھا-----

”اچھا اوگئی نا غلطی اب پوری عمر تو نہیں بھگت سکتا ام----- تم کوئی ی حل نکالو نا-----“

اس نے خفگی سے کہہ کے اسے امید بھری نظروں سے دیکھا تھا-----

”ام کچھ نہیں کر سکتا مڑاں واجد لالا زبان دے چکا ہے-----“

اس نے ہری جھنڈی دکھائی تو المظ کا منہ بن گیا تھا-----

”تو اب کیا ہو گا-----؟“

وہ روہانسی ہو گئی تھی

”تمہاری میری شادی ہو گی۔۔۔۔۔“

انہوں نے مصنوعی مسکراہٹ کے ساتھ تپانے والے لہجے میں کہا تھا۔۔۔۔۔

وہ ان کی شکل دیکھ کے رہ گئی۔۔۔۔۔

”ام اتنا چھوٹا ہے تم سے۔۔۔۔۔؟“

اس نے قدرے معصومیت سے کہا۔۔۔۔۔

”اب غلطی کیا ہے تو سزا تو ملے گا ہی نا۔۔۔۔۔“

وہ نرم پڑ گئے تھے

اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔۔۔۔۔

”تم گھر جاؤ اپنے۔۔۔۔۔“

وہ کہتے ہوئے دو قدم آگے گئے۔۔۔۔۔

تو اس نے ایک دفعہ پھر ان کا بازو پکڑ لیا۔۔۔۔۔

اس لڑکی کو ہاتھ پکڑنے کی پرتہ نہیں کیا عادت ہے۔۔۔۔۔

وہ جھنجھلا کے پلٹے۔۔۔۔۔

"تم ام کو گھر لے جا کے مارے گا تو نہیں۔۔۔۔۔؟"

اس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔۔۔۔۔

وہ شادی سے زیادہ اس بات سے ڈر رہی تھی۔۔۔۔۔

ان کا دل ایک دم سے پگھل گیا تھا

وہ گھٹنوں کے بل زمین پہ بیٹھے تھے۔۔۔۔۔

”ام وعدہ کرتا ہے تم سے تم کو نہیں مارے گا۔۔۔۔۔۔ یہ شادی فلحال بڑوں کی خوشی کے لیے کر لو تم
ام زبان دیتا ہے تم کو۔۔۔۔۔۔ تم ہمارے ساتھ نہیں رہنا چاہو گے تو ام چھوڑ دے گا تم کو زبردستی
نہیں کرے گا۔۔۔۔۔۔“

اس نے نرمی سے اسے سمجھایا تھا

اس کی آنکھیں چمک اٹھی تھی۔۔۔۔۔۔

یہی سننے آئی تھی وہ

اس نے فوراً سے کسی بچی کی طرح ان کی گردن کے گرد بازو حمائل کیے۔۔۔۔۔۔

”بہت اچھا ہو تم۔۔۔۔۔۔“

وہ خوشی سے بولی تھی۔۔۔۔۔۔

”یار تم بے باک بھی بہت ہو۔۔۔۔۔۔“

اس نے اس کے بازوؤں کے پیچھے ہٹاتے ہوئے جھنجھلا کے کہا تھا

تو وہ ہنستی ہوئی ی اٹھ کھڑی ہوئی ی تھی۔۔۔۔۔

انہیں نہیں پتہ تھا یہ شادی انہیں کتنی مہنگی پڑنے والی تھی

کیونکہ مقابل المظ خان یوسفزی ی تھی جو رنگ بدلنے سے واقف تھی

دراب کے ساتھ بات کرنے کے بعد اسے ایک چیز کا اندازہ تو ہو ہی گیا تھا کہ۔۔۔۔۔ اس معاملے میں جتنی وہ بے بس ہے اتنا ہی وہ بھی بے بس ہے۔۔۔۔۔ اور یہ بھی کہ وہ بھی اسی کی طرح اسے زیادہ پسند نہیں کرتا۔۔۔۔۔ لیکن یہ بھی ایک حقیقت تھی کہ جرگے میں کیا گیا فیصلہ اب بدلا نہیں جا سکتا۔۔۔۔۔ ضرار لالا کے ارادوں سے تو وہ واقف نہیں تھی کہ وہ اس شادی کو نبھانے کا ارادہ رکھتا ہے یا نہیں۔۔۔۔۔ یا اس کے دل میں گل مینے کے لیے کوئی می جذبات ہے یا نہیں۔۔۔۔۔ لیکن ایک بات تو صاف تھی کہ وہ اور دراب خان دونوں یہ شادی نبھانے کا ارادہ نہیں رکھتے تھے۔۔۔۔۔ اس لیے وقتی طور پہ اس نے بھی چپ سادھ لی تھی۔۔۔۔۔ گل مینے کی تپش بھری نظریں ہر وقت اس پہ جمی رہتی تھی لیکن حیرت انگیز بات یہ تھی کہ ضرار لالا کی اس بات کے بعد سے اس نے بھی چپ سادھ لی تھی اس نے آغا جان کو رضامندی دے دی تھی اور ان کی شادی کی تیاریوں کا آغاز باقاعدہ طور

یہ ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ ضرار ہر کام میں بڑھ چڑھ کے حصہ لے رہا تھا لیکن پتہ نہیں کیوں المظ کو لگتا تھا کہ وہ دیکھاوا کرتا ہے۔۔۔۔۔ ان کی شادی کی ہر رسم عام لوگوں کی طرح ہی ہوئی تھی مہندی برات ولیمہ۔۔۔۔۔ دونوں خاندانوں نے بڑھ چڑھ کے حصہ لیا تھا نیا رشتہ بننے والا تھا تو پرانی دشمنی کی سرد مہری بھی کم ہوئی تھی۔۔۔۔۔ ان ساری تقریبات میں جو سب سے زیادہ خوش تھی وہ دراب خان کی مورے تھی۔۔۔۔۔ ان کو تو جیسے دراب خان کے لیے ایسی ہی لڑکی کی تلاش تھی۔۔۔۔۔ وہ پوری شادی میں اسی پر ہی صدقے واری ہی جاتی رہی تھی۔۔۔۔۔ المظ کی خوبصورتی پہ وہ جیسے فدا ہی ہو گئی تھی انہیں وہ کافی معصوم لگ رہی تھی۔۔۔۔۔ ان کی امیدوں کا جنازہ اس وقت نکلا تھا جب انہوں نے اسے اپنی ہی مہندی پہ جھوم جھوم کے ناچتے دیکھا تھا۔۔۔۔۔ زرشاہ کے اندر تو عجیب سی خوشی سرایت کر گئی تھی وہ جو خواب تھا۔۔۔۔۔ وہ حقیقت بننے والا تھا۔۔۔۔۔ وہ آنکھیں بند کرتی تھی تو سامنے ضرار کا چہرہ آجاتا تھا۔۔۔۔۔ کبھی اسے یہ سوچ کے نیند نہیں آتی تھی۔۔۔۔۔ کہ کل وہ شخص ہمیشہ کے لیے اس کا ہو جائے گا۔۔۔۔۔ اس ساری صورتحال میں سب سے زیادہ نہ خوش دراب خان تھے۔۔۔۔۔ انہوں نے کبھی بھی اپنے لیے اتنی چھوٹی عمر کی لڑکی شریک حیات کے طور پہ نہیں سوچی تھی لیکن قسمت نے ان کے ساتھ عجیب کھیل کھیلا تھا۔۔۔۔۔ انہوں نے بے دلی سے سارے فنکشنز اٹینڈ کیے تھے۔۔۔۔۔ انہیں سب سے زیادہ فکر زرشاہ کی تھی۔۔۔۔۔ پتہ نہیں ضرار اس کے ساتھ کیسا رویہ اختیار کرے گا۔۔۔۔۔ انہیں سوچوں میں کب ان کی زندگی میں المظ اور کب زرشاہ کی زندگی میں ضرار شامل ہوا تھا انہیں پتہ بھی نہیں چلتا تھا۔۔۔۔۔ المظ رخصت ہو کے اس ٹویلی آگئی تھی اور زرشاہ وہاں چلی گئی تھی۔۔۔۔۔ وہ شادی کی پہلی رات ان کی زندگی کے نئے دور کا آغاز تھا جو وہ نہیں جانتے تھے کیسا ہو گا۔۔۔۔۔؟

رات کے گہرے سائے پھیل چکے تھے باہر ہر طرف سناٹا تھا صرف اس رنگ برنگی بتیوں سے سجائی
گئی حویلی میں معمول سے ہٹ کے چل پہل تھی وہ باہر حجرے میں اپنے دوستوں کے ساتھ باتیں
کر رہے تھے مورے کے تیسری بار بلانے پہ انہیں دوستوں کو الوداع کہہ کے اندر زنانے کی طرف جانا
ہی پڑا۔۔۔۔۔ اندر زنانے میں مورے خفا خفا سی کھڑی تھی۔۔۔۔۔

”درب خان اب تم یہ حرکتیں چھوڑ دو اپنا اب تمہارا شادی ہو گیا ہے تمہارا بیوی تمہارا کمرے میں انتظار
کر رہا ہے تم باہر دوستوں کے ساتھ بیٹھا ہیں۔۔۔۔۔“

انہوں نے وہی کھڑے کھڑے اسے اچھی خاصی جھاڑ پلا دی تھی۔۔۔۔۔

”اب جاؤ تمہارا بیوی تمہارا انتظار کر رہا ہے۔۔۔۔۔“

اگلا حکم ملتے ہی وہ کسی روبرو کی طرح کمرے کی طرف چل پڑے۔۔۔۔۔

وہ جیسے ہی دروازے سے اندر داخل ہوئے۔۔۔۔۔

تو انہیں دو سو واٹ کا کرنٹ لگا۔۔۔۔

سامنے وہ دلہن کے لباس میں۔۔۔۔ ہاتھ میں انہیں کی بندوق تھامے جس کا رخ انہیں کی طرف تھا۔۔۔۔ کھڑی تھی۔۔۔۔

”خبردار جو تم نے ایک قدم بھی آگے بڑھایا۔۔۔۔“

اس نے سخت نظروں سے گھورتے ہوئے وہی روکا۔۔۔۔

”میں تمہیں یہ موقع ہر گز نہیں دوں گی کہ تم مجھے ہاتھ سے پکڑ کے کمرے سے باہر نکال دو۔۔۔۔“ میں تم کو کمرے میں گھسنے ہی نہیں دوں گی۔۔۔۔“

اس کی اگلی دھمکی حیران کن تھی۔۔۔۔

وہ اس ٹانگ برابر لڑکی کو دیکھ کے حیران ہی تو رہ گئے تھے جو عمر کا لحاظ کیے بغیر۔۔۔۔ انہیں تم تم کہہ رہی تھی۔۔۔۔

"لڑکی یہ کیا فضول حرکت ہے۔۔۔۔۔ نیچے کرو یہ بندوق۔۔۔۔۔"

"انہوں نے ماتھے پہ بل ڈال کے ناگواری سے اسے روکا۔۔۔۔۔"

"اور اپنی حد میں رہ کے بات کرو ہم سے۔۔۔۔۔ رشتے کا نہ سہی عمر کا لحاظ کر لو۔۔۔۔۔"

انہوں نے سنجیگی سے اسے شرم دلانے کی کوشش کی تھی۔۔۔۔۔

"کلاچ کے پیپر پہ سائیں کرتے وقت تو یہ شرم نہیں آئی تھی تم کو۔۔۔۔۔"

وہ بندوق بیڈ پہ رکھ کے ان کے بالکل مقابل آ کے کھڑی ہو گئی تھی۔۔۔۔۔

وہ قد میں ان سے کافی چھوٹی تھی۔۔۔۔۔

"وہ میری مجبوری تھی لیکن تم اپنی حیثیت مت بھولو۔۔۔۔۔"

انہوں نے انگلی کے اشارے سے اسے وارن کیا تھا۔۔۔۔۔

"شوہر ہونے کا رعب نہ کسی اور پہ جھاڑیے گا۔۔۔۔۔"

اس نے ان کی انگلی ہی پکڑ لی تھی

وہ الگ حیران پریشان تھے یہ لڑکی تھی کہ آفت۔۔۔۔۔

"کیا مصیبت ہو یا تم۔۔۔۔۔"

انہوں نے۔۔۔۔۔ اپنی انگلی چھڑوا کے۔۔۔۔۔ وہاں سے ہٹنے میں عافیت جانی

اور بیڈ پہ جا کے کمر تان لیا۔۔۔۔۔

سونے کا موڈ ہوا تو تم زمین پہ سو جانا۔۔۔۔۔"

انہوں نے کمر سے منہ نکال کے حکم جاری کیا تھا۔۔۔۔۔

وہ بجلی سی تیزی کے ساتھ ان کی طرف بڑھی تھی اور ان کے منہ سے کمر کھینچا تھا۔۔۔۔۔

"میں کس خوشی میں نیچے سو جاؤں۔۔۔۔۔"

"یہ امارا جہیز کا بیڈ ہے۔۔۔۔۔"

"تم سوئے گا نیچے۔۔۔۔۔"

اس کے اگلے حکم پہ تو وہ واقعی ہی سٹپٹا کے رہ گئے تھے۔۔۔۔۔

"تمہیں پتہ ہے تم اس وقت کس سے اس بدتمیزی سے بات کر رہی ہو۔۔۔۔۔؟"

اس لڑکی کی بدتمیزی انہیں غصہ دلا رہی تھی۔۔۔۔۔

"ہاں پتہ ہے میں اس وقت ایک ایسے انسان سے بات کر رہی ہوں جو میرے ہی جہیز کے بیڈ پہ بیٹھ کے مجھے ہی دھمکی دے رہا تھا۔۔۔۔۔"

اس نے پراعتماد لہجے میں انہیں دھول چٹا دی تھی۔۔۔۔۔

وہ بس اسے دیکھ کے رہ گئے تھے

اس کی بھی اردو ان کی طرح کافی صاف تھی اور اس وقت وہ دونوں اردو میں ہی بات کر رہے تھے۔۔۔۔۔

"ایسے منہ کیا دیکھ رہے ہو امارا۔۔۔۔۔"؟

وہ اسے خاموش دیکھ کے دوبارہ اپنی ٹون میں لوٹ آئی تھی۔۔۔۔۔

"میں شوہر ہوں تمہارا تم کو مجھے زمین پہ سلاتے ہوئے شرم نہیں آئے گی۔۔۔۔۔"؟

ان نے یوں ہی کبل کو چہرے سے ہٹائے ہوئے دبا دبا احتجاج کیا تھا۔۔۔۔۔

"نہ مجھے بالکل بھی شرم نہیں آئے گی۔۔۔۔۔"؟

اس نے فوراً سے نفی میں سر ہلایا۔۔۔۔۔

"تم کو نیچے زمین پہ سونا پڑے گا کیونکہ یہ میرے جہیز کا بیڈ ہے۔۔۔۔۔"؟

اس نے اپنی بات پہ زور دے کے صاف اردو میں اس دفعہ ذرا رعب سے کہا تھا۔۔۔۔۔

”ہم نے جہیز نہیں مانگا تھا تم سے۔۔۔۔۔“؟

انہوں نے کمبل کو دور پھینک کے قدرے ناراضگی سے کہا تھا۔۔۔۔۔

خود سر ہانا اٹھا کے میٹرس پہ چلے گئے تھے۔۔۔۔۔

وہ سر جھٹک کے دلہن کے لباس میں ہی لیٹ گئی تھی۔۔۔۔۔

پھر کچھ خیال آتے ہی اٹھ بیٹھی تھی

اوہ خانہ خراب۔۔۔۔۔ زیور ہی نہیں اتارا ام نے۔۔۔۔۔“؟

وہ چھلانگ مار کے بیڈ سے اتری تھی

انہوں نے ناگواری سے اسے دیکھ کے کروٹ بدل لی تھی

اس نے ڈیسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑے ہو کے۔۔۔۔۔اپنے کھلے بالوں کو ایک طرف ڈالا اور اپنے گلے میں پہنا ہار اتارنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔۔۔

بہت کوشش کے بعد بھی وہ ڈوری کھولنے میں ناکام ہی رہی۔۔۔۔۔

جھنجھلا کے وہ پیچھی مڑی تو وہ رخ موڑے لیٹے تھے۔۔۔۔۔

وہ چلتی چلتی ان کے قریب آئی

پھر وہی میٹرس پہ بیٹھ کے ان کے اوپر جھکی۔۔۔۔۔

ان کی پیشانی اور ان کے چہرے کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ تھا۔۔۔۔۔

وہ شاید سوچکے تھے۔۔۔۔۔

"خان صاحب۔۔۔۔۔؟"

اس نے ذرا لجاجت بھرا انداز اپنایا

ان پہ کوئی می اثر نہیں ہوا

"دراب خان-----؟"

اس نے اس دفعہ چلا کے کہا

تو وہ دل تھام کے اٹھ بیٹھے-----

تھوڑی دیر تو وہ نارمل ہی نہ ہو سکے-----

پھر جب وہ اپنے حواسوں میں لوٹے

تو خشمگین نظروں سے اسے گھور کے کہہ رہ گئے-----

"یار تم کون سی دشمنی نکال رہا ہے ام سے-----؟"

وہ جھنجھلا کے بولے تھے-----

”وہی جو تم نے بے عزتی نہیں کیا تھا امارا۔۔۔۔۔“

اس نے بالوں کو ایک ادا سے جھٹ کے۔۔۔۔۔ ذرا لاپرائی می سے کہا۔۔۔۔۔

”یار ام اس کے لیے ہاتھ جوڑ کے معافی مانگتا ہے تم سے۔۔۔۔۔“

تنگ آ کے انہوں نے ہاتھ ہی جوڑ دیئے تھے۔۔۔۔۔

”جاؤ دراب خان معاف کیا تم کو۔۔۔۔۔“

اس نے ہاتھ کے اشارے سے بڑے پن کا مظاہرہ کیا تھا۔۔۔۔۔

”اب تم ایک مہربانی کر دو یہ امارا ہار کھول دو ذرا۔۔۔۔۔؟“

وہ پیٹھ ان کی طرف کر کے بیٹھ گئی۔۔۔۔۔

وہ اسی پوزیشن میں بیٹھے رہے

اس نے گردن ذرا ترچھی کر کے انہیں یوں ہی بیٹھا دیکھا

پھر برا سامنہ بنا کے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔۔۔

"یار تم سو ہی جاؤ۔۔۔۔۔"

وہ تیز لہجے میں کہتے ہوئے ان کے قریب سے اٹھ گئی۔۔۔۔۔

اور ایک دفعہ پھر ہار کے ساتھ جنگ لڑنے میں مصروف ہو گئی

انہوں نے ایک تھکی ہوئی سی سانس ہوا کے سپرد کی اور گرنے کے سے انداز میں میٹرس پہ دوبارہ لیٹ گئے۔۔۔۔۔

لیکن اب وہ چھت کو گھور رہے تھے۔۔۔۔۔

"یہ لڑکی ان کی اگلی زندگی جہنم بنائے گی اتنا اندازہ ہو گیا تھا انہیں۔۔۔۔۔"

زرشاہ نے ایک نظر اطراف کا جائی زہ لیا۔۔۔۔۔ پورا کمرہ گلاب کے پھولوں سے سجایا گیا تھا۔۔۔۔۔ اس کی سچ بھی پھولوں سے سجائی گئی تھی کمرے میں مدہم روشنی تھی۔۔۔۔۔ اور گلاب کے پھولوں کی مہک تھی۔۔۔۔۔ وہ اس وقت ڈیپ ریڈ کلر کے لہنگے میں ہلکے سے میک اپ کے ساتھ بھی بہت حسین لگ رہی تھی۔۔۔۔۔ دوپٹہ سر سے ہوتے ہوئے بیڈ پہ بھی پھیلا رکھا تھا۔۔۔۔۔ چہرے پہ خوشی کے رنگ واضح تھے۔۔۔۔۔ دروازہ کھلنے کی آواز پہ اس نے سر مزید جھکا لیا تھا۔۔۔۔۔ گھونگھٹ کی اوٹ سے اس نے دیکھا تھا اس نے دروازہ بند کیا تھا۔۔۔۔۔ پھر کالے رنگ کی شیروانی اتاری تھی۔۔۔۔۔ اور واش روم میں چلا گیا تھا اس نے زرشاہ کو ایک نظر دیکھنے کی بھی زحمت نہیں کی تھی۔۔۔۔۔ اس کا چہرہ یکدم بجھ گیا تھا۔۔۔۔۔ اور دل بھی۔۔۔۔۔ تھوڑی دیر بعد وہ واش روم سے نکلا تھا اب وہ سفید قمیض شلوار میں تھا جس کے کف کہنیوں تک موڑ رکھے تھے۔۔۔۔۔ دراڑھی اور سر کے بال بھیگے ہوئے تھے۔۔۔۔۔ وہ ماتھے کو انگلیوں سے مسلتا ہوا اسے کافی تھکا تھکا سا لگا وہ زرشاہ کو یوں نظر انداز کر رہا تھا جیسے وہ اس کمرے میں ہو ہی نا۔۔۔۔۔ وہ اس کے قریب ہی بیڈ پہ نیم دراز ہو گیا تھا۔۔۔۔۔

”جاؤ کپڑے بدل کے آؤ تم۔۔۔۔۔ اور چہرہ بھی دھو کے آؤ ام کو میک اپ نہیں پسند۔۔۔۔۔“

اس کے اس حکم پہ وہ فقط اس کا منہ دیکھ کر رہ گئی۔۔۔۔۔

ایسے کیا بیٹھی ہو۔۔۔۔۔“؟

جاؤ-----

اس دفعہ زرا سرد لہجے میں کہا گیا تھا

وہ تھکے تھکے سے انداز میں اٹھ کے کھڑی ہو گئی-----

وہ اسی پوزیشن میں لیٹا رہا

اس نے گردن موڑ کے ایک افسردہ نگاہ اس پہ ڈالی

یکدم اس کا دل ہر چیز سے اوچاٹ ہو گیا

اس کی آنکھیں لبالب پانیوں سے بھر گئی-----

وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی----- واشروم میں چلی گئی-----

جب واپس آئی تو وہ سادہ سے لال رنگ کے سوٹ میں تھی چہرہ دھو کے میک اپ صاف کر لیا تھا

آنکھیں البتہ لال تھی۔۔۔۔۔

وہ آنکھوں پہ بازو ٹکائے لیٹا ہوا تھا۔۔۔۔۔

وہ چپ چاپ آکے بیڈ پہ بیٹھ گئی۔۔۔۔۔

”سنو۔۔۔۔۔ ذرا ٹانگیں دبا دو تم میرا۔۔۔۔۔“

نیند میں ڈوبی ہوئی می آواز پہ وہ چونکی۔۔۔۔۔

اس دفعہ اس نے کسی رد عمل کا اظہار نہیں کیا تھا۔۔۔۔۔

چپ چاپ اس کے پاؤں کی طرف گئی تھی اور اس کی ٹانگیں دبائے لگی۔۔۔۔۔

کھوئی می کھوئی می نظروں سے اسے دیکھ بھی رہی تھی۔۔۔۔۔

تھوڑی دیر گزر گئی تو اس نے آنکھوں پر سے بازو ہٹا کے اسے دیکھا تھا۔۔۔۔۔

ہونٹوں پہ دل جلا دینے والی مسکان ابھری تھی۔۔۔۔۔

”ادھر آؤ تم ادھر مارے پاس آکے سو جاؤ۔۔۔۔۔۔۔“

اس نے نرمی سے کہہ کے کروٹ بدل لی تھی۔۔۔۔۔

وہ ایک دفعہ پھر اس کا منہ دیکھ کے رہ گئی تھی آخر یہ انسان چاہتا کیا تھا؟

پھر کچھ سوچ کے ہچکچاتے ہوئے اس سے تھوڑے فاصلے پہ لیٹ گئی۔۔۔۔۔

ابھی آنکھیں بند کر کے لیٹے اسے تھوڑا ہی ٹائی م ہوا تھا کہ کسی کی نگاہوں کی تپش اپنے چہرے پہ محسوس کر کے اس نے فٹ سے آنکھیں کھول دی

وہ کہنی کے بل لیٹا محویت سے اسے دیکھ رہا تھا آنکھوں میں شرارت تھی۔۔۔۔۔

”او زرشاہ ام یہ سوچ رہا تھا کہ۔۔۔۔۔۔۔ ام تم سے محبت کر ہی لیں۔۔۔“

وہ سوچنے کی اداکاری کرتے ہوئے رکا اس کے بدلتے تاثرات دیکھے

اس کا چہرہ یکدم شرم کی وجہ سے لال ہوا تھا اس نے نظریں جھکالی-----

وہ اس پہ تھوڑا جھکا تو اس کی دھڑکنیں بے ترتیب ہوئی-----

”پریار تم میں کیا خاص ہے تم بھی تو فقط خوبصورت ہے-----“

بات کے آخر میں اس نے اونچا سا قہقہہ لگایا تو اسے محسوس ہوا وہ اس کا مذاق اڑا رہا ہے-----

وہ ایک طنزیہ نظر اس پہ ڈال کے ایک دفعہ پھر رخ موڑ گیا-----

وہ افسردگی سے اس کی پیٹھ دیکھ کے رہ گئی-----

اس کی اگلی زندگی اچھی نہیں گزرنے والی تھی اس بات کا اندازہ اسے ہو گیا تھا-----

وہ ایک ایسے مرد کی زندگی میں شامل ہوئی تھی جس کی زندگی میں وہ کہیں نہیں تھی

تو اس کی زندگی میں کون تھا-----؟

اس نے سوچتے ہوئے بے دلی سے آنکھیں موند لی۔۔۔۔

صاف شفاف آسمان پہ چمکتے سورج کا پہرہ تھا جس کی کرنیں لہک لہک کے حویلی کی سمت بڑھ کے اسے اپنے حصار میں لے چکی تھی یہ صبح عام صبح سے مختلف تھی۔۔۔۔۔ کیوں کے دونوں حویلیوں میں ہی نئے لوگوں کا اضافہ ہو چکا تھا۔۔۔۔۔ وہ ابھی ابھی سر دھو کے آئی تھی اس کے سر کے بال ابھی تک گیلے تھے رنگت اور کھل گئی تھی اس نے ایک اچنی سی نگاہ بیڑ پہ گہری نیند سوتے ضرار خان پہ ڈالی۔۔۔۔۔ سر پہ دوپٹہ درست کرتی کمرے سے باہر نکل گئی۔۔۔۔۔ باہر صوفے پہ آغا جان بیٹھے اخبار پڑھ رہے تھے۔۔۔۔۔ پاس ہی اسفندیار خان اور شیراز خان بیٹھے آپس میں باتیں کر رہے تھے وہ ان تینوں کو سلام کرتی آگے کچن کی طرف بڑھ گئی۔۔۔۔۔ کچن میں پلو شہ بھا بھی۔۔۔۔۔ اور کومل بھا بھی کھڑی آپس میں باتیں کر رہی تھی ساتھ ناشتہ بھی بنانے میں مصروف تھی اسے دروازے پہ کھڑا دیکھ کے دونوں نے مسکرا کے اسے دیکھا تھا۔۔۔۔۔

”ارے زرشاہ تم اتنا جلدی کیوں جاگ گیا۔۔۔۔۔؟“

پلو شہ بھا بھی نے چائے کی پتیلی میں دودھ ڈالتے ہوئے دوستانہ لہجے میں کہا تھا۔۔۔۔۔

”ہاں امارا آنکھ کھل گیا تو سوچا آپ لوگوں کی مدد کر دوں۔۔۔۔۔“

وہ دھیرے دھیرے چلتی قریب آئی اور مسکرا کے اپنا مدعا بیان کیا۔۔۔۔۔

”نا تم کیوں مدد کروائے گا امارا ابھی شادی کو وقت ہی کتنا ہوا ہے تمہارا۔۔۔۔۔“

کوئل بھا بھی نے اسے لٹکا تھا

اس سے پہلے وہ کچھ جواب دیتی

کسی کا اکتاہٹ بھرا لہجہ اس کی سماعتوں سے ٹکڑیا تو وہ پلٹی۔۔۔۔۔

”یار پلوشہ بھا بھی تم نے امارے کمرے میں ابھی تک چائے کیوں نہیں بچھوایا۔۔۔۔۔؟“

اس کو کچن میں کھڑا دیکھ کے وہ ٹھٹھکی اس کی زبان کو ایک دم بریک لگا

چہرے پہ چھائی بی بے زاری کی جگہ ناگواری نے لے لی۔۔۔۔۔

”ہاں بس تیار تھا چائے وہ بس زرشاہ سے باتیں کرنے لگی تو دیر ہو گیا۔۔۔۔۔“

انہوں نے چائے کپ میں انڈیلتے ہوئے عام سے لہجے میں کہا

”ہاں اب تو آگیا ہے نایہ امارا تو ہر کم دیر سے ہی گا۔۔۔۔۔“

اسے ناگواری سے دیکھتے ہوئے ترش لہجے میں کہا گیا تھا

زرشاہ نے گردن ترچھی کر کے بے ساختہ اسے چونک کے دیکھا تھا۔۔۔۔۔

یہ لڑکی رشتے میں ضرار کی کیا لگتی تھی۔۔۔۔۔؟ شادی پہ بھی اس کا رویہ کچھ ٹھیک نہیں تھا اس کے ساتھ اور آج کی بات نے بے ساختہ اسے الجھا دیا تھا۔۔۔۔۔

”ارے نئی یار ایسا بات نہیں“ ام تم کو بھول بھی سکتا ہے۔۔۔۔۔؟“

انہوں نے کپ اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کافی محبت سے کہا تھا۔۔۔۔۔

زرشاہ نے کپ اٹھا کے اس کی طرف بڑھانے کی کوشش کی تو اس نے بے اختیار شلف سے کپ اچک لیا۔۔۔۔۔

بہت شکریہ میں اپنے کام خود کر سکتی ہوں بہتر ہے تم اپنے اور اپنے شوہر پر غور کرو۔۔۔۔۔

کپ اٹھاتے ہوئے نہایت خشک لہجے میں کہا گیا تھا۔۔۔۔۔

کوئل بھا بھی اور پلوشہ بھا بھی کے چہرے پہ مسکراہٹ غائب ہوئی تھی

گل مینہ چائے کا کپ لے کے جا چکی تھی

زرشاہ الجھن بھری نظروں سے اسے جاتا ہوا دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

”ارے تم اس کی باتوں کا برا مت مناؤ ذرا لاڈلا ہے نا گھر کا تو بس اس لیے۔۔۔۔۔“

انہوں نے زبردستی اس کے ہاتھ میں کپ تھماتے ہوئے ماحول کا تناؤ کم کرنے کی غرض سے اس کی توجہ بٹانے کی کوشش کی۔۔۔۔۔

"یہ المظ کا بہن ہے۔۔۔۔۔؟"

وہ پتہ نہیں کیا سوچ کے یہ سوال کر بیٹھی تھی۔۔۔۔۔

"نہیں یہ اس کی چچا زاد بہن ہے بچپن میں ہی اس کے امی ابو کو کسی نے قتل کر دیا تب سے ادھر ہی رہ رہا ہے۔۔۔۔۔"

انہوں نے فریج میں سے جوس نکالتے ہوئے سرسری بتایا تھا۔۔۔۔۔

اس نے زبردستی مسکرا کے چائے کا کپ لبوں کے ساتھ لگا لیا

وہ ابھی تک خار کی وجہ یہی سمجھ رہی تھی کہ وہ المظ کی بہن ہے اس لیے اسے قبول نہیں کر پا رہی۔۔۔۔۔ لیکن اگر یہ وجہ نہیں ہے تو پھر کیا وجہ ہے وہ سوچ کے رہ گئی۔۔۔۔۔

ٹھیک اسی وقت ایک ایسی ہی صبح دراب خان کی حویلی پہ بھی اتری تھی۔۔۔۔۔

وہ دروازہ کھول کے اندر داخل ہوئے تو وہ ابھی تک گہری نیند میں سو رہی تھی

انہوں نے ایک نظر گھڑی پہ ڈالی جو دس کا ہندسہ عبور کر چکی تھی۔۔۔۔۔

وہ واک کب کی کر چکے تھے لیکن اس وقت بھی ٹراؤزر شرٹ میں ہی تھے۔۔۔۔۔

انہوں نے ایک اچنی نگاہ اس پہ ڈالی پھر اس کے قریب گئے۔۔۔۔۔

”الفاظ اٹھ جاؤ۔۔۔۔۔“ کافی دیر ہو گیا ہے۔۔۔۔۔“

کچھ دڑتے دڑتے کہا گیا تھا

کہیں وہ کوئی چیز ہی اٹھا کے نہ دے مارے۔۔۔۔۔

کوئی جواب نہیں آیا تھا

اکتا کے انہوں نے کمبل کھینچا تھا۔۔۔۔۔

سوات میں ستمبر سے ہی رات کے وقت تھوڑی ٹھنڈ ہو جاتی ہے لیکن صبح کے وقت منہ تک کمبل اوڑ کے سونا ایک حیران کن بات ہے۔۔۔۔۔

اس نے کھا جانے والی نظروں سے انہیں دیکھا تھا

”کیا آفت ہے خان جی۔۔۔۔۔“

اس نے منہ پھاڑ کے کہا تھا۔۔۔۔۔

”شادی ہو چکا ہے تمہارا۔۔۔۔۔“ عادت بدلو اپنا جلدی اٹھا کرو۔۔۔۔۔“

انہوں نے سنجیدگی سے اسے نصیحت کی تھی۔۔۔۔۔

”ہاں ہاں پتہ ہے ام کو قسمت پھوٹ چکا ہے امارا۔۔۔۔۔“

وہ اٹھ کے بیٹھی پھر برا سا منہ بنا کے کہا۔۔۔۔۔

اس کے گھنگریالے بال بکھرے ہوئے تھے۔۔۔۔۔

وہ چلتے چلتے ڈریسنگ ٹیبل تک گئے۔۔۔۔۔ کنگھی اٹھا کے بالوں میں کرنے لگے۔۔۔

وہ انہیں بڑی گہری نظروں سے دیکھ رہی تھی

کسی کی نظروں کا ارتکاز محسوس کر کے وہ پلٹے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔۔۔۔۔

”خان صاحب یار تم تو اس عمر میں بھی بڑا پیارا ہے۔۔۔۔۔“

اس نے ہاتھ واہ واہ کے انداز میں اٹھا کے ستائی شی انداز اپنایا۔۔۔۔۔

انہوں نے خفگی سے اس کی طرف دیکھا

”کیا مطلب اس عمر میں بھی۔۔۔۔۔“؟ تیس سال کوئی عمر نہیں ہوتا۔۔۔۔۔

وہ نروٹھے پن سے بولے تھے۔۔۔۔۔ ساتھ ہی جتا کے کہا تھا

وہ اچھل کے بیڈ سے اتری تھی۔۔۔۔۔

پھر ان کے قریب آئی تھی

دونوں ہاتھ کمر پہ ٹکا کے ان کی طرف تھوڑا جھک کے آنکھیں پھیلا کے دیکھا تھا۔۔۔۔۔

"توبہ توبہ کرو خان جی۔۔۔۔۔ اچھا خاصا عمر ہے تمہارا تم کہتا ہے کوئی عمر نہیں۔۔۔۔۔"

وہ صدمے سے دو چار تھی۔۔۔۔۔

انہوں نے بامشکل اپنی ہنسی روکی۔۔۔۔۔

"اچھا ہے اماں اچھا خاصا عمر۔۔۔۔۔" اب کیا ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔ اپنی عمر کی کسی دوسری لڑکی سے شادی کر لیں کیا۔۔۔۔۔"

اسے چڑانے کی غرض سے سنجیگی سے کہا گیا تھا

وہ تو تلملا ہی اٹھی تھی۔۔۔۔۔

”تمہارا گلا دبانے کی کوشش۔۔۔“

اس نے ایڑھیاں اونچی کرتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

انہوں نے بامشکل اسے پیچھے ہٹایا۔۔۔۔۔

”یار ام مذاق کر رہا تھا۔۔۔۔۔ اماری ایک ہی شادی کے بعد توبہ۔۔۔۔۔“

انہوں نے کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

”مطلب تم دوسری شادی نہیں کرے گا نا۔۔۔۔۔؟“

وہ تصدیق چاہتی تھی۔۔۔۔۔

نہیں۔۔۔۔۔“

جان چھڑانے والا انداز تھا۔۔۔۔۔

"میری قسم-----؟"

"اس دفعہ معصومیت سے کہا گیا تھا-----"

"ہاں ہاں تمہاری قسم نہیں کرے گا اب جاؤ تیار ہو-----"

انہوں نے جھنجھلا کے کہا-----

تو وہ خوشی سے الماری کی طرف بھاگی

پھر پلٹی

ان کا ہاتھ پکڑا اور لبوں کے ساتھ لگا لیا

"خان جی ویسے ہیں آپ بڑے پیارے-----"

ایک آنکھ دبا کے ذومعنی انداز میں کہا پھر کھلکھلاتی ہوئی ی آگے بڑھ گئی تھی-----

انہوں نے حیرت سے اسے دیکھا تھا۔۔۔۔۔

پھر سر جھٹک کے مسکرا دیئے۔۔۔۔۔

ضرار نے بیڈ پہ بیٹھے ہوئے چوتھی بار اسے دیکھا تھا وہ ڈریسنگ ٹیبل کے پاس بیٹھی کھلے بالوں میں آہستہ
آہستہ کنگھی کرتے ہوئے کہیں اور ہی کھوئی ی ہوئی ی تھی۔۔۔۔۔

وہ بیڈ سے اترتا پھر چلتا چلتا اس کے قریب گیا

کرسی پہ کہنی ٹکا کے چہرہ اس کے کندھے کے قریب لے کے گیا۔۔۔۔۔

وہ ہڑبڑا کے پلٹی۔۔۔۔۔

اس کا چہرہ بالکل اس کے قریب تھا۔۔۔۔۔

اس کے دل کی دھڑکن تھم گئی۔۔۔۔۔

وہ شرارتی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

"ایسے کیا دیکھ رہی ہو مجھ سے پیارا لڑکا نہیں دیکھا کبھی تم نے۔۔۔۔۔؟"

اس نے مسکراتے ہوئے شرارتی لہجے میں کہا۔۔۔۔۔

اس کی اردو صاف تھی۔۔۔۔۔

"اس سے زیادہ وہ اس کی آنکھوں میں نہیں دیکھ سکتی تھی۔۔۔۔۔"

اس نے نظریں جھکالی۔۔۔۔۔

"چلو یہ تمہارا خوش قسمتی ہے کہ یہ لڑکا تمہارا شوہر ہے۔۔۔۔۔"

اس نے اس دفعہ ذرا جتنے والے انداز میں کہا۔۔۔۔۔

"اچھا چلو بتاؤ تم یہاں بیٹھ کے کس کے بارے میں سوچ رہا ہے تمہارا اتنا مٹو ہو کے۔۔۔۔۔"

اس نے بظاہر سنجیگی سے کہا۔۔۔۔۔

اس نے کچھ کہنے کے لیے لب کھولے ہی تھے۔۔۔۔۔ کہ اس نے اس کے ہونٹوں پہ انگلی رکھ کے اسے خاموش کروا دیا۔۔۔۔۔

”دیکھو تم امارا بیوی ہے ام تمہارے بارے میں سوچے یا نہیں تم صرف امارے بارے میں سوچو ہمیں دیکھو آئی نہ ہم جب ہونا کمرے میں تم صرف امارے کام کرو گی۔۔۔۔۔ ٹانگیں دباؤ گی یا سر۔۔۔۔۔“

اس نے اس دفعہ زرا سختی سے کہا

اس کی آنکھوں میں نمی اتر آئی تھی

اتنی بے رخی اتنی بے رحمی آخر کیوں

اسی لمحے دروازہ کھلا تھا

وہ ٹھٹک کے وہی دروازے میں رک گئی تھی

ضرار کو اس طرح اس کے قریب کھڑا دیکھ کے تو اس کے تن بدن میں آگ لگ گئی تھی

وہ اسے دیکھ کے بے اختیار پیچھے ہٹا تھا۔۔۔۔

”تم کو آغا جان نیچے بلا رہا ہے۔۔۔۔“

ایک تپش بھری نگاہ گم سم سی بیٹھی زرشاہ پہ ڈال کے وہ پلٹی

اس کی آنکھوں کی نفی ضرار سے چھپی نہ رہ سکی۔۔۔۔

وہ ایک نظر زرشاہ کو دیکھ کے دروازے کی طرف بڑھا۔۔۔۔

”گل مینے۔۔۔۔“

وہ اسے پکارتا تیزی سے کمرے سے نکلا۔۔۔۔

بے اختیار زرشاہ نے سر اٹھایا تھا۔۔۔۔۔

بے یقینی سے اس نے یہ نام سنا تھا۔۔۔۔۔

وہ کتنی ہی دیر غائب دماغی کے عالم میں بیٹھی تھی

اس کی آنکھوں کی نمی سے وہ کس قدر تڑپ اٹھا تھا اور اس کے آنسو بھی اس پہ اثر انداز نہیں ہوتے
تھے۔۔۔۔۔

وہ اس کے اندیشے نہیں حقیقت تھی

ہاں گل مینے ایک حقیقت تھی جو اس کے سامنے کھڑی تھی

"تو کیا واقعی ہی اس کے شوہر کی زندگی میں گل مینے تھی۔۔۔۔۔"

تو وہ کہاں تھی؟

شاید کہیں بھی نہیں

اس کی آنکھوں سے ایک دفعہ پھر گرم سیال بہنے لگا۔۔۔۔۔

وہ تیزی سے اس طرف گیا تھا جس طرف گل مینے گئی تھی۔۔۔۔۔ گل مینے نے پٹ کے دیکھنے کی
کوشش نہیں کی تھی۔۔۔۔۔

اس سے پہلے کے وہ پہلی سیڑھی پہ قدم رکھتی

ضرار نے اس کی کہنی سے اسے پکڑا اور ایک جھٹکے سے اس کو پیچھے کی طرف کر کے سائیڈ کی دیوار
کے ساتھ لگا لیا۔۔۔۔۔

"تم کو کسی نے تمیز نہیں سیکھایا ہے کسی کے کمرے میں دستک دے کے جاتے ہیں۔۔۔۔۔"

اس نے کڑے تیوروں کے ساتھ اسے گھور کے دیکھتے ہوئے تپے ہوئے لہجے میں کہا

وہ اس اچانک افتاد پہ گھبرا گئی تھی

اسے لگا وہ اسے کوئی می صفائی دے گا وہ الٹا اسے ڈانٹ رہا تھا۔۔۔۔۔

"ہٹو پیچھے ام کو کوئی می شوق نہیں ہے تمہارے کمرے میں آنے کا۔۔۔۔۔"

اس نے زخمی نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے فی اندر اتارتے ہوئے اسے پیچھے دھکیلا تھا۔۔۔۔۔

"آئی نہ ایسا حرکت کیا نا تم نے تو مجھ سے بری کوئی می نہیں ہو گا۔۔۔۔۔"

شعلہ بار نظریں اسے اپنے وجود کے آر پار ہوتی محسوس ہوئی۔۔۔۔۔

وہ جاتے جاتے پھر پیچھے پلٹا۔۔۔۔۔

"بلکہ آئی بندہ تم امارے کمرے میں ہی مت آنا۔۔۔۔۔"

اس نے انگلی اٹھا کے اسے تنبیہ کی تو آنسوؤں پہ بند باندھنا مشکل ہو گیا تھا

بے اختیار اس کی آنکھیں چھلک پڑی تھی۔۔۔۔۔

لیکن تب تک وہ جا چکا تھا۔۔۔۔۔

اس نے ہاتھوں کے ساتھ اپنی آنکھوں کو رگڑ ڈالا اور تیزی سے زینے اتر گئی۔-----

جس وقت وہ تیار ہو چکی تو اس نے آئی پینے کے سامنے کھڑے ہو کے اپنا تنقیدی جائزہ لیا۔۔۔۔۔

پھر ایک نظر پلٹ کے لاتعلق سے بیٹھے دراب خان پہ ڈالی جو صوفی پہ بیٹھے کسی کتاب کا کور دیکھنے میں مشغول تھے۔۔۔۔۔

ان کی ساری توجہ ہاتھ میں پکڑی کتاب پہ تھی

"خان صاحب جب سامنے اتنا خوبصورت بیوی کھڑا ہوا ہو تب بھی نظریں کتاب پہ ہو۔۔۔۔۔ انسان کو اتنا بھی بے ذوق نہیں ہونا چاہیئے۔۔۔۔۔"

اس نے شیشے میں ہی دیکھتے دیکھتے جل کے کہا تھا

انہوں نے چونک کے سر اٹھایا

”ہاں کیا کہہ رہا تھا تم؟“

انہوں نے کتاب سائیڈ ٹیبل پہ رکھتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔۔

”ام کہہ رہا تھا تم دنیا میں ہی کیوں ہو خان صاحب۔۔۔۔۔؟“

اس نے بظاہر مسکراتے ہوئے لیکن تلملا کے کہا تھا۔۔۔۔۔

”کیا مطلب۔۔۔۔۔؟“

انہوں نے نا سمجھی سے پوچھا۔۔۔۔۔

”مطلب اپنی عمر گزار چکا ہے تم تو اب تم ٹکٹ کٹا کے اوپر پہنچ جاؤ۔۔۔۔۔۔۔“

اس نے چبا چبا کے کہا تھا

بات سمجھ آتے ہی دراب خان نے ناگواری سے اسے دیکھا تھا

”کس قدر بدتمیز لڑکی ہو تم یار کوئی می اپنے شوہر کے بارے میں اس طرح بولتا ہے۔۔۔۔۔“؟

انہوں نے تاسف سے اسے دیکھتے ہوئے افسوس سے کہا

تو وہ پلٹی۔۔۔۔۔ چلتے چلتے ان کے قریب آئی

تو کس کا شوہر اس طرح کرتا ہے سامنے اتنی خوبصورت بیوی کھڑی ہو تو ایک ادھ شعر ہی پڑھ دیتا ہے۔۔۔۔۔ اٹھ کے بالوں میں پھول لگاتا ہے۔۔۔۔۔“

ایک ادا سے بالوں کو جھٹک کے سلسلہ کلام پھر وہی سے جوڑا گیا تھا

پر تم تو پھول لگانا دور کی بات منہ لگانا بھی پسند نہیں کرتا۔۔۔۔۔

وہ روہانسی ہوئی۔۔۔۔۔

انہوں نے سر دونوں ہاتھوں میں لے لیا تھا۔۔۔۔۔

”اب یار امارا تو پہلی ہی شادی ہے ام کو کیا پتہ کہ کیا کرنا ہے۔۔۔۔۔“؟

انہوں نے دونوں ہاتھ اٹھا کے بے چاگی سے کہا تھا

المظ کے آنسوؤں میں روانی آئی تھی۔۔۔۔۔

”مارے ساتھ بڑا ظلم ہوا ہے ایک تو اماری عمر سے بڑے بندے کے ساتھ امارا شادی کروا دیا اوپر سے وہ اماری تعریف بھی نہیں کرتا۔۔۔۔۔“

اس نے کانوں میں پہنے جھمکے اتار کے ذور سے ٹیبل پہ بیٹھے۔۔۔۔۔

ساتھ ہی اونچی آواز میں بڑبڑانے لگی۔۔۔۔۔

”اچھا تم رو تو مت ام کوشش کرتا ہے تمہاری تعریف کرنے کی۔۔۔۔۔“

ناچارو ناچار وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔۔۔۔۔

پھر اس کے پاس آئے گھٹنوں کے بل زمین پہ بیٹھے اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیا

”تم بہت خوبصورت لگ رہی ہو بالکل کسی گڑیا کی طرح۔۔۔۔۔۔“

انہوں نے محبت پاش نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے ٹھہر ٹھہر کے کہا

تو اس کے آنسوؤں کو بریک لگا

وہ اونچی آواز میں ہنسنے لگی۔۔۔۔۔۔

پھر ہاتھ چھڑا کے پیٹ پہ رکھ کے دور دور سے ہنسنے لگی۔۔۔۔۔۔

وہ الجھن بھری نظروں سے اسے دیکھنے لگے۔۔۔۔۔۔

”خان صاحب تم بالکل بھی رومینٹک نہیں ہے میں تمہیں بتاتا ہے۔۔۔۔۔۔“

وہ ہنسی کو بامشکل روکتی گھٹنوں کے بل ان کے قریب بیٹھ کے بازو ان کی گردن کے گرد جمائی ل کر
لیے۔۔۔۔۔۔

”خان صاحب ہو تو تم اتنا پیارا نہیں لیکن پتہ نہیں کیوں تم ام کو بہت بہت زیادہ پیارا لگتا ہے اتنا پیارا کہ دنیا کی کوئی می چیز ام کو اتنا پیارا نہیں لگتا“

اس نے ان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا

تو وہ کھوئی می کھوئی می نظروں سے اسے دیکھ کے رہ گئے پتہ نہیں کیوں وہ انہیں بری نہیں لگتی تھی۔۔۔۔

کدھر کھو گئے ہو خان صاحب۔۔۔۔۔؟“

اس نے ان کے چہرے کے سامنے ہاتھ لہرایا تو وہ ہوش میں آئے پھر اٹھ کھڑے ہوئے۔۔۔۔۔

”یار تم سچ میں پاگل ہے۔۔۔۔۔“

وہ رخ موڑ کے کھڑے ہو گئے۔۔۔۔۔

”آئے خان صاحب تم کتنا شرمیلا ہے۔۔۔۔۔“

اس نے انہیں چھیڑا

”اچھا اب زیادہ مت بولو صبح کا ناشتہ تو کیا نہیں تم نے مورے کے ساتھ دن کا کھانا کھا لو۔۔۔۔۔“

انہوں نے اس کا دماغ بھٹکانے کی غرض سے موضوع تبدیل کیا

تو وہ ایک دفعہ پھر جھمکے پہننے لگی۔۔۔۔۔

اب ڈرامہ تو ختم ہو گیا تھا

فائدہ جھمکے اتارنا کا

وہ سوچ کے خود با خود ہنس دی۔۔۔۔۔

جس وقت وہ کمرے میں دوبارہ آیا تو دوپہر گہری ہو چکی تھی۔۔۔۔۔ اس نے دروازہ آرام سے بند کیا
زرشاہ بیڈ پہ آنکھیں موندے لیٹی تھی اس نے آنکھیں نہیں کھولی تھی۔۔۔۔۔

وہ بھی چپ چاپ آکے بیڈ پہ بیٹھ گیا تھا۔۔۔۔۔ ٹی وی آن کی اور اس کا والیوم فل کر دیا زرشاہ نے
پھر بھی آنکھیں نہیں کھولی۔۔۔۔۔

”چوہا۔۔۔۔۔“

اس نے جیسے ہی کہا زرشاہ اوچھل کے اس کے ساتھ لپٹ گئی اس کے گریبان کو پکڑ کے چہرہ اس
کے سینے میں چھپا لیا۔۔۔۔۔

وہ قہقہہ لگا کے ہنسا اس نے سر اٹھا کے سہمی ہوئی می نظروں سے اسے دیکھا

وہ ابھی تک اس کی حالت سے محفوظ ہو کے ہنس رہا تھا

اسے اپنی غلطی کا احساس ہوا تو وہ اس سے الگ ہوئی۔۔۔۔۔

”یار پٹھان ہو کے تم کتنا ڈرپوک ہو۔۔۔۔۔“

اس نے اس کا مذاق اڑایا تھا۔۔۔۔۔

اور تم سو نہیں رہی تھی ناکتنی بڑی اداکار ہو تم۔۔۔۔۔"

اس نے کانوں کو ہاتھ لگائے تھے۔۔۔۔۔

اسے یکدم صبح والی بات یاد آئی تو چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپا کے وہ پھوٹ پھوٹ کے رو دی۔۔۔۔۔

ضرار نے کچھ حیرت سے اسے دیکھا تھا۔۔۔۔۔

"اب تم رو کیوں رہی ہو۔۔۔۔۔" میں مذاق کر رہا تھا۔۔۔۔۔"

اس نے گھبرا کے فوراً صفائی دی

اس نے زخمی نگاہوں سے اسے دیکھا۔۔۔۔۔

"تم کو اگر کوئی اور پسند تھا تو تم شادی سے انکار کر دیتا۔۔۔۔۔ تم ام کو پسند نہیں کرتا تو تم نے شادی ہی کیوں کیا۔۔۔۔۔؟"

اس نے روتے ہوئے اپنے دل کی بھڑاس نکالی

اس نے ایک ابرو اٹھا کے دیکھا جیسے سمجھنے کی کوشش کر رہا ہو

پھر کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا ہی تھا کہ ارادہ ترک کر کے اٹھ کھڑا ہوا

پھر ایک نظر اسے دیکھ کے کمرے سے باہر نکل گیا۔۔۔۔۔

اس نے نم آنکھوں سے اسے دیکھا تھا

"ہاں اس کو کیا پرواہ ہو گا اس کے لیے تو ہے وہ گل مینے۔۔۔۔۔"

وہ ایک دفعہ پھر کڑھنے لگی تھی

لیکن وہ جا چکا تھا۔۔۔۔۔

وہ سرھیاں اتر کے نیچے آئی می تو مورے کے ساتھ ساتھ واجد لالا نے بھی گردن موڑ کے اسے دیکھا تھا۔۔۔۔۔۔ سرخ رنگ کے کاہدار سوٹ میں اس کی رنگت اور بھی کھلی کھلی لگ رہی تھی ہلکے میک اپ نے اس کے حسن میں اور بھی اضافہ کیا تھا گھنگھریالے بال اس نے کھول رکھے تھے۔۔۔۔۔۔" وہ واقعی ہی کسی گریٹا جیسی لگتی تھی۔۔۔۔۔۔ کالے رنگ کی قمیض شلوار پہنے دراب خان پہلے سے زیادہ وجیہ لگ رہے تھے عمر کے اتنے فرق کے باوجود ان کی جوڑی پھر بھی بہت اچھی تھی مورے نے دل ہی دل میں نظر اتاری تھی۔۔۔۔۔۔

وہ چلتے چلتے کرسی کھینچ کے دراب خان کے قریب بیٹھ گئی تھی۔۔۔۔

”ارے امارا بیٹا اٹھ گیا۔۔۔۔۔“ کتنا خوبصورت لگ رہا ہے تم ماشاء اللہ نظر نہ لگے۔۔۔۔۔“

درا ب خان نے اس غلط فہمی میں سر اٹھا کے دیکھا شاید ان کی ماں ان سے مخاطب ہے

لیکن ان کی خوشی اس وقت ہوا ہوئی می جب-----وہ المظ کی طرف دیکھتے ہوئے صدقے واری جاری تھی

واجد لالا کا بھی کچھ میہی حال تھا۔۔۔۔۔

اور دراب خان یہ سوچ رہے تھے کہ شاید وہ پتھر بھول چکے ہیں۔۔۔۔۔

اور ساتھ ہی انہوں نے یہ تہہ بھی کیا تھا کہ وہ پہلی فرصت میں ہی انہیں وہ پتھر یاد کروائیں گی

یہی حال رہا تو ان کی پوزیشن تو بالکل نہیں رہے گی اس گھر میں

آخری امید صرف انہیں اپنی بھابھی سے تھی۔۔۔۔۔

جو چپ چاپ کھانا کھانے میں مصروف تھی۔۔۔۔۔

”ہاں ہم تو کب کا جاگ گیا تھا وہ تو بس جھگڑے کی وجہ سے وقت کا پتہ ہی نہیں چلا۔۔۔۔۔“

وہ بریانی اپنی پلیٹ میں ڈالتے ہوئے اپنی ہی دھن میں بول رہی تھی

مورے نے کچھ حیرت سے اس کی بات پہ غور کیا

”لفظ جھگڑا قابل غور تھا۔۔۔۔۔“

"واجد لالا نے سوالیہ نظروں سے دراب خان کو دیکھا

پھٹی پھٹی نظروں سے اپنی بیوی کو دیکھ رہے تھے

رک کے اس نے دراب خان کے چہرے کی طرف دیکھا پھر سب کے چہروں پر نظر دوڑائی

پھر مسکرا کے کندھے اچکا دیئے

"کچھ غلط بول دیا کیا۔۔۔۔۔؟"

اس نے آنکھیں چھوٹی کر کے استفسار کیا۔۔۔۔۔

"ہاں مورے تم کو حیرت تو ہوا ہی ہو گا لیکن ام تم کو نہ بتائے تو کسے بتائے۔۔۔۔۔"

اس کا لہجہ خود بخود افسردہ ہو گیا تھا۔۔۔۔۔

تم کا بیٹا بالکل بھی رومینٹک نہیں ہے۔۔۔۔۔؟"

اس نے بھرپور احتجاج کیا تھا

”مورے تو کہیں لفظ رومینٹک میں اٹک کے رہ گئی تھی

البتہ واجد لالا نے شرم سے سر ہی جھکا لیا تھا

دراب خان نے بے چینی سے پہلو بدلا تھا

اور آمنہ بھا بھی کو منہ سے نوالہ نیچے گر گیا تھا۔۔۔۔۔

”ہم تم کو سمجھاتا ہے اب جیسے تمہارا شوہر جب زندہ تھا تمہارا ہاتھ پکڑتا ہو گا تم کو دیکھ کے پشتو گانے گاتا ہو گا شاعری سناتا ہو گا تم کا بیٹا تو بالکل بھی ایسا نہیں ہے نا امارا تعریف کرتا ہے نا ام کو دیکھ کے گانے گاتا ہے نا شعر پڑھتا ہے۔۔۔۔۔“

ان کے لہجے پہ الجھن محسوس کر کے کسی کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے اس نے اپنی بات جاری رکھی

بھرپور دکھ بھری اسپینچ نے مورے کو چپ کروا دیا تھا

انہیں اتنا تو اندازہ تھا کہ یہ لڑکی بولتی بہت ہے لیکن اس قدر فضول بولتی ہے انہیں آج اندازہ ہوا
تھا۔۔۔۔

"واجد لالا اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔۔۔۔۔"

"ان کے جانے کے بعد دراب خان نے ایک شکوہ کناں نگاہ اس پہ ڈالی

جو بڑے فخر سے مسکرا رہی تھی۔۔۔۔۔"

پھر سے غلط بول گئی یہ نہیں بولنا تھا۔۔۔۔۔؟

اس نے معصومیت سے استفسار کیا

انہوں نے سر نفی میں بلایا

"اچھا ہم پھر سونے چلتا ہے ایک دفعہ ہی رات کو کھائے گا کھانا اب۔۔۔۔۔"

ایک ہاتھ سے جمائی می روکتے ہوئے وہ کسلمندی سے اٹھ کھڑی ہوئی می

”درب خان تمہارا بیوی کس قدر بے باک ہے۔۔۔۔۔“ ام کو یقین نہیں آتا یہ بھی پختون خاندان سے ہے۔۔۔۔۔“

آمنہ بھابھی نے اس کے جانے کے بعد کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے درب خان کو باور کروایا

تو وہ مورے سے نظریں چراتے ہوئے شرمندہ سے مسکرا دیئے۔۔۔۔۔

المظان کی بیوی تھی۔۔۔۔۔“؟ اور اس وقت سب سے پریشان کن بات یہی تھی۔۔۔۔۔

موسم آہستہ آہستہ اپنے رنگ بدل رہا تھا۔۔۔۔۔ اکتوبر کے اوائل دنوں میں ہی بارشوں کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا۔۔۔۔۔ آج بھی آسمان پہ بادلوں کا راج تھا اس کے باوجود بارش نہیں برس رہی تھی موسم ضرور خوشگوار ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ اس نے ٹیرس پہ کھڑے ہو کے ایک نظر بادلوں سے ڈھلے آسمان پہ ڈالی۔۔۔۔۔ آسمانی رنگ کی قمیض شلوار اور سفید دوپٹے اوڑھے۔۔۔۔۔ وہ کسی گہری سوچ میں گم تھی لمبے ریشمی سیاہ بال کمر پہ جھول رہے تھے۔۔۔۔۔

اسے محسوس ہی نہیں ہوا کب وہ اس کے پیچھے آ کے کھڑا ہو گیا

ایک ہاتھ ریلینگ پہ ٹکا کے وہ گہری نظروں سے اس کا چہرہ دیکھنے لگا جو کہیں اور ہی کھوئی ہوئی تھی

اس نے گلا کھنکھار کے اس کو متوجہ کیا تو وہ چونک کے پلٹی۔۔۔۔۔

وہ شرارتی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔

زرشاہ نے آنکھیں چھوٹی کر کے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔۔۔۔۔

”تم کہاں کھوئی رہتی ہو؟“۔۔۔۔۔

اس نے چٹکی بجاتے ہوئے کافی خوشگوار لہجے میں اس سے پوچھا تھا

اس نے کوئی می جواب نہیں دیا تھا

زرشاہ نے نوٹ کیا تھا اس کی اردو بھی بہت صاف تھی جب وہ اردو بھی بولتا تھا تو اس کا لہجہ اجنبی نہیں لگتا تھا۔۔۔۔۔

”ام کو لالا کی طرف جانا ہے۔۔۔۔۔“؟

اس نے اسی طرح نظریں جھکا کے دھیمی آواز میں کہا تھا

وہ اس کی لمبی پلکوں میں کہیں کھو کے ہی رہ گیا۔۔۔۔۔

اور جب بولا تو جواب بھی توقع کے برعکس آیا تھا۔۔۔۔۔ اور لہجہ بھی نرم تھا۔۔۔۔۔

”کیوں تمہارے شوہر کے ساتھ کانٹے اگے ہیں کیا جو تم اپنے شوہر کے پاس نہیں رہنا

چاہتی۔۔۔۔۔“؟

مسکراہٹ دبائے اس نے شوخ لہجے میں ذومعنی انداز اپنایا۔۔۔۔۔

اس کا موڈ آج بہت ہی اچھا تھا۔۔۔۔۔

”ہاں گل مینے کے ساتھ کر کے آیا ہو گا ملاقات-----“

وہ سوچ کے اندر ہی اندر ایک دفعہ پھر کڑھ کے رہ گئی-----

”آپ ام کو کسی کے ساتھ بھجوا دو-----“

اس نے جان چھڑاتے ہوئے جھنجھلا کے کہا-----

”کسی کے ساتھ کیوں بھجواؤں بیوی کی عزت شوہر سے ہوتا ہے-----“ ”پاگل لڑکی-----“

اس نے اس کے سر پہ ایک چپت لگاتے ہوئے کہا تو اس نے حیرت کے زیر اثر سر اٹھایا تھا-----

پھر منہ کھول کے اسے دیکھ کے رہ گئی

”کیا بہت ہینڈسم لگ رہا ہوں میں-----“

وہ مسکراتے ہوئے شوخ ہوا-----

وہ فوراً سر جھکا کے اندر کی طرف چلی گئی۔۔۔۔۔

پیچھے ضرار کا مقدمہ بے اختیار تھا۔۔۔۔۔

وہ جس وقت کمرے میں داخل ہوئے۔۔۔۔ اندر کی حالت دیکھ کے ایک لمحے کے لیے ان کا دماغ گھوم گیا۔۔۔۔۔

کہاں وہ نفاست پسند انسان اور کہاں کمرے کی یہ حالت-----

اندر کمرے میں ان کے سارے کپڑے بہت بری حالت میں زمین پہ پڑے ہوئے تھے

ان کے جوتے ہر طرف بکھرے ہوئے تھے۔۔۔۔

بیڈ پہ بکھرے کپڑوں کے ڈھیر کے درمیان سے وہ برآمد ہوئی تھی۔۔۔۔۔

گھٹنوں تک آتے پرندہ فراک پہنے۔۔۔۔۔ بالوں کو جوڑے میں باندھے وہ بہت تازہ دم لگ رہی تھی۔۔۔۔۔

ان کو دیکھ کے شناسائی می بھرے انداز میں مسکرائی می وہ مسکرا بھی نہ سکے

وہ دھیرے سے آگے بڑھے جھک کے زمین پہ پڑے اپنی حالت زار پہ روتے سفید لباس کو اٹھایا۔۔۔۔۔

پھر صدمے کے زیر اثر اس کی طرف پلٹے۔۔۔۔۔

جو اپنا کوئی می لباس دیکھنے میں مصروف تھی۔۔۔۔۔

”یہ کیا ہے سب۔۔۔۔۔؟“

وہ صدمے کے زیر اثر بولے تھے۔۔۔۔۔

اس نے مصروف سے انداز میں ان کی طرف دیکھا۔۔۔۔۔

”ہاں کیا کہہ رہا ہے تم۔۔۔۔۔؟“

وہ کپڑے تہہ کرتے ہوئے اب ان کی طرف متوجہ ہوئی۔۔۔۔۔

یہ تم امارے کپڑوں کا پوسٹ مارٹم کیوں کر رہا ہے۔۔۔۔۔“

انہوں نے اپنے سفید کپڑوں کو دیکھتے ہوئے تلملا کے کہا۔۔۔۔۔

”وہ خان صاحب بات کچھ اس طرح ہے کہ امارے جہیز کی الماری پہ پہلا حق امارہ ہے۔۔۔۔۔“ ام اس میں اپنے کپڑے سیٹ کر رہا ہے۔۔۔۔۔“

اس نے آنکھیں دیکھا کے ایک ایک لفظ پہ ذور دیتے ہوئے آخر میں لاپرواہی سے کہا۔۔۔۔۔

اس سے پہلے کے وہ کوئی سی سخت الفاظ منہ سے نکالتے

دروازے پہ ہونے والی ہلکی سی دستک نے انہیں اس طرف متوجہ کیا۔۔۔۔۔

”للا زرشاہ بی بی آیا ہے اپنے شوہر کے ساتھ آپ کا انتظار کر رہا ہے۔۔۔۔۔“

ملازم نے طابعداری سے اطلاع دی تو المظ اپنی جگہ سے اچھل پڑی

بیڈ سے چھلانگ لگا کے اتری۔۔۔۔۔

اور سیدھا دراب خان کے کندھے کا سہارا لیا۔۔۔۔۔

وہ بامشکل گرتے گرتے نیچے۔۔۔۔۔

پھر وہ بامشکل دوپٹہ گلے میں ڈال کے دروازہ کھول کے سپیڈ سے نیچے اتر گئی۔۔۔۔۔

وہ کمرے کی حالتِ زار پہ ماتم کرتے سر تھام کے رہ گئے۔۔۔۔۔

”ضرار لالا۔۔۔۔۔“

پرجوش سے انداز میں تیزی سے سیڑھیاں اترتی المظ نے نیچے ہال میں بیٹھے سب لوگوں کو اپنی طرف متوجہ

کیا۔۔۔۔۔

”المظ دیکھ کے آؤ ام کہیں بھاگا نہیں جا رہا۔۔۔۔۔“

ضرار نے ہنستے ہوئے اسے لوکنا چاہا

وہ بھاگتے ہوئے ان سے آکے لپٹ گئی۔۔۔۔۔

دراب خان بھی سرڑھیاں اتر کے اس کے قریب آکے کھڑے ہو گئے تھے زرشاہ کے سر پہ ہاتھ رکھ کے وہی قریب کرسی پہ بیٹھ گئے۔۔۔۔۔

”واجد لالا کے بغیر سب ہی وہاں موجود تھے۔۔۔۔۔“

المظ اب زرشاہ سے مل رہی تھی

دراب خان اور ضرار خان کچھ دیر گہری نظروں سے ایک دوسرے کو دیکھتے رہے۔۔۔۔۔ پھر دراب خان نے آگے بڑھ کے ضرار کو گلا لگا لیا

المظ نے بے یقینی سے آنکھیں پھیلائی

لیکن کچھ کہنے سے گریز کیا۔۔۔۔

اور زرشاہ کا ہاتھ پکڑ کے اسے زبردستی اپنے کمرے میں لے آئی۔۔۔۔

درب خان کے لاکھ منع کرنے کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے۔۔۔۔

”مورے اور آمنہ بھابھی چائے کی تیاری کرنے کچن کی طرف چلی گئی۔۔۔۔“

اب وہاں صرف ضرار خان اور درب خان بیٹھے تھے

جو گفتگو کے لیے مناسب الفاظ کی تلاش میں تھے۔۔۔۔۔

آخر گفتگو کا آغاز ضرار خان نے کیا تھا۔۔۔۔۔

”ویسے درب خان ام یہ سوچ رہا تھا تم اتنا بھی برا انسان نہیں ہے۔۔۔۔۔“

اس نے کان کھجاتے ہوئے بظاہر سنجیدگی سے کہا

لیکن اس کے لہجے کی شرارت دراب خان سے مخفی نہ رہ سکی۔۔۔۔۔

”شکر ہے یار تم کو جلدی پتہ چل گیا۔۔۔۔۔“

انہوں نے خفگی سے جتاتے ہوئے کہا

تو ضرار خان کا قہقہہ بے اختیار تھا۔۔۔۔۔

دراب خان بھی مسکرائے بغیر نہ رہ سکے۔۔۔۔۔

دروازہ کھلتے ہی زرشاہ نے آنکھیں گھما کے کمرے کا جائزہ لیا۔۔۔۔۔ پھر دیدے گھما کے لاپرواہ سی
المنظر کی طرف دیکھا

کچھ لمحے تو اسے یقین ہی نہ آیا کہ یہ اس کے نفاست پسند دراب لالا کا کمرہ ہے۔۔۔۔۔

المنظر نے بیڈ پہ پھیلائے سارے کپڑوں کو اوپر نیچے پھینک کے زرشاہ کے لیے بیڈ پہ جگا بنائی

تو وہ زبردستی کی مسکراہٹ چہرے پہ سجا کے وہی بیڈ پہ ٹک کے انگلیاں مڑوڑنے لگی۔۔۔۔

"تم پریشان مت ہونا وہ خان صاحب جو ہے نا امارے جہیز کی الماری پہ قبضہ کر کے بیٹھا ہوا تھا تو ام نے بس قبضہ ختم کرنے کی غرض سے یہ چیزیں پھیلا دی بس ام سمیٹ ہی رہا تھا کہ تم آگیا

اس نے ابتداء میں جو دنگ لہجہ اپنایا تھا آخر میں شرمنگی سے مسکراتے ہوئے آگاہ کیا تھا

ساتھ ہی زمین پہ گرے کپڑے اٹھا رہی تھی۔۔۔۔۔

زرشاہ پھیکے سے انداز میں مسکرائی۔۔۔۔۔

الفاظ اپنی ہی دھن میں لگن پھیلاوا سمیٹتے ہوئے اس کی ساتھ باتیں کر رہی تھی

اور وہ بس ہاں ہوں میں جواب دے رہی تھی۔۔۔۔۔

اچانک المظبات کرتے کرتے کی پٹی آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا۔۔۔۔

پھر چلتے چلتے اس کے قریب آئی۔۔۔۔۔

"المنظ نے نا سمجھی سے اسے دیکھا تھا۔۔۔۔۔"

"یہ بات تم کو ضرار لالا نے کہا تھا۔۔۔۔۔؟"

اس نے ایک ابرو سوالیہ اٹھایا

"نہیں"

آنکھوں کو رگڑتے ہوئے اس نے معصومیت سے کہا تھا۔۔۔۔۔

"یار تم پاگل ہو کے کیوں سوچتا ہے۔۔۔۔۔"

اس نے ماتھے پہ ہاتھ مارتے ہوئے کہا

پھر اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے۔۔۔۔۔

"اگر ایسا بات ہوتا تو وہ کبھی بھی تم سے شادی کرنے پہ راضی نہ ہوتا۔۔۔۔۔ ام ضرار لالا کو اچھے طریقے

سے جانتا ہے۔۔۔۔۔ اگر وہ گل بینے سے محبت کرتا ہوتا تو جرگے کے سامنے بھی ڈٹ جاتا۔۔۔۔۔"

”اور رہی بات جگہ کی تو جگہ تو انسان خود بناتا ہے اپنی-----جگہ ضرار لالا کی ذنگی میں اگر تم نے رہنا ہے تو تم کو اپنی موجودگی کا احساس دلانا ہو گا ورنہ ام اس کی عادت سے واقف ہے-----وہ اکتا جاتا ہے اگر اس کی ذنگی میں اپنی موجودگی کا احساس نہ دلایا جائے تو اسے کبھی کسی دوسرے کی موجودگی کا احساس ہوتا بھی نہیں ہے-----“

اس نے رسان سے اسے سمجھانے کے ساتھ ساتھ اسے ڈرا بھی دیا تھا۔۔۔۔۔

اسی لمحے ملازمہ اسے بلانے آئی تو وہ اٹھ کھڑی ہوئی

المظ کو گلا لگاتے ہوئے اس نے تمہیہ کیا تھا کہ اب وہ ایسی زندگی مزید نہیں گزارے گی لیکن اس کی یہ خوش فہمی بہت جلدی ہوا ہونے والی تھی۔۔۔۔۔

وہ دونوں جس وقت گھر پہنچے اس وقت شام گہری ہو چکی تھی المظ کے ساتھ ہونے والی گفتگو نے اسے بہت ہلکا پھلکا کر دیا تھا۔۔۔۔۔

وہ ہال سے ہوتی ہوئی۔۔۔۔۔ اوپر سیڑھیاں چڑھنے لگی تو گل مینے کی چمکی ہوئی آواز اس کی سماعتوں کے ساتھ ٹکرائی وہ وہی رک گئی۔۔۔۔۔

”ضرار ام کو تم ذرا عائی شے کے گھر چھوڑ آئے گا ام نے کچھ کتابیں لینی ہے اس سے۔۔۔۔۔“

اس نے ضرار سے درخواست کی تھی۔۔۔۔۔

تو زرشاہ سیڑھیاں اتر کے نیچے ضرار کے پاس آ کے کھڑی ہو گئی۔۔۔۔۔

اس کی چال میں اب کی بار اعتماد تھا۔۔۔۔۔

گل مینے نے حقارت بھری نظروں سے اسے دیکھا

”یہ تم کو لے ہی جاتے گل مینے لیکن ام ابھی ابھی لالا کی طرف سے آئے ہیں یہ بہت تھک گئے ہیں اب آرام کریں گے۔۔۔۔۔“

اس نے کمال اعتماد سے کہا -----

تو ضرار اس اعتماد پہ دھنگ ہی رہ گیا

”ایسی ہی کچھ حالت گل بینے کی بھی تھی

”چلیں -----“

اسے حکم دیا گیا تھا

اور ضرار خان پہلی بار اپنی بیوی کے رعب کے زیر اثر اس کے ساتھ چلنے لگا تھا۔۔۔۔۔

گل بینے تپش بھری نظروں سے انہیں جاتا دیکھتی رہی۔

ہلکا ہلکا اندھیرے گھپ اندھیرے میں بدلا تو----- یہ حویلی نما گھر بھی اندھیرے میں ڈوب
گیا----- اندر پورا گھر روشن تھا----- آغا جان کے کمرے میں اسفند خان اور شیراز خان حساب
کتاب میں مصروف تھے-----

پلوشہ بھابھی کے کمرے میں اس گھر کی دونوں بھویں مورے اور گل مینے معمول کے مطابق گپ
شپ میں مصروف تھی سامنے ڈائے فروٹ کی ٹرے میں مختلف خشک میوے اور قہوہ پڑا تھا-----

گل مینے کسی گہری سوچ میں گم----- بے دلی سے اس محفل کا حصہ بنی ہوئی تھی

اوپر کے پورشن میں بھی کمرہ اسی طرح روشن تھا-----

بیڈ کے ساتھ ٹیک لگا کے بیٹھا ضرار خان بڑی گہری نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا-----

جس کے چہرے پہ معمول سے ہٹ کر بہت سنجیدگی تھی-----

الماری میں سے ضرار کے نئے استری شدہ کپڑے نکال کے لٹکائے----- اور خود بیڈ پہ بیٹھ
گئی-----

سائیڈ ٹیبل سے ایک کتاب اٹھا کے پڑھنے لگی

وہ مکمل طور پہ ضرار کو نظر انداز کر رہی تھی اور یہ بات وہ محسوس کر چکا تھا۔۔۔۔۔

”شوہر سے بات کرنے سے گناہ تو نہیں ہوتا۔۔۔۔۔“؟

سامنے ڈیسنگ ٹیبل کی طرف دیکھتے ہوئے مسکراہٹ دبا کے سنجیگی سے کہا تو اس نے کتاب پر سے نظر اٹھا کے اسے دیکھا بولی کچھ نہیں ایک دفعہ پھر کتاب کی طرف متوجہ ہو گئی۔۔۔۔۔

”کیا ہے اس کتاب میں جو مجھ میں نہیں ہے۔۔۔۔۔“؟

اس کے ہاتھ سے کتاب چھینتے ہوئے اس نے ناک چڑا کے کہا

تو وہ محض اسے گھور کے رہ گئی۔۔۔۔۔

”ٹانگیں دبا دو آپ کا۔۔۔۔۔“؟

بظاہر سادگی سے پوچھے گئے سوال کے پیچھے اچھی خاصی چوٹ تھی۔۔۔۔۔

اس نے ایک نظر اسے دیکھا۔۔۔۔۔

بات کی سمجھ آتے ہی اس نے ایک زوردار قہقہہ لگایا۔۔۔۔۔

”نہیں آج امارا فرمائی ش تھوڑا مختلف ہے بولو مانے گا تم۔۔۔۔۔“؟

اس نے آنکھوں میں شرارت لے کے اس سے پوچھا تھا۔۔۔۔۔

اس نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔۔۔۔۔

”آج جس طرح تم نے گل مینے کے سامنے ہماری جگہ جواب دیا ایسے دوبارہ نہ کرنا ورنہ امارہ تو سارا رعب ہی ختم ہو جائے گا سب ام کو زن مرید زن مرید کہہ کے پکارے گا۔۔۔۔۔“

اس نے معصومیت چہرے پہ سجا کے بے چاگی سے کہا تو وہ دانت پیس کے رہ گئی۔۔۔۔۔

اس کے بدلتے تاثرات سے وہ لطف اندوز ہو رہا تھا۔۔۔۔۔

"ہاں ام کو پتہ ہے آپ کو تو بہت عزیز ہے نا وہ آپ کیوں چاہے گا کہ کوئی می بھی اس کو کچھ
بولے۔۔۔۔۔"

اس نے جل کے کہا تو اس نے زرشاہ کی بات کاٹ دی

"عزیز نہیں دل اور جان ہے۔۔۔۔۔"

اس نے مسکراہٹ دبا کے تصحیح کی تو وہ تلملا کے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔۔۔

"اماری بلا سے جو بھی ہو۔۔۔۔۔"

اس نے بظاہر خود کو لاپرواہ ظاہر کرتے ہوئے کہا

اور رخ موڑ کر ایک دفعہ پھر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔

"ارے واہ یار کتنے کھلے دماغ کا ہے تم۔۔۔۔۔ ام کو پورا یقین ہے اگر ام دوسرا شادی بھی کر لے تو
تم ام کو کچھ نہیں کہے گا۔۔۔۔۔"

اس نے خوش ہوتے ہوئے داد دینے والے انداز میں کہا۔۔۔۔

تو وہ دل تھام کے ہی رہ گئی لیکن بظاہر اپنے تاثرات نارمل رکھتے ہوئے سونے کے لیے لیٹ گئی۔۔۔۔

اس کے بعد اس نے کوئی می جواب نہیں دیا تھا۔۔۔۔۔

وہ تھوڑی دیر اس کے جواب کا منتظر رہا پھر رخ موڑ کر لیٹ گیا۔۔۔۔۔

اس بات سے بے خبر کہ دوسری طرف زرشاہ کی آنکھیں ایک تواتر سے بہہ کے تکیہ بگھور رہی تھی۔۔۔۔۔

ٹھیک اسی وقت واجد لالا کی حویلی مکمل طور پہ اندھیرے میں ڈوبی ہوئی تھی سب اپنے کمروں میں جا چکے تھے۔۔۔۔۔ لیکن دراب خان کا اپنے کمرے میں جانے کا دل نہیں چاہ رہا تھا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ آگے کوئی می اور تماشہ ان کا منتظر ہو گا۔۔۔۔۔

لیکن وہ کتنی دیر صوفے پہ بیٹھ سکتے تھے آخر ناچار و ناچار انہیں اٹھ کے اپنے کمرے میں جانا ہی پڑا۔۔۔۔۔

المظ کے شام والے ڈرامے سے بھی وہ اچھے خاصے ناراض تھے

اس لیے دروازہ کھول کے نیچے ذمین پہ۔۔۔۔۔ اپنا بستر بچھانے لگے۔۔۔۔۔

بیڈ پہ بیٹھی المظ کو وہ مکمل طور پہ نظر انداز کر رہے تھے

کمرہ وہ سمیٹ چکی تھی پتہ نہیں اس نے ان کے کپڑے کدھر پھینکے تھے لیکن اب وہ سامنے دیکھائی نہیں دے رہے تھے۔۔۔۔۔

”انگلی پہ نیل پالش کا برش پھیرتے ہوئے اس نے جانچتی نظروں سے دراب خان کو دیکھا جو سنجیگی سے اپنا بستر سیٹ کر رہے تھے۔۔۔۔۔

وہ دوبارہ سے نیل پالش کی طرف متوجہ ہو گئی۔۔۔۔۔

وہ بھی سرہانے پہ سر رکھ کے سیدھے لیٹ گئے آنکھوں پہ بازو رکھ کے سونے کی کوشش کرنے لگے
حیرت کی بات یہ تھی کہ المظ نے بھی آج ان سے بات نہیں کی تھی۔۔۔۔۔

ابھی وہ یہ ہی سوچ رہے تھے کہ المظ بیڈ سے چھلانگ لگا کے سیدھا میٹرس پہ آئے تو زان برابر نہ ہونے
کی وجہ سے میٹرس تھوڑا نیچے جھکا وہ تھوڑا اوپر ہوئے اس سے پہلے کے وہ گڑبڑا کے اٹھ بیٹھتے المظ نے
دونوں بازو ان کے سینے پہ رکھ کے اوپر چہرہ ٹکا کے ان کی یہ کوشش ناکام کر دی۔۔۔۔۔

"خان صاحب۔۔۔۔۔ ام کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا ہے ام کو تمہیں اپنے بیڈ سے بے دخل
نہیں کرنا چاہیے تھا اس لیے ام نے یہ سوچا ہے تم بیڈ پہ سو سکتا ہے۔۔۔۔۔"

اس نے ان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے نہایت میٹھے لہجے میں کہا۔۔۔۔۔

"یار اب تم یہ چاہتا ہے کہ ام سونے جائے تو تم ام کو اٹھا کے نیچے زمین پہ پھینکو۔۔۔۔۔"

انہوں نے اکتا کے کہا۔۔۔۔۔

"اللہ نا کرے خان صاحب اتنا بھی بدتمیز نہیں ہیں اب ام۔۔۔۔۔"

اس نے آنکھیں پٹپٹا کے کانوں کو ہاتھ لگایا۔۔۔۔

وہ تاسف سے اسے دیکھ کے رہ گئے۔۔۔۔۔

”ام کو پتہ ہے تم کتنا ڈرامے باز ہے۔۔۔“؟

انہوں نے بغیر لگی لپٹی کے صاف گوئی کا مظاہرہ کیا۔۔۔۔۔

”نہیں جا رہا تم۔۔۔۔۔؟“

اس نے خستی لہجے میں کہا۔۔۔۔۔

”نہیں۔۔۔۔۔“

دو ٹوک جواب آیا تھا

ٹھیک ہے ام بھی پھر اسی طرح تمہارے سینے پہ سر رکھ کے سو جائیں گے۔۔۔۔۔

اس نے فوراً سر بازوؤں کے ساتھ لگا کے آنکھیں موند لی۔۔۔۔۔

”اچھا صحیح ہے اٹھو اس طرح کیسے سوئے گا تم۔۔۔۔۔ چلتا ہے ام تمہارے ساتھ۔۔۔۔۔“

وہ اسے پیچھے کرتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔۔۔۔۔

اس نے بھی ان کی پیروی کی۔۔۔۔۔

وہ بیڈ پہ لیٹ کے ایک دفعہ پھر رخ موڑ گئے۔۔۔۔۔

اس نے ماتھے پہ بل ڈال کے انہیں دیکھا

پھر کندھے سے پکڑ کے بلایا

انہوں نے شعلہ بار نظروں سے اسے دیکھا۔۔۔۔۔

”تم اماری طرف رخ موڑ کے سو۔۔۔۔۔“

اگلی فرمائی ش پہ ان کا دل چاہا وہ اسے ہاتھ سے پکڑ کے نکال دیں لیکن وہ ایسا کچھ نہ کر سکے اور چہرہ
اس کی طرف موڑ دیا

وہ خوشی سے لیٹ گئی۔۔۔۔۔

تھوڑی دیر میں ہی دراب خان گہری نیند میں تھے۔۔۔۔۔

اس نے مسکرا کے ایک نظر انہیں دیکھا

پھر سائیڈ لیمپ آف کر دیا۔۔۔۔۔

دوپہر کی ہلکی ہلکی نرم دھوپ اس حویلی کو اپنے حصار میں لے چکی تھی حویلی میں موجود تمام لوگ اپنے
معمول کے کاموں میں مشغول تھے۔۔۔۔۔

اوپر والے اس کمرے میں دراب خان موبائل میں مصروف تھے۔۔۔۔۔

اور المظ اپنے گھنگھریالے بالوں کے ساتھ جنگ لڑنے میں مصروف تھی

وقفے وقفے کے بعد ایک غصیلی نگاہ لا پرواہ سے بیٹھے دراب خان پہ بھی ڈال لیتی تھی۔۔۔۔۔

پلیز ذرا میرے بال بنا دیں۔۔۔۔۔؟

وہ ہاتھ میں کنگھی پکڑے عجلت میں ان کی طرف گئی۔۔۔

جو انہوں نے موبائی ل پر سے نظر ہٹا کے ایک طنزیہ نگاہ اس پہ ڈالی جو بال کھولے۔۔۔۔۔ چہرے پہ
بیزاری سجائے کھڑی تھی۔۔۔۔۔

”تمہیں میں شکل سے کیا نظر آتا ہوں۔۔۔۔۔؟“

ان کے لہجے میں تاسف کے ساتھ ساتھ گہرا طنز بھی تھا۔۔۔۔۔

”چہرے سے تو تم۔۔۔۔۔ چالیس پچاس سال کا انسان نظر آتا ہے۔۔۔۔۔“

اس نے چہرے پہ معصومیت سجا کے۔۔۔۔۔ ایک دفعہ پھر انہیں عمر کا طعنہ دیا

وہ دانت پیس کے رہ گئے۔۔۔۔۔

ہر وقت فضول باتیں ہوتی ہیں تمہارے پاس تو۔۔۔۔۔

وہ اسے گھوری سے نواز کے اٹھ کھڑے ہوئے۔۔۔۔۔

”کنگھی تو کر دو ذرا میری۔۔۔۔۔“

اس نے اس دفعہ۔۔۔۔۔ التجا کی تھی۔۔۔۔۔

”کس خوشی میں کنگی کروں میں تمہاری۔۔۔۔۔“ ہاتھ ٹوٹ گئے ہیں کیا تمہارے۔۔۔۔۔؟

ان کی برداشت اتنی ہی تھی اس لیے

انہوں نے چڑ کے ذرا سختی سے کہا۔۔۔۔۔

دن بادن اس لڑکی کے مطالبات میں اضافہ ہو رہا تھا۔۔۔۔۔

"ہاتھ توڑواتی نہیں ہوں میں ہاتھ توڑتی ہوں۔۔۔۔" المظہر اب خان نام ہے میرا۔۔۔۔

اس نے دونوں ہاتھ کمر پہ لٹکا کے۔۔۔۔۔ کسی ہیروئن کی طرح کہا۔۔۔۔۔

"میرا نام اپنے نام کے ساتھ مت لگایا کرو۔۔۔۔۔" تم

انہیں اس کے انداز پہ بے ساختہ ہنسی آئی تھی جو ضبط کر گئے تھے وہ۔۔۔۔۔

"تو کیا۔۔۔۔۔"؟ کام والے چچا کا نام لگائے ام اپنے نام کے ساتھ۔۔۔۔۔

اس نے ناک چڑاتے ہوئے ان کو گھورا تھا۔۔۔۔۔

"مجھے کوئی اعتراض نہیں۔۔۔۔۔"

انہوں نے دلچسپی سے کہہ کے۔۔۔۔۔ اس کے تاثرات جانچنے کی کوشش کی

جس کے چہرے پہ حیرانگی واضح تھی۔۔۔۔۔

وہ ایسی باتیں کب کرتے تھے۔۔۔۔۔

"تو پھر ام شادی بھی اس کے ساتھ ہی کر لیتا تھا۔۔۔۔۔"

وہ انہیں گھورتے ہوئے تلملا کر بولی

آج وہ کافی بدلے بدلے لگ رہے تھے۔۔۔

باتیں بھی بلی بلی کر رہے تھے۔۔۔۔۔

"ویسے المظ صاف گوئی کی بات تم کو بتاؤ تو امارے بس میں ہوتا تو ام کبھی یہ شادی نہ کرتے یار

تم اتنا بد تمیز لڑکی ہو۔۔۔۔۔"

انہوں نے اس کے چہرے کے بدلتے تاثرات کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے دل کی بھڑاس نکالی۔۔۔۔۔

خود ایک دفعہ پھر موبائی ل کی طرف متوجہ ہو گئے۔۔۔۔۔

ان کی باتیں سن کے المظ چیزوں کو ذور سے زمین پہ پٹخ کے دروازہ کھول کے باہر نکل گئی۔۔۔۔۔

دراب خان نے تاسف سے سر ہلایا۔۔۔۔۔

گھڑی نے رات گیارہ کا ہندسہ عبور کیا تو۔۔۔۔۔ کچن میں کھڑی زرشاہ کے ہاتھوں میں تیزی آگئی
اس نے چولے پہ دودھ گرم کرنے کے لیے رکھا۔۔۔۔۔ خود وہی کھڑی ہو کے دودھ گرم ہونے کا انتظار
کرنے لگی پوری حویلی میں سناتا تھا

ایسے میں گل مینے دبے پیروں کمرے سے نکلی دیکھا کچن کی بتی جل رہی تھی۔۔۔۔۔ زرشاہ کی اس کی
طرف پیٹھ تھی

کچھ سوچ کے وہ دبے پاؤں سرھیاں چڑھ کے اوپر کی طرف گئی اب اس کا رخ ضرار کے کمرے کی
طرف تھا۔۔۔۔۔

اس طرف جاتے ہوئے خود با خود اس کی چال میں لڑکھڑاہٹ پیدا ہو گئی۔۔۔

اور سر پکڑ کے اس کے کمرے کی طرف گئی دھیرے سے دروازہ کھٹکھٹایا۔۔۔۔

”آجاؤ“

اندر سے ضرار کی آواز ابھری تھی۔۔۔۔۔

اس نے تقریباً دھکا دے کے دروازہ کھولا تھا اور لڑکھڑا کے اس کے قریب گئی تھی

ضرار اسے دیکھ کے حیران ہو گیا تھا

زرشاہ نے رڑے میں اپنا اور ضرار کا گلاس رکھا کچن کی لائیٹ آف کی اب اس کا رخ چھت کی طرف تھا۔۔۔۔۔

”گل مینے تم اس ٹائی م یہاں کیا کر رہی ہو۔۔۔۔۔؟“

اس نے اپنی ناگواری چھپاتے ہوئے پوچھا۔۔۔۔۔

”ضرار امارا طبیعت بہت خراب ہے نیچے سب سو رہا ہے کوئی می دروازہ نہیں کھول رہا۔۔۔۔۔۔۔“

اس نے دھندلائی می آنکھوں سے ضرار کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

ضرار کو دیکھنے میں ہی اس کی حالت خراب لگ رہی تھی۔۔۔۔۔

وہ ایک دفعہ پھر لڑکھڑائی می

اس سے پہلے وہ گرتی ضرار نے آگے بڑھ کے اسے بانہوں میں تھام لیا تھا۔۔۔۔۔

اسی لمحے دروازے میں کھڑی زر شاہ نے یہ منظر دیکھ لیا تھا

اس کے ہاتھوں میں پکڑی ٹرے کانپی تھی۔۔۔۔۔

ضرار نے نظر اٹھا کے اسے دیکھا تھا۔۔۔۔۔

پھر اس کے بازو میں جھولتی گل مینے کو۔۔۔۔۔

ایک لمحہ ضائع کیے بغیر وہ گل مینے کا گال تھپھپاتا ہوئے اسے سہارا دے کے زرشاہ کے قریب سے گزر گیا تھا۔۔۔۔۔

زرشاہ نے خالی خالی نظروں سے اسے جاتے دیکھا تھا۔۔۔۔۔

ہال میں جلتے بلب کی مدہم روشنی میں کسی کے تیز قدموں کی چاپ سنائی دی۔۔۔۔۔ وہ گل مینے کو بانہوں میں بھر کے سیڑھیاں تیزی سے اتر رہا تھا۔۔۔۔۔

گل مینے کی رنگت درد ہوتی جا رہی تھی وہ آنکھیں بھی نہیں کھول رہی تھی۔۔۔۔۔
ضرار کے چہرے پہ تشویش تھی۔۔۔۔۔

اس کے منہ میں سے جھاگ نکل رہی تھی اور ضرار کو یہ سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ یہ سب ہوا کیا ہے۔۔۔۔۔

وہ تیزی سے کسی کو بھی اطلاع دیئے بغیر دروازہ کھول کے پورچ میں کھڑی گاڑی کی طرف لپکا

گاڑی کا دروازہ کھولا اسے پچھلی سیٹ پہ لٹایا خود ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی

اس وقت وہ کسی کو بھی اطلاع دے کے وقت نہیں ضائع کر سکتا تھا

اوپر کمرے میں کھڑی زر شاہ نے ڈبڈباتی آنکھوں سے یہ منظر دیکھا تھا

”کیا یہ حقیقت تھی کہ گل بیٹے ان کی زندگیوں سے کبھی نہیں نکل سکتی تھی۔۔۔۔۔“

زر شاہ کو بھی سمجھ نہیں آرہی تھی کہ یہ سب ہوا کیا ہے تو اس بحال ہوتے ہی۔۔۔۔۔ وہ تیزی سے کمرے سے نکلی اور سیڑھیاں اتر کے پلوشہ بھا بھی کا کمرہ بجانے لگی

تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلنے پہ نیند میں ڈوبی پلوشہ بھا بھی اسے نظر آئی

جو تشویش بھری نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

شیراز خان بھی اٹھ بیٹھے تھے سائیڈ لیمپ آن کیا تو پورا کمرہ روشن ہو گیا ان کے تاثرات بھی کچھ ایسے ہی تھے۔۔۔۔۔

"پلوشہ بھابھی گل مینے کا طبیعت اچانک خراب ہو گیا ہے ضرار اس کو ہسپتال لے کے گیا ہے۔۔۔۔۔"

اس نے پھولے ہوئے سانس کے ساتھ انہیں اطلاع دی۔۔۔۔۔

ان کے تاثرات بدلے تھے اب ان کے چہرے پہ پریشانی تھی

شیراز خان تیزی سے اٹھ کھڑے ہوئے تھے اب وہ ضرار کا نمبر ڈائل کر رہے تھے۔۔۔۔۔

وہ کمرے سے باہر نکل گئے تو پلوشہ بھابھی زرشاہ سے مزید پوچھنے لگی۔۔۔۔۔

تھوڑی دیر میں سب جاگ چکے تھے اور توبلی روشن ہو چکی تھی۔۔۔۔۔

اسفندیار اور شیراز خان ضرار سے ہسپتال کا پوچھ کے اب شہر کے لیے روانہ ہو چکے تھے۔۔۔۔۔

آغا جان پریشانی سے ٹھل رہے تھے اور زرشاہ غائب دماغی سے یہ منظر دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

رات کے اسی پہر کسی عجیب سی آواز سے المظ کی آنکھ کھل گئی اس نے آدھی آنکھیں کھول کے سمجھنے کی کوشش کی کہ آواز کہاں سے آرہی ہے۔۔۔۔۔ اور حواس بحال ہوتے ہی اسے سمجھ آگئی

سائیڈ ٹیبل پہ پڑے دراب خان کے موبائی ل سے روشنی کی شعائیں نکل کے چھت کے ساتھ ٹکرا رہی تھی

اور انہیں کا موبائی ل واپس کر رہا تھا۔۔۔۔۔

اسی مدہم روشنی میں اس نے دیکھا تھا دراب خان گہری نیند میں سو رہے تھے

اور گھڑی رات دو کا ہندسہ عبور کر چکی تھی۔۔۔

اس نے کچھ سوچا پھر اپنی جگہ سے اٹھی گھوم کے ان کی طرف گئی موبائی ل اٹھایا۔۔۔۔۔ تو اوپر ثنا کے نام سے نمبر سیو تھا۔۔۔۔۔

اسے دھچکا لگا اس نے آنکھیں مل کے ایک دفعہ پھر دیکھا

پھر کچھ سوچ کے موبائل کان سے لگا لیا

دوسری طرف کسی لڑکی کی روتی ہوئی آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی می اسے یقین نہیں آ رہا تھا۔۔۔۔۔

”درب تم جلدی سے یہاں آ جاؤ مجھے اس وقت تمہاری بہت ضرورت ہے۔۔۔۔۔“

اس نے بے یقینی سے صاف اردو میں بولی گئی اس لڑکی کی بات سنی تھی۔۔۔۔۔

اس کے دل میں وسوسے سر اٹھانے لگے

ایک سیکنڈ میں اس کا رعب غصہ سب جھاگ کی طرح بیٹھ گیا

اس کا دل چاہا وہ جواب دے لیکن اس کی آواز اندر ہی اندر گھٹ کے رہ گئی

اس نے فوراً سے کال کاٹ دی۔۔۔۔۔

کال لاگز میں جا کے کال ڈلیٹ کی

اس کو اپنے گالوں پہ نمی محسوس ہوئی

اسے حیرت ہوئی وہ رو رہی تھی

المظ خان یوسفزئی می دراب خان کے لیے رو رہی تھی۔۔۔

اسے اپنا دل ڈوبتا ہوا محسوس ہوا۔۔۔۔

”کیا دراب خان اس لیے مجھ سے کتراتے ہیں کہ ان کی زندگی میں کوئی می اور لڑکی۔۔۔۔۔ ہے“

وہ سوچتے ہوئے بیڈ پہ بیٹھ گئی۔۔۔۔۔

اضطرابی کیفیت میں سر کو دونوں ہاتھوں میں دئیے وہ سوچے جارہی تھی۔۔۔۔۔

اس کا دل چاہا وہ دراب خان سے پوچھ لے۔۔۔۔۔

اور اگر انہوں نے واقعی میں تسلیم کر لیا تو پھر میں کیا کروں گی۔۔۔۔۔

اس نے خیال کو اپنے ذہن سے جھٹک ڈالا

”نہیں میں ان کی بیوی ہوں اگر کوئی بیباک عورت ہے بھی تو میں اسے دراب خان کی زندگی سے نکال دوں گی۔۔۔۔۔“

اس نے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے خود کو تسلی دی۔۔۔۔۔

پھر سونے کے لیے لیٹ گئی۔۔۔۔۔

وہ پوری رات اس نے کروٹیں بدلتے ہوئے آنکھوں میں کائی تھی اس رات اس پہ ایک انکشاف ہوا تھا کہ وہ بری طرح سے دراب خان کی محبت میں گرفتار ہو چکی ہے۔۔۔۔۔

اور اسی رات ضرار پہ بھی ایک انکشاف ہوا تھا۔۔۔۔۔

اور زرشاہ غلط فہمیوں کے اتھاہ سمندر میں کہیں غرق ہو کے رہ گئی تھی۔۔۔۔۔

ہسپتال کے جس وارڈ میں گل مینے کو ایڈمٹ کیا گیا تھا اس کے باہر ضرار خان اضطراری کیفیت میں
چکر کاٹ رہا تھا

شیراز خان اور اسفندیار خان----- ابھی تک یہاں نہیں پہنچے تھے

اس لیے فلحال وہ یہاں پہ اکیلا تھا

کافی دیر بعد ڈاکٹر باہر نکلے تو وہ ان کی طرف لپکا تھا-----

"پیشنت کو زہر دیا گیا تھا یا انہوں نے زہر کھا لیا تھا لیکن خطرے کی کوئی بات نہیں بروقت پہنچ
آنے کی وجہ سے ہم نے ان کا معدہ واش کر دیا ہے اب وہ خطرے سے باہر ہیں-----"

ڈاکٹر پیشہ ورانہ انداز میں اسے تفصیل سے بتاتا آگے بڑھ گیا

لیکن وہ ڈاکٹر کے الفاظ میں الجھ کے رہ گیا تھا

گل مینے کو کوئی می زہر کیوں دے گا؟

اسی دوران شیراز خان اور اسفندیار خان بھی پہنچ آئے تھے وہ اب اسے گل مینے کے متعلق پوچھ رہے تھے۔۔۔۔۔

”للا ڈاکٹر کہہ رہا تھا اسے زہر دیا گیا ہے۔۔۔۔۔“

اسے اپنی آواز کسی کھائی می سے آتی محسوس ہوئی می۔۔۔۔۔

شیراز خان اور اسفندیار خان ایک دوسرے کا منہ دیکھ کے رہ گئے۔۔۔۔۔

یہ صبح بھی معمول کے جیسی ہی تھی اس گھر میں موجود تمام نفوس اپنے روزمرہ کے کاموں میں مشغول تھے نیچے مورے ملازمین سے پورے گھر کی صفائی می کروا رہی تھی۔۔۔۔۔ جس میں بھابھی بھی ان کے ساتھ تھی واجد لالا صبح ہی صبح باغات کو دیکھنے کی غرض سے چلے گئے تھے اوپر کے اس بڑے کمرے میں دراب خان نے اخبار پڑھتے ہوئے نظر اٹھا کے المظ کو دیکھا تو چونک

گئے۔۔۔۔۔ اس کے گھنگھریالے بال چڑیا کے گھونسلے کا منظر پیش کر رہے تھے ستا ہوا چہرہ متورم
سو جی ہوئی می آنکھیں اسے دیکھ کے لگ رہا تھا کہ وہ کافی دیر روتی رہی ہے۔۔۔۔۔

انہوں نے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا پھر ارادہ ترک کر کے اخبار کی طرف متوجہ ہو گئے۔۔۔۔۔

ساتھ ساتھ کن اکھیوں سے وہ اس کے اداسی بھرے تاثرات بھی دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔

اس نے گھنگھریالے بالوں کو جوڑے کی شکل میں باندھا پھر سستی سے اٹھی۔۔۔۔۔

ان پہ ایک شکوہ کناں نگاہ ڈالی۔۔۔۔۔

”ام کو تم سے کچھ بات کرنا ہے۔۔۔۔۔“؟

رک رک کے کہتی وہ تنذب کا شکار لگتی تھی

انہوں نے اخبار ایک طرف رکھی پھر اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔۔۔۔۔

وہ چلتی چلتی ان کے قریب آئی می پھر گھٹنوں کے بل ان کے پاؤں کے قریب بیٹھ گئی۔۔۔۔۔

وہ نا سمجھی سے اسے دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔

"ام نے تم سے جو جو بدتمیزی کیا ہے ام اس کے لیے تم سے معافی مانگتا ہے ام کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا ہے۔۔۔۔۔"

اس نے سر جھکا کے ٹھہر ٹھہر کے کہا

پھر رک کے ان کے تاثرات جاننے کے لیے سر اٹھایا

ان کا چہرہ سپاٹ تھا۔۔۔۔۔

"اور ام نے یہ کہنا تھا۔۔۔۔۔"

ان کا ہاتھ تھام کے اس نے اپنے لبوں کے ساتھ لگایا تھا۔۔۔۔۔

"خان صاحب ام تم سے بہت محبت کرتا ہے۔۔۔۔۔"

اس نے محبت بھرے لہجے میں کہا

تو دراب خان کو دو سو واٹ کا کرنٹ لگا تھا۔۔۔۔۔

”ام نے بہت چاہا تم سے محبت نہ کریں لیکن ام کو تم سے محبت ہو گئی ہے ام کیا کریں۔۔۔۔۔ ام نہیں جانتے تم کو ام سے محبت ہے یا نہیں لیکن ام اتنا جانتا ہے کہ ام تمہیں کسی اور کے ساتھ برداشت نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔“

وہ ایک ہی سانس میں کہتے کہتے روہانسی ہو گئی تھی۔

پھر ان کے دونوں ہاتھوں کو باری باری آنکھوں کے ساتھ لگایا۔۔۔۔۔

”تم اماری آنکھوں کا نور ہے۔۔۔۔۔ خان صاحب۔۔۔۔۔“

وہ نم آنکھوں سے مسکرائی۔۔۔۔۔

پھر رک کے ان کے تاثرات جاننے کی کوشش کی ان کے چہرے پہ حیرت تھی

وہ دھیرے سے مسکراتے ہوئے انہیں اسی کیفیت میں چھوڑ کے خود وہاں سے اٹھ گئی۔۔۔۔

وارد کے باہر کرسی پہ بیٹھے ہوئے اسے ابھی تھوڑا ہی وقت گزرا تھا کہ نرس نے آکے اسے اطلاع دی تھی گل مینے ہوش میں آگئی ہے۔۔۔۔۔ اس نے محض سر ہلا دیا تھا اپنی جگہ سے اٹھا نہیں تھا۔۔۔۔۔

تھوڑی دیر بعد ڈرائیور کے ساتھ مورے اور پلوشہ بھا بھی بھی پہنچ آئی تھی۔۔۔۔۔

وہ اب تشویش بھرے لہجے میں ضرار سے گل مینے کی حالت کے متعلق پوچھ رہی تھی۔۔۔۔

وہ ان کو مطمئن کر کے۔۔۔۔۔ خود ہسپتال سے باہر نکل آیا۔۔۔۔۔

اس نے جیب سے سگریٹ نکالا اور لبوں کے ساتھ لگا لیا

اس کا ذہن اس وقت طرح طرح کی سوچوں کی آماجگاہ بنا ہوا تھا۔۔۔۔۔

وہ ذہنی انتشار کا شکار لگ رہا تھا

اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ گھر میں کون ایسا ہے جو گل مینے کو زہر دے گا۔۔۔۔۔

زرشاہ کے بارے میں بھی وہ ایسا سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔۔۔۔۔

اس بات کا صحیح جواب تو گل مینے خود ہی دے سکتی تھی۔۔۔۔۔

لگے دو دن گل مینے کو ڈسپارچ نہیں کیا گیا اور اس دوران ضرار ایک دفعہ بھی گھر واپس نہیں آیا نہ اس نے ایک دفعہ بھی زرشاہ کو فون کر کے اس کی حیرت پوچھی

ضرار کے اس رویے نے جہاں اس کی تشویش میں اضافہ کیا تھا وہی اس کو بہت کچھ سوچنے پہ بھی مجبور کر دیا تھا۔۔۔۔۔

دو دنوں کے بعد جب گل مینے کو ڈسپارچ کیا گیا تو وہ اسی کے ساتھ واپس آیا تھا۔۔۔۔۔

زرشاہ نے گھر کے تمام لوگوں کی آنکھوں میں سرد مہری اور ضرار کی آنکھوں میں اجنبیت دیکھی تھی۔۔۔۔۔

آغا جان اور دونوں بھابھیوں کے علاوہ سب لوگ اکھڑے اکھڑے دیکھائی می دے رہے تھے۔۔۔۔۔

اس سے پہلے وہ کسی سے کچھ پوچھتی ضرار نے خود ہی سب کے سامنے سوال پوچھ کے اس کی مشکل آسان کر دی۔۔۔۔۔

”گل مینے کو زہر تم نے دیا تھا۔۔۔۔۔“

اس کے چلتے قدم رک گئے اس سوال پہ اس نے حیرت سے پلٹ کے اپنے شوہر کو دیکھا جس کا چہرہ سپاٹ تھا۔۔۔۔۔

پھر ایک نظر دوسرے چہروں پہ ڈالی۔۔۔۔۔

ادھر بھی سب کے تاثرات ایسے ہی تھے۔۔۔۔۔

”ضرار یہ تم کیسی بات کر رہے ہو ام کیوں اسے زہر دے گا۔۔۔۔۔“

اس نے کمزور سی صفائی می دی تھی۔۔۔۔۔

"تو تمہارے کہنے کا کیا مطلب ہے ام جھوٹ بول رہا ہے۔۔۔۔۔ام نے خود زہر کھایا ہے یا اس گھر میں کوئی اور امارا دشمن ہے۔۔۔تم نے رات کو جو دودھ امارے کمرے میں بکھوایا اس میں زہر ملا یا تاکہ ام مر جائے"

گل مینے نے ایک دفعہ رونا دھونا شروع کر دیا تھا۔۔۔۔۔

"لیکن کل رات کو ام نے تمہارے کمرے میں دودھ نہیں بچھوایا تھا۔۔۔۔۔ تم نے خود ہی تو ام کو منع کیا تھا کہ آج ام امارے کمرے میں دودھ مت بچھوانا۔۔۔۔۔"

اس نے ضرار کی طرف دیکھتے ہوئے ایک اور دفعہ صفائی دی۔۔۔۔۔

"لیکن جب صبح ام گل مینے کے کمرے میں گیا تو ٹیبل پہ دودھ کا گلاس پڑا تھا تم اب جھوٹ مت بولو تمہیں صرف یہ خوف ہے کہ کہیں تمہارا شوہر تمہیں چھوڑ کے گل مینے سے شادی نہ کر لے اس لیے تم نے اس کو زہر دیا تم نفرت کرتا ہے اماری بچی سے۔۔۔۔۔"

اس دفعہ مورے نے حقارت سے اسے دیکھتے ہوئے اسے جلی کٹی سنائی

وہ زحمی نظروں سے ضرار کو دیکھ کے رہ گئی جو اس کے حق میں ایک لفظ نہیں بول رہا تھا۔۔۔۔۔

اور اس کا یہ رویہ اسے بہت تکلیف دے رہا تھا۔۔۔۔۔

"تم اتنا خطرناک لڑکی ہے کل کو اگر کسی اور کو زہر دے دیا تو دشمن کے گھر سے آیا ہے اس سے اچھے کی کیا امید۔۔۔۔۔"

مورے نے اپنے بیٹے کی طرف دیکھتے ہوئے ناک چڑھا کے کہا۔۔۔۔۔

"ام نے کسی کو نہیں بولا ام سے شادی کرے۔۔۔۔۔ اپنی مرضی سے شادی کر کے لے کے آئے تھے آپ لوگ۔۔۔۔۔ اور آج ام پہ الزام لگائے جا رہے ہیں۔۔۔۔۔" صرف اس لیے کہ ام اس راستے سے ہٹ جائیں۔۔۔۔۔

اس کی آنکھیں بہہ رہی تھیں تیز لہجے میں بولے گئے جملے میں وہ خود بخود روہانسی ہو گئی تھی۔۔۔۔۔

"تم اس پہ کیوں الزام لگا رہا ہے ہو سکتا ہے حقیقت کچھ اور ہو۔۔۔۔۔"

اس گفتگو سے تنگ آ کے۔۔۔۔۔ آغا جان نے جھجھلا کے کہا تھا۔۔۔۔۔

تو ایک دفعہ پھر گل مینے نے ویلا شروع کر دیا تھا۔۔۔۔۔

"تو پھر آغا جان۔۔۔۔۔ ام جھوٹ بول رہا ہے۔۔۔۔۔" اگر تم کو لگتا ہے ام جھوٹا ہے تو۔۔۔۔۔ تم ام
یہاں سے پشاور بجھو دو ام اس طرح نہیں رہ سکتا ایسی جگہ جدھر اماری جان کو خطرہ ہو۔۔۔۔۔" یا ام
رہے گا اس جگہ یا یہ لڑکی۔۔۔۔۔"

وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی ی پھر تیز لہجے میں بولی۔۔۔۔۔

"ضرر جو اب تک خاموش کھڑا تھا۔۔۔۔۔

"تم یہی رہو گی یہاں سے کہیں نہیں جاؤ گی اگر واقعی ہی تمہارے ساتھ نا انصافی ہوئی ی ہے تو میرا
وعدہ ہے کہ میں زرشاہ کے ساتھ سارے تعلق ختم کر دوں گا اور اگر تم جھوٹا نکلا تو تمہارے ساتھ بھی
اچھا نہیں ہو گا اب ختم کرو یہ ڈرامہ۔۔۔۔۔" سب۔۔۔۔۔

اس نے ایک سخت نگاہ زرشاہ پہ ڈال کے سرد لہجے میں کہا

اور سیڑھیاں چڑھتا ہوا چھت کی طرف چلا گیا۔۔۔۔۔

اور زرشاہ بے یقینی سے اس کے الفاظوں میں الجھ کے رہ گئی۔۔۔۔۔

”میں زرشاہ کے ساتھ سارے تعلق ختم کر دوں گا۔۔۔۔۔“

یہ الفاظ اس کے کانوں میں بار بار گونج رہے تھے۔۔۔۔۔

الظ کو صبح اٹھتے ہی پہلا دھچکہ تب لگا تھا جب وہ نیچے گئی تھی تو ہال میں بیٹھی۔۔۔۔۔ ایک اجنبی لڑکی کو دراب خان کے ساتھ بیٹھے دیکھا تھا۔۔۔۔۔

ایک طرف مورے بیٹھی ہمدردانہ نظروں سے۔۔۔۔۔ اس عورت کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

جو اس وقت برینڈ سوٹ پہنے سر پہ نفاست سے ڈوپٹہ اوڑے نظریں جھکائے بیٹھی تھی پاس دراب خان بیٹھے زمین کو گھور رہے تھے

ٹیبل پہ چائے کے ساتھ دیگر لوازمات بھی پڑے ہوئے تھے۔۔۔۔۔

"تو بیٹا تم کیوں اتنے وقت اس ظالم شخص کا ظلم برداشت کرتا رہا اتنا پڑھا لکھا ہے تم ----- خوبصورت بھی ہے ماشاء اللہ -----" تم اس جیسے ظالم شخص کے خلاف آواز اٹھاتا -----

مورے کی ہمدردانہ آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی می تو اس کے کان کھڑے ہو گئے -----

اس عورت نے سر اٹھایا تو اس کی آنکھیں سرخ تھی -----

"آئی آپ جانتی ہیں ہمارے معاشرے میں طلاق یافتہ عورت کو کیسی نظروں سے دیکھا جاتا ہے ----- اسی لیے میں چپ رہی دوسرا وہ بندہ بہت طاقتور اور پیسے والا تھا میں اس کا مقابلہ کیسے کر سکتی تھی -----"

دکھی لہجے میں بولی پھر پلٹ کے دراب خان کی طرف دیکھا

"اور ابھی بھی اگر دراب نہ ہوتا تو یہ سب ممکن نہ ہو پاتا -----"

اس نے مشکور نظروں سے دراب خان کو دیکھا -----

وہ پھیکا سا مسکرائی

وہ مشکوک نظروں سے انہیں دیکھتے ہوئے اس طرف آئی۔۔۔۔۔

سب نے سر اٹھا کے اسے دیکھا تھا۔۔۔۔۔

اس سے پہلے کے مورے اس کا تعارف کرواتی۔۔۔۔۔

وہ کمر پہ دونوں ہاتھ رکھ کے اس عورت کے سامنے جا کے کھڑی ہو گئی اور تیز نظروں سے اسے گھورنے لگی۔۔۔۔۔

اس عورت نے کچھ حیرت سے اسے دیکھا تھا

درب خان کی مسکراہٹ یکدم غائب ہوئی تھی۔۔۔۔۔

"تم ہی ہے نا وہ عورت جو امارے بندے کو رات کو فون کرتا ہے۔۔۔۔۔"

اس نے اسی پوزیشن میں کھڑے کھڑے دانت پیس کے ایسے کہا جیسے اس کو کچا چبا جائے گی۔۔۔۔۔

وہ بھی گھبرا کے کبھی درب خان کو دیکھ رہی تھی کبھی اپنے سامنے کھڑی اس لمبی زبان والی چھوٹی لڑکی کو۔۔۔۔۔

درب خان نے گھور کے اسے دیکھا تھا

مورے الگ شرمندہ ہو رہی تھی۔۔۔۔۔

"تم کو شرم نہیں آتا ایک شادی شدہ انسان پہ غلط نظر رکھتے ہوئے تمہارے جیسے عورت کا ساری

چلاقیوں سمجھتے ہے ام۔۔۔۔۔ جس بندے پہ ڈورے ڈال رہا ہے نا تم ام اس کا بیوی ہے۔۔۔۔۔"

اس نے ذرا جتا کے اپنا تعارف کروایا

پھر پلٹ کے ایک طنزیہ نگاہ اپنے پیچھے تیوری چڑھا کے کھڑے دراب خان پہ ڈالی۔۔۔۔

وہ ضبط کیے کھڑے تھے۔۔۔۔۔

”المظاہرہ کیا بد تمیزی ہے تمہیں کسی نے مہمانوں سے بات کرنے کا طریقہ نہیں سکھایا۔۔۔۔۔ تم کس طرح بغیر کچھ جانے کسی کے کردار پہ انگلی اٹھا رہی ہو شرم آنے چاہیئے تمہیں معافی مانگو ثنا سے جلدی۔۔۔۔۔“

انہوں نے ایک نظر ثنا کو دیکھا جس کا چہرہ احساس توہین سے سرخ ہو چکا تھا

وہ اپنے آنسو ضبط کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔۔۔

”ام کیوں مانگیں معافی۔۔۔۔۔ ایسی عورت سے جو دوسرے کے شوہر پہ نظر رکھتا ہے۔۔۔۔۔ خدا غارت کرے ایسے عورت کو۔۔۔۔۔“

اس نے حقارت سے اسے دیکھتے ہوئے۔۔۔۔۔ ناک چڑھا کے کہا تو

اور تمہارا کیا تعلق ہے اس کے ساتھ خان صاحب ----- تمہارا رکھیل ہے ----- تب ہی تمہارا گھر میں
دل نہیں لگتا -----؟

وہ ابھی دراب خان کی طرف پلٹی تھی اور ہاتھ باندھ کے طنزیہ لہجے میں کہا تھا

دراب خان کی برداشت اتنی ہی تھی

ان کا المظ پہ ہاتھ اٹھ گیا تھا -----

وہ سرخ چہرے پہ ہاتھ رکھے بے یقینی سے انہیں دیکھنے لگی -----

"تم نہایت بدتمیزی لڑکی ہو ----- یہاں سے چلی جاؤ اب شکل مت دیکھانا مجھے اپنی -----"

انہوں نے غصہ ضبط کرتے ہوئے کہا تھا

المظ کچھ دیر اسی پوزیشن میں کھڑی انہیں دیکھتی رہی پھر اس کی آنکھیں بہنے لگی

وہ پیر پٹھ کے وہاں سے چلی گئی۔۔۔

دراب خان وہی سر تھام کے بیٹھ گئے۔۔۔۔

مورے صدمے کی سی حالت میں یہ سب دیکھ کے رہ گئی۔۔۔۔۔

تھوڑی دیر بعد المظ یہ حویلی چھوڑ کے جا چکی تھی۔۔۔۔

جس وقت المظ اپنی حویلی واپس لوٹی اس وقت شام گہری ہو چکی تھی۔۔۔۔

ہال میں بیٹھے تمام لوگ چائے پینے میں مصروف تھے۔۔۔۔۔

المظ کے اندر داخل ہوتے ہی سب نے گردن موڑ کے اسے دیکھا تھا۔۔۔۔۔

سب کے چہروں پہ مسکراہٹ ابھری تھی پھر المظ کی حالت دیکھ کے مسکراہٹ غائب ہو گئی تھی

وہ اس وقت کالے رنگ کے کپڑوں میں تھی چہرے اور سر کو چادر سے ڈھانپ رکھا تھا

چہرے پہ آنسوؤں کے نشان آنکھیں لال اور سوجی ہوئی تھی

سب سے پہلے آگے بڑھنے والا ضرار خان تھا۔۔۔۔۔

”الظ کیا ہوا ہے یہ کیا حالت بنا رکھی ہے تم نے اپنا تم ٹھیک تو ہے۔۔۔۔۔؟“

ضرار نے اسے کندھوں سے تھام کے پوچھا

وہ یکدم پریشان ہوا تھا۔۔۔۔۔

الظ اس کے گلے لگ کے پھوٹ پھوٹ کے رونے لگ گئی تھی

سب پریشانی سے اس کی طرف بڑھے تھے۔۔۔۔۔

”لالا دراب خان کی زندگی میں کوئی ی اور عورت ہے۔۔۔۔۔ اس نے ام کو مار کے گھر سے نکال دیا

ہے۔۔۔۔۔“

اس نے ہچکیاں لیتے ہوئے کہا تو ضرار وہی سن رہ گیا تھا۔۔۔۔۔

انہیں وہاں اسی حالت میں بیٹھے بیٹھے ایک گھنٹے سے زیادہ وقت گزر گیا ان کا وجود برف بن چکا تھا اور سوچنے سمجھنے کی صلاحیت منجمد ہو گئی تھی۔۔۔۔۔

مورے خود بھی صدمے کی سی کیفیت میں تھی۔۔۔۔۔

آمنہ بھابھی با مشکل انہیں وہاں سے لے کے گئی تھی

وہ بھی ماں تھی انہیں اپنی بیٹی کا غم کھائے جا رہا تھا۔۔۔۔۔

کہ المظ کے واپس لوٹ کے جانے کے بعد وہ لوگ زرشاہ کو بھی واپس بھیج دیں گے۔۔۔۔۔

شنا الگ سکتے میں کھڑی تھی ---- اسے لگ رہا تھا کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے ----- جو کچھ بھی ہوا
ہے ----- اس کی ذمہ دار وہ خود ہے

اس نے اسی طرح کھڑے کھڑے ایک سہمی ہوئی نگاہ ----- صوفے پہ سر دونوں ہاتھوں میں
تھامے دراب خان پہ ڈالی پھر چلتے چلتے اس کے قریب آئی اور پاس ہی صوفے پہ ٹک گئی -----

”دراب-----“

اس نے ہلکی سی آواز میں اسے پکارا

تو اس نے چونک کے سر اٹھایا -----

”المنظ-----“

بے خیالی میں اس کے منہ سے نکلا تھا

پھر حواس بحال ہوتے ہی ----- ایک ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے سر پیچھے صوفے کے ساتھ ٹکا

لیا -----

"جا چکی ہے وہ-----"

اس نے سر جھکا کے تھکے ہوئے لہجے میں کہا۔۔۔۔

"درب مجھ سے غلطی ہو گئی مجھے یہاں نہیں آنا چاہیئے تھا میری وجہ سے یہ سب ہو گیا۔۔۔۔"

شنا نے سر جھکا کے ندامت سے کہا۔۔۔۔

تو وہ ذرا سیدھے ہو کے بیٹھے۔۔۔۔

نہیں شنا تمہاری وجہ سے کچھ نہیں ہوا آج نہیں تو کل یہ سب ہونا ہی تھا۔۔۔۔۔ تم شرمندہ مت ہو یہ تمہارے بھائی کا گھر ہے تم جتنا وقت چاہو اس گھر میں رہ سکتی ہو جیسے ہی یہ تمہاری طلاق والا مسئی لہ ختم ہو گا پھر میں آگے کے بارے میں کچھ سوچتا ہوں اور بہنیں بھائی یوں سے ایسی باتیں نہیں کرتی۔۔۔۔"

انہوں نے شفقت پہ اس کے سر پہ ہاتھ رکھتے ہوئے محبت سے سمجھایا تو فرط جذبات سے اس کی آنکھیں نم ہو گئی۔۔۔۔

"پتہ نہیں۔۔۔۔۔"

انہوں نے خود کو لاپرواہ ظاہر کرتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

"تمہیں اس پہ ہاتھ نہیں اٹھانا چاہیئے تھا۔۔۔۔۔"

اس نے بظاہر عام سے لہجے میں کہتے ہوئے اسے اپنی غلطی کا احساس دلایا تھا۔۔۔۔۔

"میں خود بھی ایسا نہیں چاہتا تھا وہ مجھے بہت پیاری ہے میں اس پہ ہاتھ نہیں اٹھانا چاہتا تھا لیکن پتہ نہیں کیوں یہ مجھ سے ہو گیا۔۔۔۔۔"

وہ ہونٹ بھینچ کے زمین کو گھورنے لگے

"محبت کرتی ہو اس سے۔۔۔۔۔؟"

اس نے یوں ہی بے اختیار پوچھ لیا تھا۔۔۔۔۔

"اس نے اس بارے میں کبھی سوچنے نہیں دیا مجھے اب وہ چلی گئی ہے تو فرصت سے سوچوں
گا۔۔۔۔۔"

وہ دکھی لہجے میں بولتے ہوئے مسکراتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے

"اور اگر یہ ثابت ہو گیا کہ تم اس سے محبت کرتے ہو تو جا کے اسے منالینا۔۔۔۔۔"

اس نے وہی بیٹھے بیٹھے نرم مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔۔۔۔۔

"اس بارے میں ابھی سوچا نہیں میں نے۔۔۔۔۔ کہ مجھے اسے منانا چاہیے یا نہیں۔۔۔۔۔ ہاں میں
معذرت۔۔۔۔۔ ضرور کروں گا اگر کبھی میری اس سے ملاقات ہوئی تو۔۔۔۔۔ شناسائی می سے یا
اجنبیت سے۔۔۔۔۔"

وہ سنجیگی سے کہتے ہوئے آگے بڑھ گیا جب ثنا کی آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی۔۔۔۔۔

"پھر یہ طے ہے کہ تم اسے اب منانے نہیں جاؤ گے۔۔۔۔۔"

اس نے پلٹ کے محض اس کا چہرہ دیکھا تھا۔۔۔۔۔

وہ اندھا دھند سیڑھیاں چڑھتا اوپر اپنے کمرے کی طرف گیا۔۔۔۔۔ المظ وہی پیچھے کھڑی۔۔۔۔۔ اسے جاتا دیکھتی رہی۔۔۔۔۔ دوسرے گھر والوں کی بھی یہی حالت تھی وہ دروازے کو دھکا دے کے سیدھا زر شاہ کے سر پہ پہنچ گیا۔۔۔۔۔ زر شاہ اس کو اتنے غصے میں دیکھ کے بوکھلا گئی تھی اس لیے بیڈ سے فوراً اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔۔۔۔۔

وہ جارحانہ انداز میں اس کی طرف لپکا پھر سختی سے اس کا بازو پکڑ کے اسے کمرے سے باہر نکلا۔۔۔۔۔

وہ مسلسل اس سے اس سلوک کی وجہ پوچھ رہی تھی۔۔۔۔۔

وہ اس کی کسی بھی بات کا جواب دیئے بغیر اسے تقریباً گھسیٹتے ہوئے سیر پھریا اترنے لگا۔۔۔۔۔

نیچے المظ کو کھڑا دیکھ کے وہ الجھ کے رہ گئی۔۔۔۔۔

سب لوگ تاسف سے ضرار کی طرف دیکھ رہے تھے سوائے گل مینے کے جس کے چہرے پہ ایک فاتحانہ مسکراہٹ تھی۔۔۔۔۔

اس نے آخری سیرھی پہ پہنچ کے اس کا ہاتھ پوری قوت سے چھوڑا تھا

وہ توازن نہ برقرار رکھ سکی اور اوندھے منہ زمین پہ گری۔۔۔۔

تھوڑی گردن ترچھی کر کے دیکھا تو ضرار کے چہرے پہ اس کے لیے صرف نفرت تھی۔۔۔۔۔

"اگر تمہارے بھائی می کے گھر میں میری بہن کے لیے کوئی می جگہ نہیں تو آج سے ہمارے گھر میں بھی تمہاری کوئی می جگہ نہیں اس گھر کے دروازے آج سے تم پر بند ہیں اور یہ دروازے تم پہ تب تک نہیں کھلیں گے جب تک تمہارے گھر کے دروازے میری بہن کے لیے نہیں کھلتے اور اگر اسے دوسری شادی کا اتنا ہی شوق ہے تو وہ ضرور کرے دوسری شادی لیکن اس سے پہلے وہ میری بہن کو طلاق دے گا اور میں تمہیں طلاق دوں گا اگر ان شادیوں کا انجام ایسے ہونا تھا تو ایسے ہی سی۔۔۔۔۔"

وہ شعلہ بار نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے ایک ایک لفظ پہ زور دیتے ہوئے بولا تو نا چاہتے ہوئے بھی زرشاہ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔۔۔۔۔

"پر لالا"

المظ کچھ کہنے کو آگے بڑھی تو ضرار نے ہاتھ کے اشارے سے اسے روک دیا۔۔۔۔۔

اس کی آنکھوں کی نفرت زرشاہ کو اپنے وجود کے آریار ہوتی محسوس ہوئی می۔۔۔۔۔

پھر اس نے اپنی آنکھوں کو رگڑ ڈالا تھا۔۔۔۔۔

ذمین پہ پڑا اپنا دوپٹہ اٹھایا۔۔۔۔۔

ایک شکوہ کنان نگاہ سب پہ ڈال کے حویلی کو ہمیشہ کے لیے الوداع کہہ دیا تھا۔۔۔۔۔

"یہ تم نے کیا کیا ہے ضرار تم کیوں کسی بے گناہ کی بد دعا لیتا ہے۔۔۔۔۔"

اس دفعہ بولنے والے آغا جان تھے۔۔۔۔۔

انہوں نے آگے بڑھ کے اسے یہ کرنے سے روکنا چاہا۔۔۔۔۔

"ہاں لالا امارے ساتھ جو بھی ہوا وہ امارہ نصیب ہے تمہیں زرشاہ کے ساتھ ایسا نہیں کرنا چاہیے
تھا۔۔۔۔۔"

المظ نے تاسف سے ضرار کی طرف دیکھا

جس کا چہرہ سپاٹ تھا۔۔۔۔۔

"یہ ظلم ہے ضرار۔۔۔۔۔"

پلو شہ بھا بھی نے افسوس سے کہا تھا۔۔۔۔۔

"ام کو کوئی ی کچھ نہ سمجھائے ام جانتے ہیں کیا ٹھیک ہے اور کیا غلط۔۔۔۔۔" اگر المظ اس گھر میں
نہیں رہ سکتا تو زرشاہ بھی اس گھر میں نہیں رہ سکتا۔۔۔۔۔"

اس نے پختہ لہجے میں کہا۔۔۔۔۔

تو المظ اس کے سامنے جا کے کھڑی ہو گئی۔۔۔۔۔

”ام تم کو یہ ظلم نہیں کرنے دے گا لالا۔۔۔۔۔ اماری اپنے ذنگی ہے اور تمہاری اپنی ذنگی ہے کیا یہ ضروری ہے کہ جو امارے ساتھ برا ہو وہی زرشاہ کے ساتھ بھی برا ہے
تم جا کے اسے منا کے لاؤ گے لالا۔۔۔۔۔“

المظ نے بھی بغیر کسی خوف کے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے-----حتیٰ لہجے میں کہا

تو ضرار نے خشمگین نظروں سے اسے دیکھا۔۔۔۔۔

"ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔۔۔۔ جب تک دراب خان یہاں آ کے تم سے معذرت کر کے تمہیں یہاں سے نہیں لے کے جائیں گاتب تک۔۔۔۔۔۔ زرشاہ اس گھر میں نہیں آ سکتی۔۔۔۔۔۔" اب اور کچھ نہیں سننا چاہتا میں۔۔۔۔۔۔"

سرد نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے وہ دو ٹوک لہجے میں بولتے ہوئے سیڑھیاں چڑھ گیا

المنظر نے پلٹ کے سب کو احتجاج بھری نظروں سے سب کو دیکھا تھا۔۔۔۔

زرشاہ نے حویلی کے داخلی دروازے پہ پہنچ کے ایک نظر حویلی پہ ڈالی جس کو چھوڑتے وقت اس کی آنکھوں میں بھی کتنے ارماں تھے۔۔۔۔۔ جیسے ہر لڑکی کی آنکھوں میں ہوتے ہیں لیکن اب اس کی آنکھوں میں محض ان ٹوٹے ہوئے خوابوں کی کڑیاں تھیں۔۔۔۔۔ ضرار کے دھتکارے ہوئے رویے کی دھول جس نے باقی ہر احساس کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا جس وقت زرشاہ اس حویلی سے نکلی تھی اس وقت وہ ایک معصوم سی خوابوں میں جینے والی لڑکی تھی۔۔۔۔۔ اس کہانی کی دنیا میں رہنے والی لڑکی جس میں لاکھ برائیوں کے باوجود شہزادہ شہزادی پہ جان چھڑکتا ہے۔۔۔۔۔ لیکن حقیقت ایسی نہیں ہوتی حقیقت بھیانک ہونے کے ساتھ ساتھ ظالم بھی ہوتی ہے۔۔۔۔۔ آج جب وہ اس حویلی میں لوٹی تھی تو وہ ایک ایسی عورت تھی جس کی اہمیت اس کے شوہر کی نظر میں دو کوڑی کی تھی وہ اٹھارہ سال کی عمر میں ایک دھتکاری ہوئی عورت تھی۔۔۔۔۔ لیکن اس کی آنکھوں میں عجیب سا سرد پن تھا۔۔۔۔۔ اس کی آنکھوں کے سارے آنسو خشک ہو گئے تھے اس نے اب رونا نہیں تھا وہ اپنے حصے کا رو چکی تھی۔۔۔۔۔

اس نے پورے اعتماد سے قدم آگے کی طرف بڑھائے۔۔۔۔۔ اور حویلی کے اندر داخل ہوتے ہی سب سے پہلے اس کا سامنا دراب خان سے ہوا تھا۔۔۔۔۔ اسے دیکھ کے وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔۔۔۔۔

زرشاہ نے پہلی بار اپنے بھائی می کو----- اس حالت میں دیکھا تھا

بکھرے بال سرخ آنکھیں-----

ان کے چہرے پہ عجیب سی ندامت تھی وہ اس سے نظریں چرا گئے تھے-----

”زرشاہ-----“

وہ بس دکھی لہجے میں اسے اتنا ہی کہہ پائے-----

اس نے پلٹ کے ایک نظر انہیں دیکھا تھا-----

”مجھے ضرار نے گھر سے نکال دیا ہے لالا-----“

وہ اتنے عام سے لہجے میں بولی جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو-----

ام کو معاف کر دو زرشاہ یہ سب میری وجہ سے ہوا ہے----- ام نے تمہارا ذنگی برباد کر دیا

-----“

زرشاہ کو اس لمحے وہ بہت شکستہ لگے۔۔۔۔۔

پھر جب زرشاہ بولی تھی تو فقط اتنا بولی تھی۔۔۔۔۔

”لالا اگر تم واقعی ہی امارے لیے کچھ کرنا چاہتے ہو تو ام کو ضرار سے طلاق دلوا دو ام اب اس کے ساتھ نہیں رہنا چاہتا ام یہ رشتہ ختم کرنا چاہتا ہیں۔۔۔۔۔“

اس نے دراب خان کی منت کرتے ہوئے ہاتھ جوڑ کے کہا تھا

دراب خان زرشاہ کے منہ سے یہ الفاظ سن کے دھنگ رہ گئے تھے۔۔۔۔۔

اونچی حویلی موسم سرما کی نرم نرم دھوپ کے حصار میں تھی لیکن حویلی کے اندر موت سا سناٹا تھا۔۔۔۔۔ اوپر والے حصے کے بڑے کمرے کی گلاس ڈور سے باہر دیکھتے ہوئے دراب خان کے چہرے پہ تکلیف اور مایوسی واضح تھی ان کی بہن کے ساتھ جو کچھ بھی ہوا تھا کہیں نا کہیں اس سب کا ذمہ دار وہ خود کو سمجھتے تھے وہ جانتے تھے زرشاہ صرف سب کو دیکھانے کے لیے مضبوط بننے کی اداکاری کر رہی ہے ورنہ وہ اندر سے بہت ٹوٹ گئی ہے۔۔۔۔۔

ابھی وہ انھیں سوچوں میں غلطاں تھے کہ باہر مین گیٹ سے اندر انہوں نے کسی کو داخل ہوتے دیکھا

انہیں جھماکا سا ہوا۔۔۔۔۔

لیکن وہ حقیقت تھی ایک سیکنڈ کے اندر اندر وہ تقریباً بھاگتے ہوئے کمرے سے نکلے اور سیڑھیاں اترتے ہوئے بالکل اس کے مقابل آکے کھڑے ہو گئے۔۔۔۔۔

"ام کو یقین تھا المظ تم ضرور واپس آئے گا۔۔۔۔۔"

ان کے لہجے سے خوشی چھلک رہی تھی

المظ نے ایک سرد نگاہ ان پہ ڈالی۔۔۔۔۔

اور چلتی چلتی صوفے پہ بیٹھ گئی۔۔۔۔

اس کا انداز دیکھ کے ان کی مسکراہٹ سمٹ گئی۔۔۔۔۔

"ام تم سے بات کرنے نہیں آئے بلکہ تمہیں عدالت کا نوٹس دینے آیا ہے۔۔۔۔۔"

المظ نے مغرور سے انداز میں پیپر دراب خان کے سامنے پٹھا۔۔۔۔

"تو دراب خان نے سہراٹھا کے دیکھا۔۔۔۔۔"

ان کی آنکھوں میں کرب تھا۔۔۔۔۔

"الظ تمہیں یہ سب کر کے کیا مل رہا ہے تم اپنے ساتھ ساتھ زرشاہ کی زندگی بھی تباہ کر رہی ہو تم ٹھنڈے دماغ سے سوچو کیا تمہیں میں واقعی ہی ایسا لگتا ہوں۔۔۔۔۔"

انہوں نے اس کے دونوں ہاتھ تھام کے کسی امید کے تحت-----اسے سمجھانے کی کوشش کی-----

وہ واقعی ہی اپنا گھر پہچانا چاہتے تھے۔۔۔۔۔

المظ گردن اونچی کر کے رخ موڑے بیٹھی تھی۔۔۔۔۔

اپنے کمرے سے نکلتی زرشاہ نے ٹھہر کے یہ الفاظ سنے تھے۔۔۔۔۔ وہ المظ کی آواز پہچانتی تھی۔۔۔۔۔

اسے لگا جیسے اس کے زخموں پہ کسی نے نمک چھڑک دیا تھا

”یہ اب یہاں کیا لینے آیا ہے؟“

وہ غصہ ضبط کرتے ہوئے کڑھ کے رہ گئی۔۔۔۔۔

”ام ایسے انسان کے ساتھ نہیں رہ سکتا جس کے دل میں امارے لیے محبت نہ ہو۔۔۔۔۔ جس کے دل میں کوئی ی اور عورت ہو۔۔۔۔۔“ اور بات رہی۔۔۔۔۔ زرشاہ کی تو۔۔۔۔۔ ام تم کو گارنٹی دیتا ہے کہ۔۔۔۔۔ زرشاہ کا گھر امارے وجہ سے خراب نہیں ہو گا۔۔۔۔۔“

المظ کے خشک لہجے میں کہے گئے الفاظ اس کی سماعتوں کے ساتھ ٹکرائے تو وہ تلملا کے رہ گئی۔۔۔۔۔

درب خان نے تیزی سے اس کے ہاتھ کو دوبارہ اپنے ہاتھوں میں لیا۔۔۔۔۔

"الظ با خدا میرے دل میں تم ہو صرف تم ہو۔۔۔۔۔ وہ میری بہنوں جیسی ہے میں صرف تم سے محبت کرتا ہوں۔۔۔۔۔"

انہوں نے تڑپ کے صفائی دی۔۔۔۔۔

"سارے مرد پکڑے جانے کے بعد ایسے ہی کرتے ہیں اگر ام تمہیں اس قدر عزیز ہوتا تو۔۔۔۔۔ تم کبھی ام پہ ہاتھ نہ اٹھاتا۔۔۔۔۔" ام کو تم سے طلاق چاہیے بس۔۔۔۔۔

اس نے کاٹ دار لہجے میں کہا۔۔۔۔۔ تو درب خان کی گرفت اس کے ہاتھ پہ ڈھیلی پڑھ گئی

اور اس سے زیادہ تذلیل زرشاہ اپنے بھائی کی برداشت نہیں کر سکتی تھی۔۔۔۔۔

"اگر تم میرے بھائی کے ساتھ نہیں رہنا چاہتا تو پھر میرا بھائی بھی تم پہ زبردستی نہیں کرے گا۔۔۔۔۔ تمہیں عدالت کا نوٹس لانے کی کوئی ضرورت نہیں۔۔۔۔۔ بھائی تم کو یوں بھی طلاق دے دے گا۔۔۔۔۔"

جن کے چہرے پہ ایک سایہ سا لہرایا تھا۔۔۔۔۔

المنظر کے چہرے پہ ایک ساتھ کئی رنگ آکے گزرے تھے۔۔۔۔۔

"مسئلہ تو تمہارے بھائی می کا ہے۔۔۔۔۔۔ جس قدر اکھڑ مزاج وہ ہے تو اس لحاظ سے مجھے لگتا وہ طلاق بھی شراعی طہ پہ دے گا۔۔۔۔۔۔ اس لیے اب تم ادھر آہی گیا ہے تو یہ اسے یہ پیغام دے دینا میرا۔۔۔۔۔۔ کہ کل تم کو عدالت سے نوٹس آئے گا اور پرسوں تم مجھ کو طلاق دے دینا کیونکہ ام نہیں چاہتا امارا نام تمہارے بھائی می کے نام کے ساتھ مزید ایک دن بھی جڑا رہے۔۔۔۔۔۔"

اس نے سپاٹ چہرے کے ساتھ اعتماد سے ایک ایک لفظ پہ زور دے کے کہا تو المظاس کے انداز پہ دھنگ رہ گئی۔۔۔۔۔

پھر اس نے ایک زخمی نگاہ دراب خان پہ ڈالی جو اب خاموشی سے کھڑے تھے۔۔۔۔۔ پھر غصیلی نظروں سے زرشاہ کو دیکھتے ہوئے حویلی سے باہر نکل گئی۔۔۔۔۔

نیلگوں آسمان پہ آہستہ آہستہ سرمئی اندھیرا چھا رہا تھا۔۔۔۔۔۔ جس وقت وہ واپس حویلی پہنچی اس وقت شام کے سائے گہرے ہو چکے تھے اس نے حویلی کے اندر قدم رکھا تو ویرانی اور خاموشی نے اس کا استقبال کیا اس کے قدم اسے بھاری محسوس ہو رہے تھے جیسے وہ ایک لمحے میں بہت لمبا سفر طے کر آئی ہو اپنی انا کا بھرم قائم رکھتے رکھتے وہ بالکل تھک چکی تھی وہ تھکے تھکے سے انداز میں چادر اتار کے صوفے پہ رکھتے صوفے پہ ڈھ گئی۔۔۔۔۔۔ پشت صوفے کے ساتھ ٹکا کے وہ خالی خالی نظروں سے حویلی کے ویران در و دیوار کو دیکھ کے رہ گئی۔۔۔۔۔۔ اس کے ذہن میں بار بار۔۔۔۔۔۔ زرشاہ کے الفاظ گردش کر رہے تھے وہ یہ سوچ کے رہ گئی کہ کیا واقعی ہی یہ دونوں رشتے ختم ہو جائیں گے۔۔۔۔۔۔ اسی لمحے اسے اپنے پیچھے کسی کی موجودگی کا احساس ہوا تو اس نے گردن ذرا ترچھی کر کے پیچھے دیکھا

پیچھے ضرار دونوں بازو سینے پہ لپیٹے اسے دیکھ رہا تھا المظ نے رخ موڑ لیا۔۔۔۔۔۔

”دھرم گیا تھا تم۔۔۔۔۔۔؟“

وہ چلتا چلتا بالکل اس کے سامنے آ کے کھڑا ہو گیا۔۔۔۔۔۔

وہ تفتیش نہیں کر رہا تھا وہ عام سے لہجے میں سرسری سا پوچھ رہا تھا۔۔۔۔۔

”زرشاہ طلاق چاہتا ہے تم سے۔۔۔۔۔“

اس نے بغیر کسی لگی لپیٹی کے تپش بھرے لہجے میں کہتے ہوئے کچھ دیر رک کے اس کے تاثرات دیکھے۔۔۔۔۔

اس کے چہرے کی جوت فوراً بجھ گئی تھی۔۔۔۔۔

لیکن فوراً خود کو سنبھال کے اس نے تیوری چڑھا کے اسے دیکھا۔۔۔۔۔

”تم دراب خان کے گھر گئی تھی۔۔۔۔۔؟“

اس نے اس کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے ذرا سرد لہجہ اپنایا

اس کے لہجے کی کپکپاہٹ المظ سے محفی نہ رہ سکی۔۔۔۔۔

”ہاں گیا تھا ہم۔۔۔۔۔“

المظ نے نظریں چرائی می-----

وہ اس کے قریب ہی صوفے پہ بیٹھا گیا

المظ نے گردن ترچھی کر کے اسے دیکھا-----

”تم دے سکتا ہے زرشاہ کو طلاق-----“؟

وہ اس سے سوال نہیں پوچھ رہی تھی

تصدیق چاہ رہی تھی

جواب میں ضرار محض اس کا چہرہ دیکھ کے رہ گیا ضرار کے پاس کوئی می جواب نہیں تھا-----

"پلوشہ بھابھی ام تم کو کہہ چکا ہے ام تمہارے بھائی می سے شادی نہیں کرنا چاہتا پھر تم کیوں زبردستی کرنا چاہتا ہے۔۔۔۔۔"

اس نے پلٹ کے صوفے پہ بیٹھی ناراض سی پلوشہ بھابھی کو دیکھتے ہوئے جھنجھلا کے کہا

"کیوں تم کیوں نہیں کرنا چاہتا کیا کمی ہے سیما خان میں۔۔۔۔۔؟"

اس دفعہ مورے نے کچھ خفگی بھرے لہجے میں کہا تھا۔۔۔۔۔

"اس میں کمی نہیں ہے مورے لیکن ام اسے نہیں پسند کرتا ہے۔۔۔۔۔ تم تو جانتا ہے۔۔۔۔۔"

اس نے مورے کے قدموں میں بیٹھتے ہوئے انہیں قائل کرنے کی کوشش کی۔۔۔۔۔

"تم جسے پسند کرتا ہے وہ کسی اور کا شوہر ہے۔۔۔۔۔"

کمرے کے پاس سے گزرتے۔۔۔۔۔ ضرار خان کی سماعتوں سے
یہ الفاظ ٹکرائے تو اس کے قدم وہی تھم گئے۔۔۔۔۔

اب کی بار گل مینے نے تیز لہجے میں کہا

تو پلوشہ بھابھی کے ساتھ ساتھ مورے نے بھی آنکھیں پھاڑ کے اسے دیکھا۔۔۔۔۔

"ہاں ام نے اپنے کانوں سے سنا ہے المظ نے ضرار کو بتایا ہے کہ زرشاہ ضرار خان سے طلاق چاہتا ہے۔۔۔۔۔"

ضرار مٹھیاں بھینچے اس کی گفتگو سن رہا تھا۔۔۔۔۔

"تو گل مینے کہیں زہر بھی تو تم نے خود نہیں پیا تھا دیکھو۔۔۔۔۔"

محتاط نظروں سے ادھر ادھر دیکھ کے انہوں نے بات ذرا مدہم آواز میں جاری رکھی تھی۔۔۔۔۔

"اگر تم نے کوئی ایسا حرکت کیا ہے تو ام کو بتا دو کیونکہ کچھ وقت بعد ضرار خان بات کی تمہ تک پہنچ جائے گا پھر تمہارے ساتھ بہت برا ہو گا۔۔۔۔۔" اگر ام کو پتہ ہوا تو شاید ام بات سنبھال لے

انہوں نے اسے وارن کرتے ہوئے کہا

تو گل مینے نے پرسوج نگاہوں سے انہیں دیکھا۔۔۔۔۔

"ہاں ام نے خود پیا تھا۔۔۔۔۔ زرشاہ نے نہیں دیا تھا۔۔۔۔۔ ام کسی بھی قیمت پہ اسے ادھر سے نکالنا چاہتا تھا اگر ضرار خان محبت اماری تھی تو اس پہ حق بھی امارہ ہے۔۔۔۔۔"

جو آخری بات ضرار خان نے اپنے خوش و حواس میں سنی تھی وہ گل مینے کے زمریلے الفاظ تھے۔۔۔۔۔

اسے محسوس ہوا جیسے وہ زمین میں گرٹھ گیا ہے۔۔۔۔۔

دھڑام سے دروازہ کھلتے ہی سامنے کھڑی شخصیت کو دیکھ کے گل مینے کی روح فنا ہو گئی تھی۔۔۔۔۔ وہ سہم کے اٹھ کھڑی ہوئی ی پھر ایک سہمی نظر سامنے موجود شخص کے چہرے پہ ڈالی جس کی کنپٹی کی رگیں تنی ہوئی ی تھی دونوں ہونٹوں کو سختی سے آپس میں پیوست کیے وہ کھڑا تھا یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے جسم کا تمام خون اس کے چہرے پہ سمٹ آیا ہے۔۔۔۔۔ اس سے پہلے کہ وہ گل مینے کی سمت کوئی ی پیش رفت کرتا گل مینے نے مورے کے پیچھے چھپ جانے میں ہی

عافیت جانی-----جو پہلے سے اپنے بیٹے کے تاثرات دیکھ کے سہمی ہوئی می دیکھائی می دے رہی تھی-----پلو شہ بھا بھی کی حالت بھی کچھ ایسی ہی تھی-----

ضرار دو قدم آگے بڑھا پھر تمام لحاظوں کو بالائے طاق رکھ کے اس نے بے دردی سے گل مینے کا بازو کھینچ کے اپنے قریب کیا-----

”تم نے میری بیوی پہ الزام لگایا-----“؟

اس نے ایک ایک لفظ پہ ذور دینے کے ساتھ اپنی گرفت بھی مضبوط کی تو اس کے دونوں ناخن گل مینے کے بازو میں پیوست ہو گئے-----

وہ کراہ کے رہ گئی-----

لیکن سامنے موجود شخص کی آنکھوں میں بے رحمی اور سفاکیت واضح تھی-----

”ہاں لگایا میں نے الزام-----“

یہ درد اب ناقابل برداشت تھا اس لیے اس نے گردن کو یہاں وہاں موڑتے ہوئے تکلیف کے زیر اثر کہا تو ضرار خان کی آنکھوں میں جیسے خون اتر آیا۔۔۔۔۔

”تمہاری ہمت کیسے ہوئی می میں تمہاری جان لے لوں گا۔۔۔“

وہ غصے میں پاگل ہو رہا تھا

اس کو بازو سے پکڑ کے تقریباً گھسیٹ کے باہر لے کے جانے لگا جب گل مینے نے سختی سے اپنا بازو چھڑوایا۔۔۔۔۔

”تمہارا وجہ سے ہوا امارا ہمت اگر تم کو اتنا ہی اعتبار تھا اپنی بیوی پہ تو تم نے امارا بات کیوں سنا؟ کیوں یقین کیا امارا بات کا؟“

اب وہ کھل کے میدان میں اتری تھی۔۔۔۔۔

شور سن کے آغا جان اور شیراز خان بھی اس طرف آگئے تھے

المظاہبۃ داخلی دروازے کے پاس کھڑی سوالیہ نظروں سے ضرار خان کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

آغا جان سوالیہ نظروں سے کبھی گل مینے کبھی ضرار خان کو دیکھ رہے تھے

”ام پوچھ سکتا ہے کہ یہ سب کیا تماشہ ہو رہا ہے۔۔۔۔۔“

آغا جان کی کرک دار آواز گونجی تو ضرار خان محض گل مینے کو گھور کے رہ گیا۔۔۔۔۔

جو زخمی شیرینی کی طرح اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

مورے نے بات سنبھالنے کی غرض سے فوراً ساری بات آغا جان کے گوش گزار کی۔۔۔۔۔

تو وہ پرسوچ نظروں سے ضرار کو دیکھنے لگے۔۔۔۔۔

جو اب پہلے کی نسبت ٹھنڈا دیکھائی دے رہا تھا۔۔۔۔۔

”تم کو کیا لگتا ہے تمہارے اور زرشاہ کے درمیان جو کچھ بھی ہوا ہے اس کا ذمہ دار گل مینے ہے ، المظ
ہے“

ایک نظر المظ کو دیکھا تو وہ سر جھکا گئی۔۔۔۔۔

ضرار نے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا ہی تھا کہ آغا جان نے ہاتھ کے اشارے سے اسے خاموش کروا دیا۔۔۔۔۔

”بہت بول چکے ہو تم بہت سن چکے ام۔۔۔۔۔ اب ام بولے گا اور تم سنو گے۔۔۔۔۔“

وہ رعب دار لہجے میں بولے۔۔۔۔۔

ضرار کا سر مزید جھک گیا۔۔۔۔۔

”عورت نا سمجھ ہو تو چل جاتا ہے لیکن مرد نا سمجھ ہو تو نسلیں تباہ ہو جاتی ہیں۔۔۔۔۔“

اللہ نے مرد کو حاکم کیوں بنایا ہے طلاق کا اختیار اسے کیوں دیا ہے۔۔۔۔۔؟

کیونکہ مرد میں عورت کی نسبت برداشت زیادہ ہے اللہ نے اسے نگہبان اور حاکم اس لیے بنایا ہے کیونکہ اس کے اندر صلاحیتیں رکھی ہیں عورت میں یہ صلاحیتیں نہیں ہیں۔۔۔۔۔“

لیکن اگر مرد ہی اس قدر جذباتی ہو جائے۔۔۔۔۔ اور اپنی بیوی کی حفاظت نہ کر سکے ذرا سی بات پہ اپنی عورت کو ذلیل کر کے رکھ دے۔۔۔۔۔ تو کیا وہ حاکم ہوا۔۔۔۔۔ "؟ وہ تو مرد بھی نہ ہوا۔۔۔۔۔"

ضرار خان چلوام مان لیتا ہے گل مینے نے غلط کیا الزام لگا کہ لیکن اس کی بات کا یقین کس نے کیا۔۔۔۔۔ "؟ تم نے۔۔۔۔۔"

انہوں نے اس کی طرف اشارہ کر کے اسے آئی بنہ دیکھایا۔۔۔۔۔

"اس نے الزام لگایا یہ تو نہیں کہا کہ ہاتھ سے پکڑ کے اسے گھر سے باہر نکال دو تم۔۔۔۔۔"

اگر خاوند بیوی کا رشتہ اس قدر ناپائی دار ہوا تو وہ رشتہ تو نہ ہوا۔۔۔۔۔"

انہوں نے افسوس سے اسے دیکھ کے نفی میں سر ہلایا۔۔۔۔۔

"اور یہ تمہارا اور زرشاہ کا آپس کا معاملہ ہے اگر تم کو لگتا ہے تم اس کا خیال رکھ سکتا ہے اس کے ساتھ انصاف کر سکتا ہے تو۔۔۔۔۔ تم اسے منا کے گھر واپس لے آؤ اس گھر کے دروازے اس کے لیے ہمیشہ کھلے ہیں۔۔۔۔۔"

بات رہا گل مینے کا تو۔۔۔۔۔ ام شہروز خان کے ساتھ بات کر چکا ہے اسے زبان دے چکا ہے دو دنوں کے بعد شہروز خان کے بیٹے کے ساتھ نکاح ہے اس کا اور اب ام کوئی می نیا تماشہ نہیں چاہتا۔۔۔۔۔“

وہ گل مینے کی شکوہ کناں نظروں کو نظر انداز کرتے ہوئے ضرار پہ ایک نظر ڈال کے باہر نکل گئے۔۔۔۔۔

آغا جان کی باتیں سن کے وہ دونوں بہن بھائی می زمین میں گرٹھ کے رہ گئے تھے۔۔۔۔۔

پھر آہستہ آہستہ سب لوگ کمرے سے نکل گئے۔۔۔۔

المنظر نے آخری بار کمرے سے جسے نکلتے دیکھا تھا وہ گل مینے تھی۔۔۔۔۔

پھر اس کے قدم خود بخود ضرار خان کی طرف اٹھے تھے

اگر کوئی می اور وقت ہوتا تو وہ اپنی غلطی مانتی سب سچ بتا دیتی لیکن ابھی وہ وقت نہیں آیا تھا۔۔۔۔۔

وہ چلتی چلتی اس کے قریب گئی تھی۔۔۔۔۔

”لالا۔۔۔۔۔“

اس نے ضرار خان کے کاندھے پہ ہاتھ رکھا تو وہ چونکا۔۔۔۔۔

”ام زرشاہ کو منالے گا۔۔۔۔۔“

اس نے آنسو ضبط کرتے ہوئے ضرار کو تسلی دی تھی۔۔۔۔۔

”نہیں المظاہ وہ نہیں مانے گا۔۔۔۔۔“

وہ المظاہ کی طرف دیکھتے ہوئے بڑبڑایا تھا۔۔۔۔۔

المظاہ کو اس کی حالت۔۔۔۔۔ غیر لگی تھی۔۔۔۔۔

”درب خان مجھے میری بیوی سے ملنا ہے تم ہوتے کون ہو مجھے روکنے والے۔۔۔۔۔؟“

وہ آپے سے باہر ہو گیا تھا اسی لیے کسی زخمی شیر کی طرح دراب خان پہ جھپٹا تھا اور ان کا گریبان پکڑ کے خون آشام نگاہوں سے انہیں دیکھتے ہوئے پھنکارا تھا۔۔۔

واجد لالا نے ناگواری سے ضرار خان کو دیکھا تھا۔۔۔۔

”پہلی بات وہ تم سے نہیں ملنا چاہتی دوسری بات۔۔۔۔۔ میں اس کا بھائی ہی ہوں۔۔۔۔۔“

دراب خان نے جارحانہ انداز میں اپنا گریبان چھڑاتے ہوئے سرد لہجے میں اسے بہت کچھ بتا دیا۔۔۔۔۔

”کیسے بھائی ہی ہو تم اپنی ہی بہن کا گھر خراب کر رہے ہو تم۔۔۔۔۔“

ضرار خان دھاڑا تھا۔۔۔۔۔

”آواز نیچی رکھ کے بات کرو تم یہ مت بھولو کہ۔۔۔۔۔ تم امارے گھر میں کھڑا ہے۔۔۔۔۔“

واجد لالا نے اسے ناگواری سے لٹکا تھا۔۔۔۔۔

زرشاہ بالکل ایسے کھڑی تھی جیسے وہ کوئی می پتھر کا بت ہو۔۔۔۔۔

المنظر نے ایک سہمی ہوئی نگاہ دراب خان کے چہرے پہ ڈالی جہاں اجنبیت تھی۔۔۔۔۔

"یہ بات تمہیں تب یاد نہیں آئی جب تم نے میری بہن کو ذلیل کر کے گھر سے نکالا تھا اب کس منہ سے تم مجھے شرم دلا رہے ہو۔۔۔۔۔"

دراب خان نے تاسف بھری نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے ملامت بھرے لہجے میں کہا۔۔۔۔۔

"ہٹو آگے سے مجھے اپنی بیوی سے بات کرنے دو۔۔۔۔۔"

ضرار خان نے دراب خان کو پرے دھکیلا اور زرشاہ تک پہنچنے کی کوشش کی جو ان کے ایک طرف کھڑی تھی

تو دراب خان نے اسے آگے کی طرف دھکیلا وہ اونڈھے منہ سیدھا زرشاہ کے قدموں میں گرا تھا۔۔۔۔۔

اس کے ناک سے بری طرح خون بہنے لگا تھا۔۔۔۔۔

ضرار نے نظر اٹھا کے دیکھا تھا تو پہلی بار زرشاہ کے وجود میں حرکت پیدا ہوئی تھی۔۔۔۔۔

اس سے پہلے کے وہ دو قدم پیچھے جاتی ضرار نے اس کے پیر پکڑنے کی کوشش کی۔۔۔۔۔

"ہٹ جاؤ ضرار خان ام نفرت کرتا ہے تم جیسے مرد سے جسے پوری دنیا پہ یقین ہے سوائے اپنا بیوی کے۔۔۔۔۔"

وہ اتنے ذور سے چیخی تھی کہ پوری حویلی میں ایک لمحے کے لیے صرف اس کی چیخ گونجی تھی۔۔۔۔۔

"ام تھوکتا ہے تم جیسے مرد پہ۔۔۔۔۔ جو اپنی ہی عورت کو ذلیل کر دے۔۔۔۔۔"

اس نے ایک سرد نگاہ اس پہ ڈالی اور اسے ٹھوکر مار کے آگے بڑھ گئی۔۔۔۔۔

وہ فوراً اٹھ بیٹھا تھا۔۔۔۔۔

اس کا پورا جسم پسینے میں شرابور تھا۔۔۔۔

اس نے سر کو جھٹکا دے کے حواسوں میں لوٹنے کی کوشش کی۔۔۔۔۔

اسے لگا وہ انگاروں میں ہے۔۔۔۔۔

اس نے یوں محسوس کیا جیسے اس کا پورا جسم بخار میں تپ رہا ہے۔۔۔۔۔

”زرشاہ۔۔۔۔۔“

اس نے گردن یہاں وہاں گھما کے دیکھا۔۔۔۔۔

زرشاہ کہیں نہیں تھی

کھڑکی سے مدہم روشنی اندر کمرے کی زمین پہ ایک لکیر کی صورت میں آرہی تھی۔۔۔۔۔

یعنی ابھی رات نہیں ہوئی تھی

اسے شدید کمزوری کا احساس ہو رہا تھا۔۔۔۔

اسے شدت سے پیاس کا احساس ہوا تو اس نے پاس ٹیبل پہ ہاتھ مار کے جاگ ڈھونڈنے کی کوشش کی

اس کی آنکھوں کے سامنے دھند چھانے لگی۔۔۔۔

اس کا ہاتھ جگ کے ساتھ ٹکرایا۔۔۔۔

اور جگ زمین بوس ہو کے کرچی کرچی ہوا تھا۔۔۔۔

وہ تکیے پہ ڈھ سا گیا۔۔۔۔

دھند چھٹی تو اس نے جو آخری چہرہ دیکھا تھا وہ زرشاہ کا تھا۔۔۔۔

وہ زیر لب بڑبڑایا تھا۔۔۔۔۔۔

اس کے چہرے پہ مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔۔۔۔

"دھڑام سے دروازہ کھلتے ہی زرشاہ بوکھلا کے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی می۔۔۔۔"

اس کے سامنے دراب خان کا دھواں دھواں چہرہ کسی انہونی کی طرف اشارہ کر رہا تھا۔۔۔۔

وہ دو قدم دراب خان کے قریب گئی۔۔۔۔۔

"لالا۔۔۔۔۔" کیا ہوا۔۔۔۔۔؟

اس نے پریشانی سے ان کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔۔۔۔۔

"زرشاہ۔۔۔۔۔ ضرار خان۔۔۔۔۔"

انہوں نے زرشاہ کے سر پہ ہاتھ رکھا۔۔۔۔۔

زرشاہ کو لگا چھت اس کے سر پہ آن گرا ہے۔۔۔۔۔

”لالا کیا ہوا ہے ضرار کو۔۔۔۔۔؟“

اس کو اپنی آواز کسی کھائی می سے آتی محسوس ہوئی می۔۔۔۔۔

”لالا ام تم سے پوچھ رہا ہے کیا ہوا ہے۔۔۔۔۔؟“

وہ دو قدم آگے آئی می۔۔۔۔۔ پھر سر جھکا کے کھڑے دراب خان کو بازو سے پکڑ کے جھنجھوڑا۔۔۔۔۔

”وہ ہسپتال میں داخل ہے۔۔۔۔۔ اس کی حالت ٹھیک نہیں ہے زرشاہ۔۔۔۔۔۔۔“

ہسپتال میں بھی بار بار وہ تمہارا نام لے رہا ہے۔۔۔۔۔

انہوں نے اس کے سر پہ تسلی دینے والے انداز میں ہاتھ رکھا تو ان کے چہرے پہ ایسا کچھ تھا جس نے زرشاہ کو اندر سے جھنجھوڑ کے رکھ دیا۔۔۔۔۔

اس کے بعد جیسے ہر طرف دھند چھا گئی تھی کوئی می چہرہ واضح نہیں رہا تھا

”درب خان کب اس کے پہلو میں آ کے کھڑے ہوئے اسے کچھ پتہ نہ چلا۔۔۔۔۔“

درب خان اس کا بازو پکڑ کے اب مطلوبہ وارڈ کی طرف جارہے تھے

دور سے شناسہ چہروں کی چھلک نظر آئی ی تو وہ اس طرف بھاگی۔۔۔۔۔

المنظ نے کچھ بے یقینی سے درب خان کو دیکھا۔۔۔۔۔

انہوں نے اسے یکسر نظر انداز کیا تو وہ نظر جھکا کے رہ گئی۔۔۔۔۔

”ضرار خان۔۔۔۔۔؟؟“

اس نے اپنے حواسوں میں لوٹتے ہی المنظ سے جو پہلا سوال پوچھا تھا وہ یہی تھا۔۔۔۔۔

”المنظ بجائے جواب دینے کے اس کے ساتھ لیپٹ کے رو دی۔۔۔۔۔“

”لالا کو برین ہمبرج ہوا ہے زرشاہ لالا ٹھیک نہیں ہے۔۔۔۔۔ اس کو تمہارا بددعا لگ گیا ہے۔۔۔۔۔“

وہ بچکیوں کے درمیان کہہ رہی تھی۔۔۔۔

”نہ المظام نے ضرار کو کبھی بد دعا نہیں دیا وہ ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔۔۔“

ہا نہ لالا۔۔۔۔۔“

پلٹ کے دراب خان سے تصدیق چاہی تو انہوں نے محظ سر ہلا دیا۔۔۔۔۔

”ڈاکٹر کے باہر آتے ہی زرشاہ۔۔۔۔۔ ڈاکٹر کی طرف لپکی تھی۔۔۔۔۔“

”ڈاکٹر ضرار خان ٹھیک تو ہے نا۔۔۔۔۔“

اس نے قریب ہو کے ایک دفعہ اور تصدیق چاہی۔۔۔۔۔

”آپ سب میں سے زرشاہ کون ہے۔۔۔۔۔؟“

ڈاکٹر نے اس کے سوال کو یکسر نظر انداز کر کے سب کو ایک نظر دیکھا۔۔۔۔۔

”میں ہوں زرشاہ۔۔۔۔۔“

اس نے بے تاب ہو کے کہا۔۔۔۔۔

”مریض کو مکمل ہوش نہیں آ رہا غنودگی میں وہ بار بار ایک یہ ہی نام پکار رہے ہیں آپ ایک دفعہ۔۔۔۔۔ مریض سے جا کے مل لے شاید ان کی حالت سنبھل جائے۔۔۔۔۔ اس طرح ہم پر امید نہیں ہیں۔۔۔۔۔“

ڈاکٹر ایک نظر زرشاہ کو دیکھ کے کاروباری انداز میں کہتے۔۔۔۔۔ ہوئے آگے بڑھ گیا۔۔۔۔۔

زرشاہ نے ایک درد بھری نظر۔۔۔۔۔ دراب خان پہ ڈالی۔۔۔۔۔

اور وارڈ کا دروازہ کھول کے اندر چلی گئی۔۔۔۔۔

الظ نے ایک دفعہ پھر دراب خان کے تاثرات جانچنے کی کوشش کی

ان کا چہرہ ہنوز سپاٹ تھا۔

وہ جب دھیرے سے اندر داخل ہوئی تو ادویات کی مخصوص بو اس کے نتھے چیرتی ہوئی می آگے بڑھ گئی۔۔۔۔۔

اس نے چور نظروں سے بیڈ پہ سوئی یوں میں جھکڑے ضرار کو دیکھا تو اس کا دل کٹ کے رہ گیا۔۔۔۔

ایسا تو چھوڑ کے نہیں گئی تھی وہ اسے۔۔۔۔۔

وہ دھیرے دھیرے چلتی اس کے قریب آئی۔۔۔۔۔

تھوڑا جھک کے اس کا چہرہ دیکھا۔۔۔۔

جو زد پڑھ چکا تھا آنکھوں کے نیچے سیاہ ہلکے واضح تھے۔۔۔۔۔

اس نے اپنا گال اس کے گال کے ساتھ مس کیا اس نے محسوس کیا اس کا-----چہرہ تپ رہا

اس کی سانسیں بھی اکھڑی ہوئی تھی۔۔۔۔

زرشاہ نے ہاتھ سے اس کے سامنے کے بال پیچھے کیے۔۔۔۔

اس کے جسم میں کوئی حرکت پیدا نہیں ہوئی تھی

اس نے دھیرے سے اس کے چہرے پہ ہاتھ پھیرا

اس کے وجود میں کوئی حرکت پیدا نہ ہوئی۔۔۔۔۔

اس نے اپنے لب اس کے دہکتے ہوئے ماتھے پہ رکھے تو کسی اپنے کالمس محسوس کر کے۔۔۔۔۔ اس کے لب دھیرے سے ہلے تھے۔۔۔۔۔

”زرشاہ۔۔۔۔۔“

دھندلائی نظروں سے اس نے کالی چادر میں لپٹے وجود کو دیکھ کے ٹوٹے پھوٹے الفاظ ادا کیے۔۔۔۔۔

زرشاہ نے چونک کے سر اٹھایا لیکن اس کی آنکھیں ہنوز بند تھیں۔۔۔۔۔

زرشاہ کو لگا یہ اس کا وہم ہے۔۔۔۔۔

اس کی آنکھوں سے دو آنسو ٹوٹ کے ضرار کے چہرے پہ گرے۔۔۔۔۔ تو اس نے دھیرے سے آنکھیں کھولی تھیں

وہ غنودگی میں تھا اسے سب کچھ وہم ہی لگ رہا تھا۔۔۔۔۔

اس نے دھیرے سے ہاتھ اٹھا کہ جیسے زرشاہ کا ہاتھ پکڑنے کی کوشش کی زرشاہ نے تڑپ کے اس کا ہاتھ تھام لیا تھا

ضرار کا شک یقین میں بدل رہا تھا۔۔۔۔۔

وہ زرشاہ ہی تھی۔۔۔۔۔

اس نے ایک دفعہ پھر کہنے کی کوشش کی لیکن وہ بول نہیں پایا۔۔۔۔۔

زرشاہ نے محسوس کیا وہ بھی رو رہا ہے۔۔۔۔

”ہاں ضرار ام تمہارے پاس ہے ام تم کو چھوڑ کے اب کہیں نہیں جائے گا۔۔۔۔

اس نے اس کے ہاتھوں کو لبوں کے ساتھ لگاتے ہوئے کہا۔۔۔۔

پتہ نہیں اسے سمجھ آئی تھی یا نہیں لیکن اس کی آنکھیں ایک دفعہ پھر بند ہو گئی تھیں۔۔۔۔

اس کے جسم کا درجہ حرارت ایک دفعہ پھر بڑھ گیا تھا

وہ سانس بھی رک رک کے لے رہا تھا۔۔۔۔

اس کو اس طرح دیکھ کے زرشاہ کی حالت غیر ہو گئی تھی۔۔۔۔

وہ ڈاکٹر کو اونچی آواز میں پکارتی۔۔۔۔۔۔ اس کا ہاتھ چھوڑ کے باہر کی طرف بھاگی۔۔۔۔

اس نے دھیرے سے آنکھیں کھولی دھندلاہٹ کے اس پار سفید کپڑے پہنے ضرار کا ہاتھ زرشاہ نے چھوڑ

دیا تھا۔۔۔۔

”اس سب کا ذمہ دار ام ہے۔۔۔۔۔“

دور چمکتے چاند کی مدہم روشنی میں مدہم ہوا کے ساتھ جھومتے آم کے درخت کی طرف دیکھتے اس نے
ندامت سے کہا تو دراب خان نے محض اسے ایک نظر دیکھا۔۔۔۔۔

”المظ پچھتاوے ندامت کبھی گزرا ہوا وقت ہمیں واپس نہیں کر سکتی۔۔۔۔۔“

تمہارا ایک پچھتاوہ بھی ان لمحات کی اذیت کم نہیں کر سکتا جو میں نے اور میری بہن نے اذیت میں
گزارے ہیں۔۔۔۔۔

”تمہاری ندامت ہر گز میری اور ثنا کی بے عزتی کا مداوہ نہیں ہو سکتی۔۔۔۔۔“

انہوں نے نیچے کچی زمین کو گھورتے عام سے لہجے میں بہت بڑی بات کہہ دی تھی۔۔۔۔۔

”ام معافی مانگنے کو تیار ہے۔۔۔۔۔“

اس نے فوراً صفائی می پیش کی

"اچھا المظ چلو تم نے مانگ لی معافی۔۔۔۔۔ میں نے تمہیں معاف بھی کر دیا۔۔۔۔۔" کیا ہو گا اس معافی سے۔۔۔۔۔؟؟؟

انہوں نے رخ اس کی طرف موڑ کے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔۔۔۔۔

"کیا تمہارا لالا۔۔۔۔۔ ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔۔۔"؟؟؟

"کیا زرشاہ اور ضرار میرا اور تمہارا رشتہ پھر پہلے جیسا ہو جائے گا۔۔۔۔۔"

انہوں نے ابرو ترچھا کر کے سوالیہ انداز اپنایا

وہ لا جواب ہو گئی تھی۔۔۔۔۔

"معافی کا جو بھی کانسیپٹ ہے۔۔۔۔۔ وہ کچھ بھی ہو پر یہ ہر گز نہیں ہے کہ اپنے ہوش و حواس میں دوسرے انسان کو تکلیف پہنچاؤ۔۔۔۔۔" پھر معافی مانگ لو۔۔۔۔۔"

”تو کیا تمہیں لگتا ہے کسی انسان کا تکلیف کا ازالہ ہے یہ لفظ۔۔۔۔۔“

تاسف سے سر جھٹک کے ایک دفعہ پھر راہداری سے اندر آتے لوگوں کو دیکھنے لگا۔۔۔۔۔

وہ دونوں اس وقت۔۔۔۔۔ ہسپتال کے پارکنگ ایریا کے ساتھ بنی چھوٹی سی لان نما جگہ پہ بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔۔۔۔۔

وہ بالکل لاجواب ہو گیا تھا اور ساتھ ہی سر جھکا کے بیٹھ گئی۔۔۔۔۔

آج اسے اس چیز کا احساس ہو رہا تھا کہ دراب خان زرشاہ اور ضرار نے اس کی وجہ سے کتنا سفر کیا تھا۔۔۔۔۔

”دراب خان۔۔۔۔۔“

اس نے تھوڑے وقفے کے بعد ان کو پکارا

انہوں نے گردن ترچھی کر کے اسے دیکھا۔۔۔۔۔

”کیا تم ام کو چھوڑ دے گا۔۔۔۔۔؟“

اس نے کسی امید کے تحت دراب خان کی طرف دیکھا

وہ ایک گہری سانس لے کے رہ گیا۔۔۔۔۔

”الفاظ اس وقت مجھے چھوڑنے کا فیصلہ تمہارا تھا میں نے تمہیں روکنا چاہا تم نہیں کی۔۔۔۔۔“

لیکن۔۔۔۔۔

پلٹ کے ایک نظر اس کے جھکے ہوئے سر کو دیکھا

”لیکن اب تمہیں چھوڑنے کا فیصلہ میرا ہے۔۔۔۔۔“

انہوں نے پختہ لہجے میں کہا تو ایک لمحے کے لیے الفاظ سکتے میں آگئی۔۔۔۔۔

اس نے بے یقینی سے ان کی طرف دیکھا

ان کا چہرہ سپاٹ تھا۔۔۔۔۔

"مجھے ضرار خان۔۔۔۔۔ شروع میں غلط لگتا تھا۔۔۔۔۔ لیکن۔۔۔۔۔ پھر میں نے سوچا۔۔۔۔۔ تو اس سے زیادہ میں نے خود کو غلط پایا۔۔۔۔۔"

وہ اس کے چہرے کے بدلتے تاثرات کو نظر انداز کر کے۔۔۔۔۔ اپنی ہی دھن میں کسے جارہے تھے

جیسے وہ کچھ بھی سننے کا ارادہ نہ رکھتے ہو۔۔۔۔۔

"میں نے کبھی ایک ذمہ دار بھائی بن کے سوچا ہی نہیں میں نے کبھی اپنی بہن سے پوچھا ہی نہیں کہ وہ اپنے گھر میں خوش بھی ہے یا نہیں۔۔۔۔۔"

"ضرار خان نے اپنی بہن کے لیے اپنا گھر تک توڑنے کا سوچ لیا اور میں کیا کرتا رہا خود غرضی سے۔۔۔۔۔ تمہارے متعلق ہی سوچتا رہا۔۔۔۔۔"

وہ دکھی لہجے میں بول رہے تھے اور المنظ سانس روکے انہیں دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

"میری دعا ہے کہ اللہ ضرار کو صحت دے اور زر شاہ اور اس کا رشتہ قایم رہے لیکن المظ اگر ایسا نہیں ہوتے تو تم مجھ سے اس دفعہ اچھائی کی امید مت رکھنا اگر زر شاہ اور ضرار کا رشتہ نہ بچا تو میرا تمہارا رشتہ بھی نہیں بچے گا۔۔۔۔"

وہ چبھتی ہوئی نظروں سے۔۔۔۔ اسے دیکھتے اٹھ کھڑے ہوئے۔۔۔۔

"لالا۔۔۔۔۔"

زر شاہ نے پھولے ہوئے سانس کے ساتھ دراب خان کو پکارا تو وہ فوراً پلٹے۔۔۔۔

وہ بامشکل دیوار کا سہارا لے کے کھڑی تھی۔۔۔۔

اس کی سانس پھولی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ اس کا دھواں دھواں چہرہ کوئی اور ہی کہانی سنارہا تھا

کسی انہونی کے احساس کے تحت۔۔۔۔۔ المظ اپنا غم بھول کے فوراً اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔۔

"ضرار خان ٹھیک سے سانس نہیں لے پارہا۔۔۔۔۔" لالا۔۔۔۔۔

وہ تقریباً رو دینے کو تھی۔۔۔۔۔

المنظر نے ایک نظر دراب خان کو دیکھا پھر وہ فوراً اندر کی طرف بھاگی۔۔۔۔۔

ہسپتال کے ٹھنڈے فرش پہ اس کے قدموں کی چاپ صاف سنائی دے رہی تھی اس کی چال سے اس کی پریشانی واضح تھی۔۔۔۔۔

ایک طرف دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کے کھڑے۔۔۔۔۔ دراب خان نے پرسوج نظروں سے وارڈ کے باہر چکر کاٹی۔۔۔۔۔ زرشاہ کو دیکھا۔۔۔۔۔

جس کے انداز سے اس کی بے چینی کا اندازہ لگایا جاسکتا تھا

المنظر اپنی ماں کے گلے لگ کے کب سے روئے جارہی تھی وقفے وقفے سے وہ ایک شکایتی نگاہ۔۔۔۔۔ دراب خان پہ بھی ڈال لیتی تھی جو اس کی طرف دیکھنے سے بھی گریز پاتھے۔۔۔۔۔

اسفندیار اور شیراز خان فلحال خاموشی سے ایک طرف کھڑے تھے۔۔۔۔۔

زرشہ کو یوں محسوس ہو رہا تھا کہ ایک ایک لمحہ صدیوں کے برابر ہے۔۔۔۔۔

ڈاکٹر کو اندر وارڈ میں گئے ایک گھنٹے سے زیادہ ہو گیا تھا۔۔۔۔۔

لیکن زرشہ کو یہ ایک گھنٹہ صدیوں کے برابر لگ رہا تھا

”لالا۔۔۔۔۔ ڈاکٹر کیوں نہیں آ رہا باہر۔۔۔۔۔“؟؟

آخر تھک کے وہ پریشانی سے دراب خان کی طرف لپکی۔۔۔۔۔

”زرشہ آجائے گے باہر۔۔۔۔۔ صبر کرو۔۔۔۔۔“

انہوں نے سنجیگی سے کہا۔۔۔۔۔

تو اسی لمحے ڈاکٹر دروازہ کھول کے باہر نکلا تو سب ان کی طرف لپکے۔۔۔۔۔

"ضرار کیسا ہے-----؟؟"

سوال پوچھنے والی مورے تھی۔۔

المظ بھی اپنا رونا بھول کے ادھر متوجہ ہو گئی تھی۔۔۔۔

"مریض کی حالت خطرے سے باہر ہے لیکن فلحال دواؤں کے زیر اثر آرام کر رہے ہیں۔۔۔۔۔ تھوڑی دیر بعد آپ ان سے مل سکتے ہیں۔۔۔۔۔"

مسکرا کے سب کو اطلاع دیتے ڈاکٹر۔۔۔۔۔ آگے بڑھ گیا تھا۔۔۔۔۔

اور زرشاہ کی جان میں جان آئی تھی

اس کے دل کی مرجھائی ہوئی کھلی ایک دفعہ کھل اٹھی تھی۔۔۔۔۔

المظ نے۔۔۔۔۔ ایک نظر زرشاہ کو دیکھا

پھر وہ اپنے جذبات پہ قابو نہ رکھ پائی۔۔۔۔۔

اور زرشاہ کے ساتھ لیٹ گئی۔۔۔۔

وہ دونوں زاروقطار رو رہی تھی لیکن یہ آنسو خوشی کے تھے

کھو کے دوبارہ بہت کچھ پانے کی خوشی۔۔۔۔۔

اور دوبارہ کسی کو پالینے کی خوشی۔۔۔۔۔

زرشاہ کی دراب خان کی طرف پیٹھ تھی۔۔۔۔۔ اور المظ کا چہرہ۔۔۔۔۔

المظ نے ڈرتے ڈرتے نظر اٹھائی تو دراب خان۔۔۔۔۔ اسی کی طرف دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔

اس نے نظریں ایک دفعہ پھر جھکا دی۔۔۔۔۔

سب آہستہ آہستہ اندر ضرار کو دیکھنے جارہے تھے۔۔۔۔۔

مورے نے دروازے میں کھڑے ہو کے زرشاہ کو پکارا تو وہ المظ سے علیحدہ ہو کے پیچھے پلٹی۔۔۔۔۔

اسے مورے شرمندہ سی لگ رہی تھی۔۔۔۔

المظانگلیاں مڑوڑتے ہوئے سر جھکا کے کھڑی تھی اور دراب خان اسے بڑی گہری نظروں سے دیکھ رہے تھے۔۔۔۔

لیکن اس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ سر اٹھائے۔۔۔۔

”دراب کو ہوش آگیا ہے“ وہ تم کو بلا رہا ہے۔۔۔۔۔“

شرمندہ سے لہجے میں کہتے ہوئے مورے ایک طرف ہو کے کھڑی ہو گئی۔۔۔۔۔

زرشاہ نے پلٹ کے کچھ ہچکچاتے ہوئے۔۔۔۔۔ دراب خان کی طرف دیکھا۔۔۔۔۔

جن کے چہرے پہ سنجیدگی تھی۔۔۔۔

انہوں نے محض سر جھکا دیا تو وہ نے تلمے قدم اٹھاتی۔۔۔۔۔ اندر ضرار کی طرف چلی گئی۔۔۔۔۔

المنظر کی دونوں بھابھیاں گھر میں۔۔۔۔۔گل مینے کے ساتھ تھی دو دن بعد اس کا نکاح تھا کارڈ وغیرہ
بٹ چکے تھے یہ ایک الگ پریشانی تھی۔۔۔۔

دونوں۔۔۔۔۔ ہی ایک دوسرے کو مخاطب کرنے سے گریز پاتھے۔۔۔۔۔

المظ کافی دیر سر جھکا کے کھڑی رہی۔۔۔۔۔ پھر اس نے سر اٹھایا

درا ب خان اب بھی اس کی طرف ہی دیکھ رہے تھے۔۔۔

"اب تو لالا ٹھیک ہو گیا ہے اب تم نے کیا سوچا ہے۔۔۔۔۔؟؟"

سر جھکائے ہی اس نے ڈرتے ڈرتے-----درب خان کو مخاطب کیا تھا-----

”میں کیا سوچ سکتا ہوں-----“

جواب لاپرواہی سے آیا تھا

اس لاپرواہی می پہ وہ کلس کے رہ گئی

اس کی آنکھیں لبالب پانیوں سے بھر گئی-----

زخمی نظروں سے درب خان کو دیکھ کے رہ گئی-----

”تم پہلے ایسے تو نہ تھے-----“

شکوہ کناں نظروں سے انہیں دیکھتے اس نے دکھی لہجے میں کہا تو انہوں نے پٹ کے ایک طنزیہ نگاہ اس پہ ڈالی-----

”یہ ہی تو افسوس ہے اگر میں پہلے سے ایسا ہوتا تو-----آج یہ سب نہ ہوتا-----“

تاسف سے کہتے وہ پھر رخ موڑ گئے۔۔۔۔۔

"کچھ بھی نہیں ہوا دراب خان سب ٹھیک ہو گیا ہے ضرار ٹھیک ہو گیا ہے زرشاہ اب امارے ساتھ امارے گھر چلا جائے گا ام ضرار کو سب سچ بتا دے گا۔۔۔۔۔ اگر تم کہتا ہے ام ثنا سے بھی معافی مانگ لے گا پر تم ام کو مت چھوڑو۔۔۔۔۔"

اس کی آنکھوں سے آنسو گر رہے تھے۔۔۔۔۔ وہ تکلیف میں تھی اس بات کا اندازہ دراب خان کو بھی ہو رہا تھا۔۔۔۔۔

اردگرد سے گزرتے لوگوں کی توجہ اس طرف نہیں تھی۔۔۔۔۔ یہ ہسپتال تھا اور یہاں ہر روز ہی کوئی نہ کوئی اپنے پیارے کے لیے روتا تھا۔۔۔۔۔

اور ادھر آکے دراب خان ایک دفعہ پھر پگھل گئے تھے

اس سے زیادہ وہ اپنے دل کو۔۔۔۔۔ سخت نہیں کر سکتے تھے۔۔۔۔۔

مرد کا دل اپنی من پسند عورت کے سامنے ہی پسچ جاتا ہے۔۔۔۔۔

انہوں نے اسے کندھے سے تھاما اور ایک طرف بیچ پہ لے گئے۔۔۔۔۔

ادھر بیٹھ کے انہوں نے پہلے اس کے آنسو پونچھے پھر اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا۔۔۔۔۔

"تمہیں کسی سے بھی معافی مانگنے کی ضرورت نہیں ہے سوائے زرشاہ کے بات رہی ثنا کی تو اس کے اور اس کے شوہر کے کچھ مسائیل تھے میں نے وہ مسائیل حل کیے اور وہ اپنے گھر واپس چلی گئی بس۔۔۔۔۔" میرا شمار ان مردوں میں نہیں ہوتا جو اپنی بیوی کو۔۔۔۔۔ جھکا کے خوشی محسوس کرتے ہیں۔۔۔۔۔" میں تمہیں تکلیف نہیں دینا چاہتا تھا میں صرف تمہیں احساس دلانا چاہتا تھا۔۔۔۔۔"

وہ اس کے ہاتھ کو دباتے اسے تسلی دے رہے تھے۔۔۔۔۔

"یہ جو عورتیں کہتی ہیں نہ باہر والی عورت کیوں ہے ہمارا شوہر کسی باہر والی عورت سے بات کرے بھی کیوں۔۔۔۔۔"؟؟ اور پھر یہ سوچ سوچ کے کڑھتی رہتی ہیں میں سوچتا ہوں اس وقت وہ اپنی پوزیشن کیوں بھول جاتی ہیں۔۔۔۔۔" مرد کی فطرت ہے۔۔۔۔۔ آپ مرد کو باندھ کے نہیں رکھ سکتی اگر اس کا ہاتھ آپ کے ہاتھ میں بھی ہے اس کی نظر پھر بھی دوسری عورت پہ اٹھے گی۔۔۔۔۔ آپ اسے یہ کرنے سے روک نہیں سکتی۔۔۔۔۔" لیکن آپ کم از کم اپنی پوزیشن سمجھ سکتی

ہیں۔۔۔۔۔ آپ اس کے گھر میں ہیں۔۔۔۔۔ چار گواہان کی موجودگی میں وہ آپ کو بیاہ کے لایا ہے آپ کو عزت دی ہے۔۔۔۔۔ "کوئی بی باہر کی عورت آپ کی جگہ کیسے لے سکتی ہے۔۔۔۔۔"؟

انہوں نے ایک نظر اس کے جھکے ہوئے سر کو دیکھا پھر محبت سے اسے سمجھایا۔۔۔۔۔

"تم کا ساری باتیں ٹھیک ہو گا دراب خان لیکن کوئی بی بھی عورت اپنا بندہ نہیں بانٹ سکتا عورت۔۔۔۔۔ بھوکی سو سکتی ہے لیکن اپنا شوہر نہیں بانٹ سکتا۔۔۔۔۔"

اس نے اپنی آنکھیں رگڑتے ہوئے تیز لہجے میں کہا

تو وہ اپنی مسکراہٹ ضبط کر کے رہ گئے۔۔۔۔۔

"لیکن ام تو دوسری شادی کا سوچ رہا تھا۔۔۔۔۔"

انہوں نے مصنوعی سنجیگی سے کہا

تو اس نے آنکھیں پھیلا کے دیکھا۔۔۔۔۔

اس نے سامنے کے بال جھٹک کے لاپرواہی کا مظاہرہ کیا

اب کی بار حیران ہونے کی باری-----درب خان کی تھی----

"وہ سامنے سے جو نرس آرہی ہے کتنی خوبصورت ہے۔۔۔۔۔"

انہوں نے تھوڑی کے نیچے ہاتھ جما کے سامنے سے آتی نرس کی تعریف کی

تو المظ تلملا کے رہ گئی۔۔۔۔

فوراً سے ہاتھ ان کی آنکھوں پہ رکھ دیا۔۔۔۔۔

انہوں نے خفگی سے اسے گھورا۔۔۔

وہ کھسیانی ہنسی ہنسی----

تو دراب خان بھی کھلھلا کے ہنس دیئے۔۔۔۔۔

زرشاہ نے کچھ ہچکچاتے ہوئے پہلا قدم اندر رکھا۔۔۔۔۔ پھر سر جھکا کے وہ آگے بڑھی۔۔۔۔۔

اندر کمرے میں خاموشی تھی۔۔۔۔۔

اس نے دھیرے سے سر اٹھایا تو اس کا دل کی دھڑکن تیز ہوئی۔۔۔۔۔

وہ پیچھے سرہانے کے ساتھ ٹیک لگا کے بیٹھا نقابست زدہ سالک رہا تھا۔۔۔۔۔

زرشاہ کو اندر آتے دیکھ وہ رسماً مسکرایا

وہ جواب میں مسکرا بھی نہ سکی۔۔۔۔۔

”ادھر آؤ امارے قریب۔۔۔۔۔“

مدہم سی آواز سماعتوں سے ٹکرائی تو ناچاہتے ہوئے بھی اس کے قدم اس طرف اٹھنے لگ گئے۔۔۔۔۔

اس کے قریب پہنچ کے بھی اس نے سر نہیں اٹھایا تھا۔۔

"مجھے لگا میں تمہیں اب کبھی دوبارہ نہیں دیکھ پاؤں گا۔۔۔۔۔"

اس کے لہجے میں ندامت تھی دکھ تھا شرمندگی تھی۔۔۔۔۔

زرشاہ اس کے سوئی یوں میں جھکڑے ہاتھ کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

"اور میرے جیسے انسان کی سزا بھی یہ ہی تھی کہ میں دوبارہ تمہیں کبھی نہ دیکھ سکوں۔۔۔۔۔"

وہ کھوئے ہوئے لہجے میں اپنی بات جاری رکھے ہوئے تھا۔۔۔۔۔

زرشاہ کی نظریں ہنوز ادھر ہی جمی ہوئی تھی۔۔۔۔۔

"مجھے تمہیں کھونے سے کبھی خوف نہیں آیا۔۔۔۔۔"

اس نے اب زرشاہ کی طرف دیکھا تھا۔۔۔۔۔

”یہاں تک کے تم نے طلاق کا مطالبہ بھی کر دیا تھا۔۔۔۔۔“

زرشاہ نے پہلی دفعہ سر اٹھایا تھا

اس کی آنکھوں میں کچھ چمکا تھا

شاید نہی۔۔۔۔۔

”لیکن مجھے اس رات واقعی ہی خوف آیا تھا مجھے لگا کے میں اگر تمہیں اپنی زندگی میں منانہ پایا
تو۔۔۔۔۔ پھر۔۔۔۔۔ شاید تم میرے جنازے پہ بھی نہ آؤ۔۔۔۔۔“

زرشاہ کی آنکھوں سے ایک آنسو ٹوٹ کے اس کے ہاتھ پہ گرا تھا۔۔۔۔۔

”تم ایسا کیسے سوچ سکتے ہو امارے بارے میں ام نے ہمیشہ تمہاری زندگی کے لیے دعا کیا ہے۔۔۔۔۔“
اگر تم کو کچھ ہو جاتا تو ام بھی مر جاتا۔۔۔۔۔“

اس نے اس کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کے تڑپ کے کہا

تو وہ فقط مسکرا دیا۔۔۔۔۔

”کیا محبت کرتی ہو مجھ سے۔۔۔۔۔“

یہ سوال بالکل غیر متوقع تھا۔۔۔۔۔

زرشاہ نے سر اٹھایا تو وہ بہت گرمی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔

”اگر ام محبت نہ کرتا تو یہاں نہ ہوتا۔۔۔۔۔“

اس نے نظریں چراتے ہوئے بات کو گول کر دیا

تھوڑی دیر کے لیے خاموشی چھا گئی۔۔۔۔۔

مجھ سے نہیں پوچھ گی۔۔۔۔۔؟؟

وہ جانچتے ہوئے لہجے میں پوچھ رہا تھا۔۔۔۔۔

"نہیں کیونکہ جواب ام جانتا ہے۔۔۔۔۔"

اس نے کچھ تلخی سے کہتے ہوئے رخ موڑ لیا۔۔۔۔۔

"اچھا تو کیا جواب ہے مجھے بھی بتاؤ۔۔۔۔۔"

اس نے دلچسپی سے کہا۔۔۔۔۔

"یہی کے تم ام سے نہیں بلکہ گل مینے سے محبت کرتا ہے۔۔۔۔۔"

اس نے صاف گوئی کا مظاہرہ کیا۔۔۔۔۔

تو وہ قہقہہ لگا گئے ہنسا۔۔۔۔۔

زرشاہ نے کچھ حیرت سے اسے دیکھا۔۔۔۔۔

"یار تم خود سے اندازے ہی کیوں لگاتی ہو اگر گل مینے سے مجھے اتنی ہی محبت ہوتی نا تو اس گھر میں تم نہ ہوتی۔۔۔۔۔ گل مینے۔۔۔۔۔ سے شادی کرنا میرے لیے مشکل تھا لیکن تم سے شادی کرنا میرے لیے بہت مشکل تھا۔۔۔۔۔"

اس نے برا مناتے ہوئے خفگی سے کہا

تو زرشاہ نے کچھ نا سمجھی سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔۔۔

"بہنوں کی طرح ہے وہ میری۔۔۔۔۔ میں پچھلے چار سالوں سے آپ کی زلفوں کا اسیر ہوں۔۔۔۔۔"

اس نے کہہ کے ناراضگی سے رخ پھیر لیا۔۔۔۔۔

تو زرشاہ کو اپنی سماعتوں پہ یقین نہیں آیا۔۔۔۔۔

"ایسا کیسے او سکتا ہے۔۔۔۔۔"

اس نے اس کے کاندھے پہ ہاتھ رکھ کے تصدیق چاہی۔۔۔۔۔

"ایسا ہو چکا ہے نہیں تو تمہیں کیا شکل سے میں پاگل لگتا تھا جو کسی دوسرے کے معاملے میں کود پڑا۔۔۔۔۔" اعتراف میں نے آج تک اس لیے نہیں کیا کہ تم اعتراف کرو اپنی موجودگی کا احساس دلاؤ۔۔۔۔۔" گل مینے والے معاملے میں مجھ سے زیادتی ہو گئی تھی۔۔۔۔۔ باقی جو بھی تھا میں غصہ دلانے کے لیے کرتا تھا

وہ اتنے آرام سے اسے بتا رہا تھا۔۔۔۔۔ اور زرشاہ کا دل چاہ رہا تھا اگر وہ ہسپتال کے بیڈ پر نہ ہوتا۔۔۔۔۔ تو وہ کوئی می چیز اٹھا کے اس کے سر پہ دے مارتی۔۔۔۔۔

"کتنا برا ہے نا تم۔۔۔۔۔"

اس نے تاسف سے کہا۔۔۔۔۔

"جیسے بھی ہوں اب تمہارا ہوں۔۔۔۔۔"

اس نے محبت سے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے ذومعنی لہجے میں کہا۔۔۔۔۔ تو وہ جھنپ گئی۔۔۔۔۔

"ام کو تو لالا بلا رہا تھا۔۔۔۔۔"

اس نے تیزی سے ہاتھ چھڑایا۔۔۔۔

”ہاں ہاں جاؤ لالا کے پاس اسے بتاؤ کہ تم ہسپتال سے سیدھا اپنے گھر جاؤ گی چاہے وہ اپنی بیوی کو لے کے جانے پہ رضامند ہو یا نہ ہو۔۔۔۔۔“

اس نے ہنسی ضبط کرتے ہوئے مصنوعی سنجیگی سے کہا۔۔۔۔

”وہ آپ سے زیادہ بے چین ہے ادھر نہیں چھوڑے گا اب اسے۔۔۔۔۔“

اسے گھوری سے نواز کے وہ جیسے ہی باہر نکلی اسے خوشگوار حیرت ہوئی۔۔۔۔۔

الفاظ اپنے سابقہ انداز میں دراب خان کو کوئی می قصہ سنارہی تھی اور دراب خان محبت پاش نظروں سے اسے دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔

ان کے قریب پہنچ کے وہ کھنکاری تو دراب خان گرہڑا کے پیچھے مڑے۔۔۔۔۔

”صلاح ہو گیا تمہارا المظ۔۔۔۔۔“ لالا سے کان پکڑوایا کہ پاؤں۔۔۔۔۔“

اس نے دراب خان کی طرف تھوڑا جھک کے ذرا جتانے والے لہجے میں انہیں چھیڑا۔۔۔۔۔

"پہلے اس نے کان پکڑا۔۔۔۔۔ ام نہیں مانا۔۔۔۔۔"

اس نے مصنوعی کالر جھاڑے۔۔۔۔۔

زرشاہ نے متاثر کن نظروں سے اسے دیکھا۔۔۔۔۔

پھر پاؤں پکڑے تو معاف کر دیا۔۔۔۔۔

المنظر کے اس قدر صفائی میں سے بولے گئے جھوٹ پہ وہ کانوں کو ہاتھ لگا کے رہ گئے۔۔۔۔۔

زرشاہ بھی اپنی ہنسی قابو میں نہ رکھ سکی۔۔۔۔۔

"ام کو چھوڑو لالا سے تم نے کان پکڑوائے یا یوں ہی مان گئی۔۔۔۔۔"

وہ گھوم کے اس کے قریب آئی اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھ کے۔۔۔۔۔ مشکوک لہجے میں پوچھا

تو زرشاہ نے ادھر سے کھسکنے میں ہی عافیت جانی۔۔۔۔۔

وہ ام ڈاکٹر سے پوچھ کے آتا ہے کہ ضرار کب ڈسچارج ہو گیا۔۔۔۔۔

تیزی سے کہہ کے وہ وہاں سے چلی گئی۔۔۔۔۔

المنظر نے ایک نظر دراب خان کو دیکھا۔۔۔۔۔

پھر ان کا ہاتھ پکڑ کے انہیں ہسپتال سے باہر کی طرف لے کے جانے لگی۔۔۔۔۔

پوری حویلی رنگ برنگی بتیوں کے زیر اثر چمک رہی تھی آسمان پہ چمکتا پورا چاند۔۔۔۔۔ جیسے ہر شہ کو دیکھ کے مسکرا رہا تھا۔۔۔۔۔ مسکراہٹیں۔۔۔۔۔ ہر سو بکھری ہوئی تھی قہقہے ہر سو اپنا رنگ بکھیر رہے تھے۔۔۔۔۔ اس نے تھوڑا جھک کے نیچے دیکھا تو ایک نو دس سال کا بچہ ہاتھ میں چنگاری سی لیے۔۔۔۔۔ یہاں وہاں گھوم رہا تھا۔۔۔۔۔ وہ دھیرے سے ہنس دی۔۔۔۔۔ اسے محسوس ہی نہیں ہوا کہ کب ضرار اس کے پیچھے آ کے کھڑا ہو گیا تھا۔۔۔۔۔

اس نے گلا کھنکار کے اسے جیسے متوجہ کیا۔۔۔۔۔

وہ پلٹی۔۔۔۔۔

تو اس دن کی طرح اس کے سینے کے ساتھ ٹکراتے ٹکراتے بچی۔۔۔۔۔

اس نے ایک نظر گھور کے اسے دیکھا۔۔۔۔۔

وہ اسے شرارتی نظروں سے گھور رہا تھا۔۔۔۔۔

”تمہیں پتہ ہے۔۔۔۔۔ میں تھوڑا سا کنفیوز ہوں۔۔۔۔۔“

اس نے چہرے پہ گہری سنجیدگی۔۔۔۔۔ سچائے ذرا الجھن بھرے لہجے میں کہا۔۔۔۔۔

تو اس نے ایک ابرو استفہامیہ انداز میں اٹھایا۔۔۔۔۔

”اب آسمان پہ بھی ایک چاند چمک رہا ہے اور ایک چاند میرے پہلو میں کھڑا ہے مجھے سمجھ نہیں آرہی

زیادہ خوبصورت کون ہے۔۔۔۔۔“؟؟

تو نہ چاہتے ہوئے بھی وہ ہنس دی۔۔۔۔

پھر ایک ادا سے بازو اس کی گردن کے گرد حمائل کر کے ذرا قریب ہوئی۔۔۔۔

"تم کو زیادہ خوبصورت کون لگتا ہے۔۔۔۔۔؟؟؟"

اس نے ایک ادا سے اٹھلاتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

تو اس نے کچھ دیر سوچا۔۔۔۔۔

"یار میرا چاند۔۔۔۔۔"

اس نے محبت پاش نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔

تو وہ جھنپ گئی۔۔۔۔

”لیکن تم اب مجھے کبھی چھوڑ کے تو نہیں جاؤ گی۔۔۔۔۔“

اس نے اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے۔۔۔۔۔ مان سے کہا۔۔۔۔۔

”تم کو کیا لگتا ہے۔۔۔۔۔“؟؟

اس نے الٹا اس سے سوال پوچھ لیا۔۔۔۔۔

”مجھے یہ لگتا ہے تم ایک باوفا بیوی ہو۔۔۔۔۔“ ایک صابر لڑکی ہو اور یہ کہ تم مجھ سے بہت محبت کرتی ہو اتنی محبت کے ایک عدد شادی کی اجازت بھی تم مجھے آسانی سے دے دو گی۔۔۔۔۔“؟؟

رک کے اس کے تاثرات دیکھے۔۔۔۔۔

جو ابھی تک مسکرا کے۔۔۔۔۔ اس کی بات سن رہی تھی یکدم اس کے تاثرات بدلے۔۔۔۔۔

ٹھہر کے اچھنبے سے اسے دیکھا

بات سمجھ آتے ہی ----- ہاتھ کا مکا بنا کے اس کے کندھے پہ جھڑ دیا۔۔۔۔۔
وہ بے چاگی سے اسے دیکھ کے رہ گیا۔۔۔۔۔

"پھر اپنی کانوں کو معذرت خوانہ انداز میں چھوا۔۔۔۔۔"

وہ اسے دیکھ کے مسکرا دی تو اس نے ایک دفعہ پھر اس کے دونوں ہاتھ اپنے لبوں کے ساتھ لگا لیا

"ام کو لگتا ہے گل مینے اپنی شادی سے خوش نہیں ہے۔۔۔۔۔"؟؟

موقع دیکھ کے اس نے وہ بات کہہ ہی دی جو بات اسے پریشان کر رہی تھی۔۔۔۔۔

اس نے کچھ دیر سنجیگی سے اسے یوں دیکھا جیسے اسے یہ بات ناگوار لگی ہو۔۔۔۔۔

"اگر نہیں بھی خوش تو وہ ٹھیک ہو جائے گی۔۔۔۔۔"

اس نے کچھ اس سنجیگی سے ختمی لہجہ اپنایا کہ زرشاہ وہی چپ ہو گئی۔۔۔۔۔

"تم جنت ہو میری-----"

اس کی خاموشی بھانپ کے اس موضوع بدل دیا۔۔۔

"میں سمجھ گیا ہوں-----کہ نیک بیوی بھی اللہ کی ایک نعمت ہوتی ہے اور بد قسمت ہے وہ مرد جو ایسی بیوی کی قدر نہیں کرتا۔۔۔۔۔میں شکر گزار ہوں کہ اللہ نے مجھے بروقت احساس دلا دیا۔۔۔۔۔"

وہ تشکر بھرے لہجے میں اس کے کانوں میں سحر پھونک رہا تھا

اور وہ نم آنکھوں سے اپنے سامنے کھڑے اس شخص کو دیکھ رہی تھی جو اس کا نصیب تھا۔۔۔۔۔یہ وہ انسان تھا جو اس کا نصیب تھا۔۔۔۔۔اس نے برا وقت بھی دیکھا تھا اب اچھا وقت اس کا منتظر تھا۔۔۔۔۔

بے شک جو لوگ-----سیدھا راستہ چنتے ہیں۔۔۔۔ایک وقت آتا ہے اللہ ان کے لیے راستے آسان کر دیتا ہے

اور اس کے راستے آسان تھے منزل صاف۔۔۔۔

وہ آسمان پہ چمکتے چاند کو دیکھ کے مسکرا دی۔۔۔۔۔

”درب خان۔۔۔۔۔“

دھڑام سے دروازہ توڑنے والے انداز میں وہ چھوٹی سی لڑکی کسی آندھی طوفان کی طرح اندر داخل ہو کے کسی آفت کی طرح ٹوٹی تھی۔۔۔۔۔

انہوں نے دل ہی دل میں کانوں کو ہاتھ لگایا۔۔۔۔۔

”جی اب کیا ہو گیا ہے۔۔۔۔۔؟“

انہوں نے گہری سانس بھرتے ہوئے پٹ کے ایک نظر اپنے پیچھے کھڑی۔۔۔۔۔ اس چھوٹی لڑکی کو دیکھا۔۔

جو کھا جانے والی نظروں سے انہیں دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

"تم نے ام کو پہلے کیوں نہیں بتایا کہ گل مینے کی مہندی کی مہندی پہ تم کالا رنگ پہنے گا۔۔۔۔۔"

وہ دونوں ہاتھ کمر کے رکھ کے کسی تھانے دار کی طرح ان کے رو برو آ کے کھڑی ہو گئی۔۔۔۔۔

انہوں نے ایک نظر اپنے سامنے کھڑی لڑکی کو دیکھا جو اس وقت مہندی رنگ کے لہنگے میں تھی۔۔۔۔۔ اور انہیں ایسے گھور رہی تھی جیسے وہ کوئی می بہت بڑا گناہ کر چکے ہو۔۔۔۔۔

"تو شلپنگ تو تم نے اپنی مرضی سے کیا تھا ہسپتال میں اپنے بیمار بھائی می کو چھوڑ کے۔۔۔۔۔"

انہوں نے بھی سارے لحاظ بلائے طاق رکھ کے۔۔۔۔۔ ناک چڑھا کے اسے جلی کٹی سنا دی۔۔۔۔۔

دراب خان کے منہ سے ایسے الفاظ سن کے۔۔۔۔۔ اس کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔۔۔۔۔

"خان صاحب تم طعنہ مار رہا ہے۔۔۔۔۔"

اس نے ابرو ترچھا کر کے تصدیق چاہی۔۔۔۔۔

دراب خان جو آئی مینے کے سامنے کھڑے۔۔۔۔۔ بال۔۔۔۔۔ سیٹ کر رہے تھے۔۔۔۔۔

پلٹ کے ایک دل جلا دینے والی مسکان کے ساتھ اسے دیکھا۔۔۔۔۔

”نہیں تم کو حقیقت بتا رہا ہوں۔۔۔۔۔

جتا کے ایک دفعہ پھر پلٹ گئے۔۔۔۔۔

المنظر کے تو سر پہ لگی تلواروں پر بھیجی۔۔۔۔۔

سائیڈ پہ پڑی ٹیبل۔۔۔۔۔ کھینچ کے ان کے قریب کی۔۔۔۔۔

اس پہ کھڑی ہو کے ان کے قد تک آنے کی ایک کوشش۔۔۔۔۔

”تمہاری اتنی ہمت کہ تم ام کو ایسے بولو۔۔۔۔۔“

اور ایک ہی جھٹکے میں ان کے ترتیب سے سیٹ کیے بال۔۔۔۔۔ خراب کر دیئے۔۔۔۔۔

وہ بیچاگی سے اسے دیکھ کے رہ گئے۔۔۔۔۔

”ام تمہارے بغیر ہی ٹھیک تھا۔۔۔۔۔“

صدے کے زیر اثر ان کے منہ سے اتنا ہی نکلا۔۔۔۔۔

”لیکن اب تو تم کو امارے ساتھ ہی رہنا ہے۔۔۔۔۔ وہ ہنستے ہوئے ٹیبل سے اتر کے نیچے کھڑی ہو گئی۔۔۔۔۔“

پھر باہر جاتے جاتے پلٹی۔۔۔۔۔

”اب ام تمہارا انتظار کر رہا ہے جلدی جلدی باہر آنا۔۔۔۔۔ عورتوں جیسی تیاری ہے تمہاری۔۔۔۔۔“

تیز لہجے میں کہتی وہ دروازہ کھول کے باہر نکل گئی۔۔۔۔۔

درب خان نے افسوس سے سر ہلایا

جیسے ہی پلٹ کے شیشے میں اپنے آپ کو دیکھا ان کی ہنسی چھوٹ گئی۔۔۔۔۔

"یہ لڑکی ہمیشہ انہیں پریشان کرتی تھی لیکن یہ بھی ایک حقیقت تھی کہ اس لڑکی کے بغیر ان کی زندگی کچھ نہیں تھی۔۔۔۔۔"

ختم شد

